حقوقِ انسانی اور عدلِ اسلامی کے حسین چہرے کا جھومر

حضرت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے فیصلے

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ ماڈل ٹاؤن لاہور

اسلام بکڈپو

042-37112941

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے فیصلوں پر مشتمل خوبصورت کتاب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے

ترتیب جدید و اضافہ

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

اسلام بک ڈپو
۱۲ گنج بخش روڈ لاہور
فون: 042-37112941

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

مرتب

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف

بفیضان نظر

پیر طریقت

حضرت الحافظ مولانا قاری محمد اصغر نورانی، قادری، برکاتی

جامع مسجد قبا باغوالی محلہ چومالہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

حسب فرمائش

حضرت مولانا قاری غلام رسول قصوری

حضرت مولانا قاری غلام مصطفیٰ قادری

حضرت مولانا قاری خدا بخش بصری

باراول	....	مارچ 2014ء
پرنٹرز	....	آصف صدیق پرنٹرز
تعداد	....	1100/-
ناشر	....	چوہدری غلام رسول۔ میاں جوادرسول میاں شہزادرسول
قیمت	....	/= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز

فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111

E-mail: millat_publication@yahoo.com

پروگریسو بکس

6-یوسف مارکیٹ ، غزنی سٹریٹ اُردو بازار ، لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464

Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

اسلام بک ڈپو ۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

فہرست

ابتدائیہ

تمام حمد و ثناء اللہ عزوجل کے لئے جو خالق اور مالک ہے اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات پر بے شمار درود و سلام۔

اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں کے حالات و واقعات کا مطالعہ کرنے سے بلاشبہ قلب مومن منور ہوتا ہے اور ان نیک بندوں کی سیرتِ طیبہ سے جہاں آگاہی و معلومات ملتی ہے وہیں بندۂ مومن خود کو بھی ان کے عادات و اطوار میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں میں سے ایک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ہیں جن کی زندگی اسوۂ رسول اللہ ﷺ کا عملی نمونہ ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے اوّلین افراد میں سے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوتِ توحید پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگی دین اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے بسر کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعے دین اسلام کی آبیاری کی اور حقیقی معنوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثار ہونے کا حق ادا کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ میں نے سب کے احسانوں کا بدلہ دے دیا مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احسانوں کا بدلہ اللہ عزوجل خود دے گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علوم ظاہری و باطنی سے آشنا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پروردہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد دین اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے جو فیصلے کئے انہیں حضور نبی کریم ﷺ نے بھی سراہا اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد خلیفہ بنے تو بھی آپ رضی اللہ عنہ نے جو فیصلے کئے وہ امت مسلمہ کی بھلائی اور مملکت اسلامیہ کی ترقی و ترویج کا پیش خیمہ بنے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما چکے تھے اور یہ دور مسلمانوں کے لئے انتہائی نازک دور تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر نہ صرف امت مسلمہ کو متحد رکھا بلکہ اپنے فیصلوں سے ثابت کیا آپ رضی اللہ عنہ حقیقی معنوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے جانشین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی بدولت بلاشبہ امت مسلمہ نے ترقی و عروج کی منازل طے کیں۔

زیر نظر کتاب ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے'' آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے لے کر شہادت تک کے ان تمام واقعات پر مبنی ہے جن سے آپ رضی اللہ عنہ کے تاریخ ساز فیصلوں کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ ان فیصلوں سے آپ رضی اللہ عنہ کی ذہانت، تدبر، فہم اور بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ کتاب کو ترتیب دیتے وقت کوشش کی گئی ہے کہ کوئی بھی واقعہ کسی مستند حوالہ کے بغیر نہ ہو۔ میں اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل میری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

فضائل ومناقب

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ، یارِ غار ہیں، صدیق ہیں، عتیق ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بااعتماد ساتھی اور مشیر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اپنی عبادت کی بناء پر تم پر فضیلت نہیں رکھتا بلکہ اسے تم پر فضیلت اس وجہ سے ہے کہ یہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔''

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔

''سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں بے شمار قرآنی آیات اور احادیث مروی ہیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب سے متعلق چند فرامین الٰہی اور احادیث بیان کی جارہی ہیں جن سے آپ رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ کا پتہ چلتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓی ○ (اللیل: ۱۷ تا ۱۹)

''اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔''

آیاتِ بالا کی تفسیر میں مفسرین کرام لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا تو مشرکین نے کہا بلال (رضی اللہ عنہ) کا ضرور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر کچھ احسان ہو گا جو انہوں نے احسان کا بدلہ یوں چکایا ہے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ نے خاص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اور بھی کئی غلام خرید کر آزاد کئے تھے جن میں ایک نام حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ کا بھی ہے۔ اللہ عزوجل نے ان آیات کے ذریعے واضح کر دیا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پیش نظر اللہ عزوجل کی رضا تھی اور انہوں نے کسی احسان کا بدلہ نہیں اتارا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (الزمر: ۳۳)

''اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی۔''

آیت بالا کی تفسیر میں مفسرین کرام لکھتے ہیں یہاں سچ لے کر تشریف لانے سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے سچ کی تصدیق کی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بھی آیت بالا کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۴۵۲)

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ (التوبہ: ۴۰)

''اگر تم نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد نہ کرو تو کیا ہو جائے گا اس کا حامی اللہ ہے وہ پہلے بھی اس کی مدد کر چکا ہے جب کفار نے اسے گھر سے نکال دیا تھا غار میں وہ دو میں سے ایک تھا اور اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا غم مت کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

اس فرمانِ خداوندی میں واضح طور پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر کیا جا رہا ہے کیونکہ یارِ غار وہی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کے سفر میں رفیق وہی تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا

(الاحزاب: ۴۳)

''وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آیت بالا کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جب آیت اِنَّ اللہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ الخ نازل ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت عطا فرمائی ہے اور کیا ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے بارگاہِ خداوندی میں فضیلت رکھتے ہیں؟ اللہ عزوجل نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس سوال کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ عزوجل مسلمانوں پر مہربان ہے۔

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی گئی ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جنت کے پرندے......؟''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا جنت کے پرندے نرم و نازک ہوں گے؟''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''بلاشبہ وہ کھانے اور ذائقے میں اس سے بھی نرم ہوں گے اور مجھے قوی امید ہے کہ ان کو کھانے والوں میں تم بھی شامل ہو گے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جہاں سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بیان فرمایا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا۔

''کاش میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے۔'' (سنن ابی داؤد جلد چہارم حدیث ۴۲۵۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''کوئی نبی ایسا نہیں جس کی مثال میری امت میں نہ ہو پس ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خصائل کا آئینہ ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جلال کا مظہر ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ہارون علیہ السلام کے کمالات کا مظہر ہیں جبکہ علی رضی اللہ عنہ، میرے اوصاف حمیدہ کا مظہر ہیں۔''

(نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۵۰۴)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حجۃ الوداع سے واپسی پر منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

"اے لوگو! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے کبھی تکلیف نہیں دی میں ان سے راضی ہوں اور یاد رکھو کہ میں عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمن اور مہاجرین اولین سے راضی ہوں اور تم ان کے حق میں میری بات یاد رکھو۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۷)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں موجود تھا اور اس باغ کا دروازہ بند تھا۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اٹھو اور دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی خوشخبری دی اور انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر ایک مرتبہ پھر دستک ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور کہو عنقریب تم ایک آزمائش سے گزرنے والے ہو۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنایا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا اللہ عزوجل بہترین مدد کرنے والا ہے۔ پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اندر آئے اور

آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب المناقب حدیث ۸۷۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''کوئی نبی ایسا نہیں جس کی مثال میری امت میں نہ ہو پس ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خصائل کا آئینہ ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جلال کا مظہر ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ہارون علیہ السلام کے کمالات کا مظہر ہیں جبکہ علی رضی اللہ عنہ، میرے اوصافِ حمیدہ کا مظہر ہیں۔''

(نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۵۰۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال تکبیر اولیٰ کی سی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ قرأت نماز کی مثل ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ رکوع کی مثل ہے اور علی رضی اللہ عنہ سجدہ کی مثل ہے۔'' (نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ ۵۰۴)

نزہۃ المجالس میں منقول ہے ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک طباق لے کر آئے جو جنت کے سیبوں سے لبریز تھا۔ انہوں نے وہ طباق حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس میں سے اس شخص کو عنایت کیجئے جو آپ ﷺ کو پیارا ہو۔

راوی بیان کرتے ہیں وہ طباق ایک نورانی خوان پوش سے ڈھکا ہوا تھا حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست انور اس میں داخل کر کے ایک سیب نکالا دیکھتے کیا ہیں کہ اس کی ایک جانب تو لکھا ہوا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللهِ لِاَبِي بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ

یہ خدا کا تحفہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اور اس کی دوسری جانب یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

مَنْ اَبْغَضَ الصِّدِّيْقَ فَهُوَ زِنْدِيْقٌ

صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا بے دین ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا سیب اٹھایا اس کے ایک طرف تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْوَهَّابِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

یہ خدائے وہاب کا تحفہ ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَهُوَ فِيْ سَقَرَ

عمر رضی اللہ عنہ کے دشمن کا ٹھکانا جہنم میں ہے۔ بعدازاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

یہ خدائے منان وحنان کا تحفہ ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لئے اور اس کی دوسری طرف یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُثْمَانَ فَخَصْمُهُ الرَّحْمٰنُ

عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن رحمن کا دشمن ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طباق میں سے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْغَالِبِ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

یہ خدائے غالب کا تحفہ ہے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا لَّمْ يَكُنْ لِلّٰهِ وَلِيًّا

یعنی علی رضی اللہ عنہ کا دشمن خدا کا دوست نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عبارات کو پڑھ کر اللہ عزوجل کی بے حد حمد و ثناء بیان کی۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم)

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا۔

''اللہ عزوجل ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جنہوں نے اپنی بیٹی کو میرا رفیق بنایا اور مجھے دارِ ہجرت سے مدینہ منورہ لائے اور بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد فرمایا۔ اللہ عزوجل عمر رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جنہوں نے ہمیشہ حق بات کہی اور حق کا ساتھ دیا۔ اللہ عزوجل عثمان رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جن کی حیاء سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل علی رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے جو ہمیشہ حق کے ساتھ رہے۔''

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''روزِ حشر میں یوں آؤں گا ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے دائیں جانب، عمر رضی اللہ عنہ میرے بائیں جانب جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ میرے پیچھے اور علی رضی اللہ عنہ میرے آگے ہوں گے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر ایک اعرابی نے عرض کیا کیا حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت ہو گی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

آگے آگے ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میرا علم علی (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام خلائق میرے اس علم کے سائے تلے ہوں گے۔''

(سنن ترمذی باب المناقب جلد پنجم حدیث ۳۷۱۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم تھے۔ احد پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

''اے احد! ٹھہر جا تجھ پر اس وقت ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔'' (صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۸۷۱)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ گھر سے باہر نکلے اور چل دیئے۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے گیا اور پھر آپ ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو پوچھا۔

''ابوذر (رضی اللہ عنہ)! تم کیسے آئے ہو؟''

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بخوبی علم ہے۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے دائیں تشریف فرما ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بخوبی علم ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دائیں تشریف فرما ہو گئے۔ حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی علم ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور وہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب تشریف فرما ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی علم ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے سات پتھر اٹھائے اور ان پتھروں نے تسبیح بیان کرنا شروع کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر بعد وہ پتھر دوبارہ زمین پر رکھ دیئے اور پھر کچھ دیر بعد دوبارہ ان پتھروں کو اٹھایا اور انہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھا اور ان پتھروں نے پھر سے تسبیح بیان کرنا شروع کر دی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ پتھر کچھ دیر بعد دوبارہ زمین پر رکھ دیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پتھروں کو اٹھایا اور اب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ان پتھروں نے پھر تسبیح بیان کرنا شروع کر دی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ پتھر کچھ دیر بعد زمین پر رکھ دیئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پھر ان پتھروں کو اٹھا کر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا اور ان پتھروں نے پھر تسبیح بیان کرنا شروع کر دی۔ کچھ دیر بعد سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی ان پتھروں کو زمین پر رکھ دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں وہ کنکریاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دے دیں وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں سیدنا فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ کو دیں تو وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں جیسے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو دیں اور وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں جیسے کہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں پڑھتی رہی تھیں۔ (اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۱۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن طلوعِ آفتاب کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانب تشریف لائے اور فرمایا میں نے فجر سے قبل خواب دیکھا مجھے چابیاں اور ترازو عطا کئے گئے۔ پھر مجھے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا اور پھر وزن کیا گیا اور میرا پلڑا بھاری تھا۔ پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا پس ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا پس عمر (رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا۔ پھر عثمان (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا پس عثمان (رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا اور پھر اس پلڑے کو اٹھالیا گیا۔ (مسند امام احمد جلد دوم حدیث ۵۴۶۹)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

"اے لوگو! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے کبھی تکلیف نہیں دی میں ان سے راضی ہوں اور یاد رکھو کہ میں عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمن اور مہاجرین اولین سے راضی ہوں اور تم ان

کے حق میں میری بات یاد رکھو۔"

حضرت جیش بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ابوبکر، عمر، عثمان و عائشہ رضی اللہ عنہم اللہ عزوجل کی آل ہیں اور علی، حسن، حسین و فاطمہ رضی اللہ عنہم میری آل ہیں۔ عنقریب روزِ حشر اللہ عزوجل میری اور اپنی آل کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ پر جمع فرمائے گا۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"بلاشبہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو میرے نور سے پیدا فرمایا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور سے پیدا فرمایا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نور سے کل کائنات کے مومنین کو پیدا فرمایا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے آسمان پر اسی ہزار فرشتے اس شخص کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے اور دوسرے آسمان پر اسی ہزار فرشتے اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جو سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتا ہے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم دونوں اکٹھے تشریف لائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو دیکھا تو

فرمایا۔

''یہ دونوں اہل جنت کے بوڑھوں اور جوانوں کے سردار ہیں ماسوائے انبیاء علیہم السلام کے۔'' (اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۱۰)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہلے جتنی بھی امتیں گزر چکی ہیں ان میں محدث ہوتے تھے اور میری امت کا محدث بلاشبہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میری امت میں سب سے زیادہ رحمدل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور دین خداوندی کے معاملہ میں سب سے سخت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

ترمذی و حاکم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اس طرح داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''ہم تینوں بروزِ قیامت اسی طرح اٹھیں گے۔''

(جامع ترمذی صفحہ ۵۲۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''ہر چیز کے لئے شفاء ہے اور دلوں کی شفاء اللہ عزوجل کے ذکر میں ہے اور اللہ عزوجل کے ذکر میں شفاء سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کی محبت میں ہے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہر نبی کے دو وزیر ہوئے ہیں اور میرے چار وزیر ہیں۔ دو وزیر آسمان پر ہیں جبرائیل اور میکائیل علیہم السلام اور زمین پر بھی میرے دو وزیر ہیں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔"

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۹، تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۷)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں حضور نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا بتائیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضور نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔"

حضرت سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہی تھی۔ میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا ان کے گوش گزار کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے میری بات سن کر فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی ان پر لعنت ہو۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میں اپنی امت سے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کی محبت کی ایسے ہی امید رکھتا ہوں جیسے لا الہ الا اللہ کہنے کی امید رکھتا ہوں۔''

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۸)

حضرت ابوعروہ دوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ اس دوران حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تم دونوں کے ساتھ میری مدد کی۔'' (تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۶)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''عالی مرتبت کو نچلے درجہ والے یوں دیکھیں گے جیسے وہ آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہیں اور ان عالی مرتبت میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔'' (تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مہاجرین و انصار کے گروہ میں ہوتے اور سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم بھی اس محفل میں موجود ہوتے یا تشریف لاتے اور آپ

ﷺ کو کوئی بھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا تھا ماسوائے ان دونوں کے اور یہ دونوں حضرات آپ ﷺ کو دیکھ کر تبسم فرماتے اور آپ ﷺ انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"سب سے پہلے زمین مجھ پر شق ہو گی یعنی میں قبر سے سب سے پہلے اٹھوں گا پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اٹھیں گے اور پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو اٹھایا جائے گا۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۵)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر فرمایا۔

"یہ دونوں میری سماعت اور بصارت ہیں۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس نے چرواہے کی ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اس سے اپنی بکری واپس چھین لی۔ بھیڑیا بولا تمہارا اس دن کے متعلق کیا گمان ہے جب صرف درندے باقی ہوں گے اور میرے علاوہ کوئی چرواہا نہ ہو گا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم اس بات کو صحیح مانتے ہیں۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بات کہی اس وقت سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم دونوں موجود نہ تھے۔ (جامع الترمذی جلد پنجم کتاب المناقب حدیث ۳۶۹۵)

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ

اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے عمر سے بہتر کسی شخص پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا۔

(جامع ترمذی کتاب المناقب حدیث ۳۶۸۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا عمل کیا؟ اس نے کہا کچھ نہیں فقط یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اللہ عزوجل، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے قوی امید ہے کہ میں ان سے محبت کی بناء پر قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میرے عمل کچھ بھی نہیں ہیں۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب مناقب حدیث ۸۸۴)

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو اسلام جاتا رہتا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''جو شخص اللہ عزوجل کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے اسے جنت کے دروازوں سے آواز دی جاتی ہے۔ جو شخص

نمازی ہوتا ہے اسے نماز والے دروازے سے پکارا جاتا ہے۔ جو مجاہد ہوتا ہے اسے جہاد والے دروازے سے پکارا جاتا ہے۔ جو روزہ دار ہوتا ہے اسے باب صیام سے پکارا جاتا ہے۔ جو صدقات و خیرات کرتا ہے اسے باب الصدقات سے پکارا جاتا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے یقین ہے وہ تم ہو جسے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۸)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے بلایا حالانکہ اس وقت میں بالکل تندرست تھا اور وہاں موجود تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلے سے ہم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔"

مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں منقول ہے حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی

طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسے امیر بنایا جائے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو تم اسے دنیا میں امین اور زاہد اور آخرت کی جانب رغبت کرنے والا پاؤ گے۔''

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ چند لوگوں نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ انصاف پسند اور حق بات کہنے والے اور منافقین کے لئے سب سے زیادہ سخت ہیں ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی کو آپ رضی اللہ عنہ کی طرح نہیں دیکھا۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ جو کہ اس محفل میں موجود تھے ان لوگوں کی یہ بات سن کر کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

''تم لوگ جھوٹ بولتے ہو بلاشبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح جانشین اور اس امت کے بہترین شخص تھے۔''

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو فرمایا۔

''بلاشبہ یہ درست ہے اور اللہ عزوجل کی قسم! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ مہکدار تھے۔''

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ دوسرے انسانوں میں سب سے بہترین ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کچھ مہاجرین و انصار حضور نبی کریم ﷺ کے حجرہ مبارک کے دروازے پر کھڑے ایک دوسرے کے فضائل کا ذکر کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ان کی آوازیں سن کر باہر آئے اور پوچھا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم فضائل کا ذکر کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تو پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر کسی کو ترجیح نہ دینا کیونکہ دنیا و آخرت میں وہ تم سے بہترین ہیں۔"

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

"اے ابوالدردائی (رضی اللہ عنہ)! تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے انبیاء علیہم السلام کو چھوڑ کر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بہتر کسی آدمی پر سورج طلوع ہوا ہے نہ غروب۔"

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں نے خواب میں دیکھا دودھ جلد اور گوشت کے درمیان میری رگوں میں جاری ہے پھر اس میں سے کچھ دودھ بچ گیا جو میں نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ علم ہے جو آپ ﷺ کو اللہ عزوجل نے عطا کیا اور جب آپ ﷺ سیر ہو گئے تو آپ ﷺ نے

باقی بچا ہوا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دے دیا؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سن کر فرمایا۔

''تم نے درست کہا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''ایک مرد جنت میں داخل ہوگا اور جتنے بھی بالاخانے اور گھروں میں رہنے والے ہیں اسے مرحبا مرحبا کہہ کر خوش آمدید کہیں گے اور اسے اپنی طرف بلائیں گے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس روز اس شخص پر کچھ نقصان نہ ہوگا؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''ہاں! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) وہ تم ہو گے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) غار میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھی ہوں گے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میری امت میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کوئی رحم دل نہیں ہے۔'' (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۹)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''بیشک اللہ عزوجل آسمان پر اس چیز کو ناپسندیدہ سمجھتا ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کوئی خطا کریں۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''عنقریب روزِ حشر ہر شخص کے اعمال کا حساب لیا جائے گا سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میں معراج کی رات فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرا میں نے فرشتوں کے پاس اپنے نام کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نام کو لکھا دیکھا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ان قوموں کا کیا ہوگا جنہوں نے میرے عہد کو چھوڑ دیا اور میری ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت کو ضائع کر دیا حالانکہ وہ میرے نائب اور میرے غار کے ساتھی ہیں۔ اللہ عزوجل ایسی قوم کو میری شفاعت نصیب نہیں فرمائے گا۔''

حضرت زیاد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ امت محمدیہ ﷺ میں

حضور نبی کریم ﷺ کے صحیح جانشین اور سب سے بہتر ہیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کوڑے سے مارنا شروع کر دیا اور فرمایا۔

''تو جھوٹ کہتا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میرے باپ سے، تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ بہتر ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بار قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد حاضر ہوا۔ اس وفد کے امیر نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ پورے القابات و احترامات کو ملحوظ رکھ کر بات چیت کی۔ اس امیر کی گفتگو اور الفاظ کے استعمال سے حاضرین محفل بہت متاثر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم نے ان کی بات کا جواب دو۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انتہائی متانت اور ذہانت کے ساتھ ان کی باتوں کا جواب دیا اور حضور نبی کریم ﷺ بے حد خوش ہوئے اور فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل تم پر اپنی رحمت فرمائے اور تمہیں رضوانِ اکبر عطا فرمائے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے رضوانِ اکبر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''روزِ حشر اللہ عزوجل تمام مسلمانوں پر عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے خاص تجلی فرمائے گا اور وہ تجلی رضوانِ اکبر ہے۔''

حضرت ابوزناد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا جو انہوں نے سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ پر فوقیت دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر تو قریشی ہے تو اللہ سے معافی مانگ اور اگر مومن اللہ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مجھ پر چار باتوں کی وجہ سے فوقیت حاصل تھی۔ اول وہ امام بننے میں مجھ پر سبقت لے گئے، دوم ہجرت کے وقت یارِ غار بنائے گئے، سوم اسلام کی اشاعت انہی کی وجہ سے ہوئی اور چہارم اللہ عزوجل نے سوائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تمام انسانوں کی مذمت فرمائی ہے۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کسی شخص کی اتنی نیکیاں ہیں جتنے آسمان کے ستارے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! عمر (رضی اللہ عنہ) کی نیکیاں اتنی ہیں۔ میں نے پوچھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) کی تمام نیکیاں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح جلد سوم کتاب المناقب حدیث ۶۰۶۸)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا بتائیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ ہیں۔" (ابن ماجہ جلد اول حدیث ۱۰۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے تھے اس دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"میرے ہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہی مقام و مرتبہ ہے جو میرا مقام و مرتبہ اللہ عزوجل کے ہاں ہے۔" (ریاض النضرۃ جلد اول صفحہ ۱۶۵)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب بھی کسی کام میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جانا چاہی تو انہیں خود سے آگے پایا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مجھ پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے احسانات بے شمار ہیں اور ان سے بڑھ کر کسی کے احسان نہیں۔ انہوں نے اپنے جان اور مال کے ذریعے میری مدد کی اور اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا۔

"آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"میں روزہ دار ہوں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دریافت فرمایا۔

''آج کسی مریض کی عیادت کی؟''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے آج مریض کی عیادت کی۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا۔

''کس شخص نے آج نمازِ جنازہ ادا کی؟''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے آج فلاں مومن کی نمازِ جنازہ ادا کی۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دریافت فرمایا۔

''تم میں سے کون ہے جس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس مرتبہ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس شخص میں یہ چاروں عادات موجود ہوں گی وہ جنت میں جائے گا۔'' (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۶۵)

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"نیک خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں جب اللہ عزوجل بندے کے لیے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس میں ان میں سے کوئی خصلت اس میں پیدا فرما دیتا ہے جس کے باعث اسے جنت عطا کر دی جاتی ہے۔"

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان میں کوئی عادت مجھ میں بھی موجود ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تم میں وہ تمام عادات پائی جاتی ہیں۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۵)

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے مابین کچھ خفگی پیدا ہوگئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھ سے کام لیا چونکہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے کچھ نہ کہا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شکایت سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضرین میں کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا۔

"لوگو! تم میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو، تمہاری حیثیت کیا ہے اور ان کی حیثیت کیا ہے تمہیں اس کا اندازہ نہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! تم سب لوگوں کے دروازوں پر اندھیرا ہے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ نورانی ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی۔ اسلام کے

لئے مال خرچ کرنے میں تم نے بخل سے کام لیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مال خرچ کیا۔ تم نے مجھے بدنام کیا مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری دلداری کی اور آرام پہنچایا۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۰)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مابین کھجور کے کسی باغ کے متعلق کوئی مسئلہ پیش آ گیا۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ شکایت کی تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تم جانتے ہو ان کا مقام کیا ہے؟ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ثانی اثنین ہیں اور مسلمانوں کے شیخ اور بزرگ ہیں۔"

(مسند امام احمد جلد چہارم صفحہ ۵۸ تا ۵۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"قریش میں سے تین اشخاص ایسے ہیں جو تمام لوگوں سے زیادہ روشن چہرہ اور حسن اخلاق والے اور سب سے زیادہ حیاء والے ہیں اور اگر وہ تم سے بات کریں تو کبھی جھوٹ نہ بولیں۔ اور وہ تین اشخاص سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عثمان ابن عفان اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم ہیں۔"

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں لوگوں کا ہجوم ہوتا تھا اور لوگ پھنس کر بیٹھتے تھے حتیٰ کہ یوں محسوس ہوتا یہ کوئی شہر ہے مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جگہ خالی رہتی تھی اور کوئی بھی اس جگہ کی خواہش نہ کرتا تھا پھر جب آپ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہو کر گفتگو کرتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۶)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انتہائی پریشانی کے عالم میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کیا بات ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور میں نے ان کو برا بھلا کہہ دیا۔ میں نے ان سے معافی مانگی تاکہ وہ اپنی ناراضگی ختم کر دیں تو انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ بلند کئے اور کہا اے اللہ! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو معاف فرما دے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات کہے۔ اس دوران سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری جانب بھیجا اور تم لوگوں نے مجھے جب جھوٹا کہا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے میری تصدیق کی۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی جان اور مال کے ذریعے میری خدمت کی کیا تم میرے لئے بھی میرے ساتھی کو معاف نہیں کرو گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو رو پڑے اور کہنے لگے میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معاف کیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۶۰)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک دن والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل نے تجھے آگ سے آزاد کر دیا ہے۔"

چنانچہ اس دن کے بعد والد بزرگوار کا لقب "عتیق" مشہور ہو گیا۔

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۱، تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۵، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ) غار میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھی ہوں گے۔"

(سنن ترمذی کتاب جلد پنجم حدیث نمبر ۳۶۹۰)

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"سب سے زیادہ نفع مجھے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال سے پہنچا اتنا نفع مجھے کسی دوسرے کے مال نے نہیں پہنچایا۔ وہ مجھ پر بغیر کسی معجزے کے ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔"

(مشکوٰۃ المصابیح جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۶۰۲۶)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کی تو انہیں خود سے بڑھ جانے والا ہی پایا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۷)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کا بیان ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک دن اور ایک رات کا جو عمل کیا وہ میری پوری زندگی کے اعمال کے برابر ہے اور ان کا رات کا عمل وہ ہے جب وہ ہجرت کی رات حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غارِ ثور پہنچے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس وقت تک غار میں داخل نہ ہوں گے جب تک میں غار میں داخل نہ ہوں اور اگر کوئی

موذی چیز ہو تو وہ مجھے نقصان پہنچائے۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور غار کو صاف کیا اور غار میں موجود سوراخوں کو اپنی لنگی پھاڑ کر بند کیا اور پھر دو سوراخ رہ گئے انہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایڑیوں سے بند کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! غار میں تشریف لے آیئے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں تشریف لائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ اس دوران ان سوراخوں میں سے جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایڑیاں رکھی تھیں ایک سانپ نے ڈس لیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ضبط کا مظاہرہ کیا مگر تکلیف کی شدت سے آنسو نکل پڑے اور وہ آنسو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر گرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کھل گئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنسو بہنے کی وجہ دریافت کی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا انہیں سانپ نے ڈس لیا ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن زخم پر لگایا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تکلیف ختم ہوگئی اور پھر ایک عرصہ بعد وہ زہر واپس لوٹ آیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا باعث بنا۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک رات کا عمل بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک دن کا عمل یہ ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال ہوا تو عرب کے کچھ لوگ زکوٰۃ کے منکر ہوگئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا ارادہ کیا۔ میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نرمی سے کام لیں اور ان کے ساتھ الفت سے پیش آئیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میری بات سنی تو فرمایا کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم دورِ جاہلیت میں تو بڑے شہسوار اور غضبناک تھے اب اسلام قبول کرنے کے بعد تم کمزور اور پست ہوگئے اور اگرچہ وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور دینِ اسلام کو مکمل کر دیا

گیا مگر میں اپنی زندگی میں دین اسلام کی تعلیمات سے انحراف برداشت کروں گا اور جولوگ دین اسلام کی تعلیمات سے روگردانی کریں گے میں ان سے جہاد کروں گا۔ (جامع الاصول فی احادیث رسول جلد ہشتم کتاب فضائل حدیث ۶۴۲۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی محبت و معرفت سنت ہے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما لوگوں سے فرمایا کرتے تھے۔

"اے لوگو! تم خود میں سے سب سے اچھے شخص کو اپنا امام بناؤ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے جسے اپنا امام بنایا وہ ہم سب میں افضل تھے۔" (الاستیعاب جلد دوم صفحہ ۲۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا قریش میں سے تین حضرات ایسے ہیں جو تمام لوگوں سے زیادہ روشن چہرہ اور حسن اخلاق والے اور سب سے زیادہ حیاء والے ہیں اور اگر وہ تم سے بات کریں تو کبھی جھوٹ نہ بولیں اور وہ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عثمان ابن عفان اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم ہیں۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۸)

حضرت ابواسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"اے لوگو! تم جانتے ہو کہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کون ہیں؟ یہ دونوں اسلام کے ماں باپ ہیں۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۸)

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ بن سلیمان سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"بلاشبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ معاملہ خلافت کے حقدار تھے اور

وہ صدیق ہیں، ثانی اثنین ہیں اور صاحب رسول اللہ ﷺ کے ہم نشین ہیں۔" (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۴۰)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا حضور نبی کریم ﷺ اگر کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کرتے تو وہ کون تھے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر کرتے۔ پھر پوچھا گیا ان کے بعد کسے خلیفہ مقرر کرتے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو۔ پھر پوچھا گیا ان کے بعد؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۱)

نام ونسب

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر آپ رضی اللہ عنہ کا نام "عبداللہ" رکھا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوبکر ہے جبکہ القابات صدیق اور عتیق ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنی کنیت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ سے مشہور ہوئے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت صخر ہے جو اپنی کنیت ام الخیر رضی اللہ عنہا سے مشہور ہوئیں۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵، تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۲)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نام کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان کا اسم مبارک "عبداللہ" تھا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۴)

سلسلہ نسب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب پدری مرہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب پدری ذیل ہے۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۲۔ بن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

۳۔ بن عامر

۴۔ بن عمرو

۵۔ بن کعب

۶۔ بن سعد

۷۔ بن تیم

۸۔ بن مرہ

۹۔ بن کعب

۱۰۔ بن لوئی

۱۱۔ بن غالب

۱۲۔ بن فہر

۱۳۔ بن مالک

۱۴۔ بن نضر

۱۵۔ بن کنانہ

۱۶۔ بن خزیمہ

۱۷۔ بن مدرکہ

۱۸۔ بن الیاس

۱۹۔ بن مضر

۲۰۔ بن نزار

۲۱۔ بن معد

۱۲۔ بن عدنان

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۲، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب مادری ذیل ہے۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۲۔ بن حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت صخر
۳۔ بنت عامر
۴۔ بن عمرو
۵۔ بن کعب
۶۔ بن سعد
۷۔ بن تیم
۸۔ بن مرہ
۹۔ بن کعب
۱۰۔ بن لوئی
۱۱۔ بن غالب
۱۲۔ بن فہر
۱۳۔ بن لوئی

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۲، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵)

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عامر ہیں جو ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے لقب سے مشہور ہوئے اور حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی تو والد بزرگوار اپنا سارا مال جو چھ ہزار درہم بنتا تھا اپنے ساتھ لے گئے۔ ہمارے

دادا حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے اور نابینا ہو چکے تھے آئے اور کہنے لگے بخدا! مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) خود گیا ہے اور تم لوگوں کو صدمہ پہنچا گیا ہے اس طرح وہ مال بھی لے گیا ہے اور تمہیں مصیبت میں مبتلا کر گیا ہے۔ میں نے کہا دادا جان! وہ تو ہمارے لئے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔ اس کے بعد میں نے کچھ پتھر گھر میں اس جگہ رکھ دیئے جہاں والد بزرگوار اپنا مال رکھا کرتے تھے اور ان پتھروں پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر میں نے دادا جان کا ہاتھ پکڑا اور ان پتھروں پر رکھتے ہوئے کہا دیکھئے! مال یہاں ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو خوب ہے اور تمہارے لئے کافی ہے۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے والد کو خود لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم انہیں گھر میں ہی رہنے دیتے میں خود وہاں چلا جاتا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو سینہ سے لگایا اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے متعلق روایات میں آتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے والد بزرگوار کے اسلام قبول کرنے کے متعلق فرمایا۔

> ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے مجھے اپنے والد کے اسلام قبول کرنے سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب اسلام قبول کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم نے سچ کہا۔"

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ جب بھی کسی کمزور غلام کو دیکھتے جو اپنے مالک کے ظلم وستم برداشت کر رہا ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کو خرید کر آزاد فرما دیتے۔ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ جو مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم نے غلام آزاد کرنے ہیں تو طاقتور اور توانا غلام آزاد کرواؤ تاکہ اگر کبھی تم مشکل مین ہو تو وہ تمہارے کام آسکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والد بزرگوار سے فرمایا۔

"میں انسانوں سے نہیں اللہ عزوجل سے خیر کا طالب ہوں۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول کے جواب میں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب وحی نازل فرمائی۔

"جو اللہ کی راہ میں دے، تقویٰ کی روش اختیار کرے اور بھلی چیزوں کی تصدیق کرے ہم اس کے لئے نیکی کرنا آسان کر دیتے ہیں۔"

روایات میں آتا ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور اہل مکہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ہوئی تو ان سب پر سکتہ طاری ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا امت پر ایک بھاری مصیبت آن پڑی ہے۔ پھر پوچھا اب امت کا معاملہ کس کے سپرد ہے؟ لوگوں نے بتایا اب آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا بنومغیرہ اور بنوعبدمناف ان سے راضی ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ راضی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''جب اللہ کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جب اللہ کسی چیز کو روک دے تو پھر اسے کوئی نہیں دے سکتا۔''

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ اپنے فرزند سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بھی مکہ مکرمہ میں ہی مقیم رہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا بھی ناگہانی صدمہ برداشت کرنا پڑا اور آپ رضی اللہ عنہ کو شرعی قوانین کے مطابق بیٹے کی وارثت میں چھٹا حصہ ملا جو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پوتے کو دے دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ستانوے برس کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ کو جنت المعلیٰ میں مدفون کیا گیا۔

(اسد الغابہ جلد ششم صفحہ ۵۱۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۵، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۴۴، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۸۱)

حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت صخر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ابتداء میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔

حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کے بارے میں روایات میں موجود ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ موجود تھی اور اس وقت اسلام لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد انتالیس تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصرار کر رہے تھے ہمیں کھل کر تبلیغ کرنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابھی ہم تعداد میں تھوڑے ہیں اس لئے ابھی کچھ دیر انتظار کرنا چاہیے۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اصرار مزید بڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر خانہ کعبہ میں آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

جماعت کے ہمراہ تشریف فرما ہو گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حکم پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس دوران کفارِ مکہ نے دھاوا بول دیا۔ عتبہ بن ربیعہ جو بعدازاں جنگ بدر میں سب سے پہلے قتل ہوا تھا اس نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر گھونسوں اور جوتوں کی بوچھاڑ شروع کر دی جس پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا چہرہ سوج گیا۔ اس دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگ آئے اور انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عتبہ بن ربیعہ کے چنگل سے چھڑایا اور گھر پہنچا دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت مسلمان نہ ہوئیں تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ کھلانے پلانے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک میں حضور نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے فرمایا وہ جائیں اور ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کریں۔

حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا اسی وقت حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں تو انہوں نے بتایا مجھے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں فی الحال کچھ معلوم نہیں ان کی طبیعت کیسی ہے؟ پھر حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا، آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائیں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خیریت دریافت کی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا پھر اپنی والدہ اور حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے ہمراہ دارِ ارقم تشریف لے گئے جہاں حضور نبی کریم ﷺ موجود تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو بوسہ دیا۔ حضور

نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے جانثار کی حالت دیکھی تو آپ ﷺ پر رقت طاری ہو گئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی والدہ ماجدہ کے بارے میں بتایا اور آپ ﷺ سے درخواست کی ان کے مسلمان ہونے کی دعا کریں چنانچہ آپ ﷺ نے اس وقت حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا کے مسلمان ہونے کی دعا کی اور وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئیں

حضرت ام الخیر سلمٰی رضی اللہ عنہا نے اپنے فرزند سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد اور اپنے شوہر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے وصال سے کچھ عرصہ قبل سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئیں۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۴۲۷)

ولادت باسعادت:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے قریباً اڑھائی برس بعد ۵۷۲ء میں پیدا ہوئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ الخلفاء" میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے متعلق بیان کیا ہے آپ رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے تین برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھے اپنی ولادت کا تذکرہ فرما رہے تھے اور آپ دونوں کی گفتگو سے مجھے اندازہ ہوا کہ حضور نبی کریم

ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے ہیں۔

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۲۰۔ طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۳۹۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۷)

صدیق کی وجہ تسمیہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لقب "صدیق" کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے جب حضور نبی کریم ﷺ معراج سے واپس آئے اور قریش مکہ کو اپنی معراج سے آگاہ کیا تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی تکذیب کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو واقعہ معراج کے بارے میں پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے معراج پر جانے کی تصدیق کرتا ہوں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس تصدیق کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو "صدیق" کا لقب دیا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

> "سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لقب "صدیق" اس وجہ سے ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ سچ بولا کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق میں پہل کی اور آپ رضی اللہ عنہ سے کبھی کوئی خطا نہیں ہوئی۔"

ابن سعد کی روایت ہے جب شب معراج حضور نبی کریم ﷺ کو آسمانوں کی سیر کروائی گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا میری اس معراج کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔

> "یارسول اللہ ﷺ! آپ کی معراج کی تصدیق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم

ﷺ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ احد پہاڑ پر زلزلہ آ گیا۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو اپنے پیر کی ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

''اے احد! ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔''

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال پر فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ''صدیق'' رکھا۔''

اور پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورۃ الزمر کی آیت ذیل تلاوت فرمائی۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

''وہ جو سچائی لے کر آیا اور وہ جس نے اس سچائی کی تصدیق کی وہی متقی ہیں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے ان کا نام صدیق رکھا اور جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے یہ نام کہلوایا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں حضور نبی کریم ﷺ کے خلیفہ تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا ہے اور ہم نے سیدنا صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی دنیا کے لئے پسند فرمالیا۔"

(تاریخ الخلفا صفحہ ۴۶ تا ۴۷)

عتیق کی وجہ تسمیہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے بارے میں کچھ مؤرخین کا خیال ہے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق تھا اور عتیق کا مطلب آزاد ہے۔ جبکہ بیشتر مؤرخین کا خیال ہے "عتیق" آپ رضی اللہ عنہ کا لقب تھا اور اس ضمن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان فرماتے ہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک روز میں اپنے حجرہ مبارک میں موجود تھی اور باہر صحن میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ اس دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو لوگ کسی عتیق (آزاد) کو دیکھنا چاہیں وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیں۔"

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عتیق کیوں کہا جاتا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ کی کوئی بھی نرینہ اولاد زندہ نہ رہتی تھی پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تو انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

"الٰہی! اگر یہ بچہ موت سے آزاد ہے تو اسے مجھے دے دے۔"

چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اسی وجہ سے عتیق کہا جانے لگا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگ سے آزاد کر دیا ہے۔''

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ''عتیق'' کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ''عتیق'' حسن صورت کی وجہ سے کہا جاتا تھا۔

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۱، تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۵، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵ تا ۱۶)

الاواہ کی وجہ تسمیہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک لقب ''الاواہ'' بھی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس لقب کے متعلق حضرت ابراہیم بن نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کی رحم دلی اور نرمی کی وجہ سے الاواہ یعنی دردمند بھی کہا جاتا تھا۔''

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۶)

ابتدائے حال:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کے ایک قبیلہ بنو تیم سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ایک خوش اخلاق، نیک سیرت اور ایماندار تاجروں میں ہوتا تھا۔ قریش کے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کا نام نہایت احترام سے لیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ صاحب علم تھے اور یہی وجہ تھی قریش کے سردار کئی اہل مواقع پر آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر اور مشیر مقرر فرماتے تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت میں کبھی بھی بتوں کے آگے سجدہ ریز

نہ ہوتے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ اس دور کی تمام جاہلانہ رسوم ورواج سے باغی تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں فرمایا۔

''میں نے کبھی بھی کسی بت کے آگے سجدہ نہیں کیا۔ جب میں سن بلوغ کو پہنچا تو میرے والد مجھے ایک کوٹھڑی میں لے گئے جہاں بت موجود تھے۔ انہوں نے مجھے اس کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ جب مجھے بھوک لگی تو میں نے ایک بت سے کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دو تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے ایک بت سے کہا میں برہنہ ہوں مجھے کپڑے پہناؤ تو اس نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے ان بتوں کو پتھر مار کر توڑ دیا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قبیلہ خون بہا اور تاوان کے امور کے فیصلے کرتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ ابتداء میں اسی منصب پر فائز تھے اور اپنے منصب کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی اصول پسند تھے اور اصولوں پر کسی بھی قسم کا سمجھوتا نہ کرتے تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قریش کے ان گیارہ لوگوں میں شامل تھے جن کے ذمہ خون بہا اور دیگر قصاص کے معاملات سپرد تھے اور قریش کا چونکہ کوئی حاکم نہ تھا لہٰذا ہر قبیلے کے لئے ولایت عام تھی اور آپ رضی اللہ عنہ اپنی بزرگی وفضیلت کی بناء پر قریش میں ممتاز تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں۔

''والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دورِ جاہلیت سے ہی اپنے اوپر شراب کو حرام قرار دے دیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے

کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگایا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"دورِ جاہلیت میں میرا گزر ایک مدہوش آدمی کے پاس سے ہوا جو غلاظت میں اپنا ہاتھ ڈالتا اور پھر اسے اپنے منہ کے پاس لے جاتا۔ جب اس کو اس غلاظت کی بدبو محسوس ہوتی تو وہ ہاتھ منہ میں ڈالنے سے رک جاتا۔ میں نے جب اس شخص کو اس حال میں دیکھا تو اس وقت سے شراب کو خود پر حرام کرلیا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عربوں کی نفسیات سے بخوبی آگاہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو عربوں کی نسب دانی میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شرافت اور ایمانداری کے باعث سردارانِ قریش اپنا مال تجارت کی غرض سے آپ رضی اللہ عنہ کو بخوشی دیتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر بھی بخوبی اعتماد کا اظہار کرتے تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت کی تمام معاشرتی برائیوں سے پاک رہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ قریش کے تمام قبائل میں نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور اکثر و بیشتر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا جناب ابوطالب کے ہمراہ ملک شام تجارت کی غرض سے گئے اور بحیرہ راہب سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت میں تجارت کیا کرتے تھے اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر آپ رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو آپ

رضی اللہ عنہ نے اپنا کل سرمایہ جو چالیس ہزار درہم تھا سب کا سب راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ جب پوچھا گیا اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میرے بال بچوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کافی ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر و بیشتر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے تھے اور دونوں حضرات کے مابین دوستی مثالی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی چونکہ ابتداء سے بت پرستی، شراب نوشی اور دیگر معاشرتی برائیوں سے دور تھے اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آپ رضی اللہ عنہ کو قلبی سکون ملتا تھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا شمار قریش کے ان چند لوگوں میں ہوتا تھا جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ علم الانساب کے ماہر بھی تھے اور فن خطابت پر بھی عبور رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اشعار بھی کہا کرتے تھے اور تعبیر الرویاء کے بھی ماہر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس قریش کے معززین آتے اور آپ رضی اللہ عنہ سے اپنے خوابوں کی تعبیر دریافت کیا کرتے تھے الغرض آپ رضی اللہ عنہ اس وقت کے تمام مروجہ علوم پر کامل عبور رکھتے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں عربوں میں حرب فجار کے نام سے کئی معرکے ہوئے اور آخری معرکہ جو عربوں کے مابین ہوا اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بیس برس تھی۔ قریش مکہ نے اس جنگ کے بعد فیصلہ کیا کہ اب وہ آئندہ کوئی جنگ نہ کریں گے اور ان جنگوں میں ان کے بے شمار لوگ مارے گئے ہیں اور انہیں بے پناہ مالی نقصان برداشت کرنا پڑا ہے چنانچہ انہوں نے جنگ کے خاتمہ کے لئے باہم ایک معاہدہ کیا اور اس معاہدہ امن کی شرائط طے کرنے کے لئے ایک تنظیم بنائی

جس کا نام حلف الفضول رکھا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس تنظیم کا حصہ تھے چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اس تنظیم میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت مین جب ہوش سنبھالی تو دیکھا کہ دنیا کے گوشے گوشے سے لوگ یہاں آتے ہیں اور خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کرتے ہیں مگر شہر مکہ میں مہمانوں کے قیام وطعام کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں ایک مہمان خانہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے مہمان خانہ میں لوگوں کو زندگی کی تمام بنیادی سہولیات بلامعاوضہ فراہم کی جاتی تھیں اور مہمانوں کے کھانے پینے کی تمام ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔

(سیرت حلبیہ صفحہ ۳۰۹ تا ۳۱۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۸، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۱)

پہلا باب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حیاتِ طیبہ میں
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کے فیصلے

اسلام قبول کرنے کا فیصلہ

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی اور آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ وحی کے نزول کے بعد آپ ﷺ باقاعدہ منصب نبوت پر فائز ہوئے۔ آپ ﷺ پر پہلی وحی کا نزول دوشنبہ کے روز ہوا۔

منقول ہے جب ظہورِ نبوت کا وقت نزدیک آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے میل جول کم کر دیا اور آپ ﷺ عبادت کے لئے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقعہ جبل حرا کے ایک غار میں تشریف لے جاتے تھے۔ یہ غار تاریخ میں کوہِ حرا کے نام سے معروف ہے۔ اسی غار میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی مرتبہ آپ ﷺ کے پاس وحی لے کر آئے اور آپ ﷺ منصب نبوت پر فائز کئے گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم)

قبیلہ ازد کے عمر رسیدہ عالم کی پیشگوئی:

تاریخ ابن عساکر میں منقول ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعثت نبوی ﷺ سے قبل ملک یمن تجارت کی غرض سے گئے۔ ملک یمن میں آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات قبیلہ ازد کے ایک عمر رسیدہ عالم دین سے ہوئی جو کہ تمام آسمانی کتابوں کا عالم تھا۔ اس نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو دریافت کیا۔

''کیا تم حرم کے رہنے والے ہو؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''ہاں! میں اہل حرم میں سے ہوں۔''

اس عالم نے پوچھا۔

''کیا تم قریشی ہو؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''ہاں میں قریشی ہوں۔''

اس عالم نے پوچھا۔

''کیا تم تیمی ہو؟ یعنی بنو تیم سے تمہارا تعلق ہے؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''ہاں! میں تیمی ہوں اور میرا نام عبداللہ بن عثمان (رضی اللہ عنہما) ہے۔''

اس عالم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''تم ایک نبی کے ساتھی بنو گے جو عنقریب مبعوث ہونے والا ہے۔''

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب ملک شام اور ملک یمن کے سفر کے بعد مکہ مکرمہ واپس لوٹے تو آپ رضی اللہ عنہ کو سفر کی کامیابی کی مبارک باد دینے کے لئے سرداران قریش کا ایک وفد آیا اور کامیاب تجارتی سفر کی مبارک باد دی اور کہنے لگے۔

''تمہارے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کے دین کے خلاف علم بغاوت

بلند کیا ہے۔ ہم تمہارے ہی انتظار میں تھے تم آؤ اور تمام معاملہ اپنے ہاتھ میں لو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر آنے کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"اے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے متعلق مجھے خبر پہنچی ہے آپ لوگوں کو ایک خدا کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں اور نبی برحق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ہاں ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! میرے پروردگار نے مجھے ایک خاص مقصد کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کی تلقین کروں انہیں برے کاموں سے روکوں اور ان تک اللہ عزوجل کا پیغام پہنچاؤں۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں تو کہا۔

"بلاشبہ آپ جھوٹ نہیں بولتے اور آپ ہی اس منصب اعلیٰ کے اہل ہیں۔ آپ امانت دار ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ آپ اچھے کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اچھے کام کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ میں آپ کے دست حق پر بیعت کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

(سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۳۰۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ملک یمن تجارت کی غرض سے روانہ ہوا۔ جب میں ملک یمن پہنچا تو وہاں ایک عالم دین جو کہ آسمانی کتابوں کا عالم تھا اس سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کیا تم حرم کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا ہاں! میں حرم کا رہنے والا ہوں۔ اس عالم نے پوچھا کہ کیا تم قریشی ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں! میں قریشی ہوں۔ اس عالم نے پوچھا کہ کیا تمہارا تعلق بنو تیم سے ہے؟ میں نے کہا ہاں! میرا تعلق بنو تیم سے ہے اور میں تیمی ہوں۔ پھر اس نے میرا نام دریافت کیا تو میں نے کہا کہ میرا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔ وہ عالم بولا کہ اب صرف ایک نشانی باقی رہ گئی ہے۔ میں نے پوچھا وہ کون سی نشانی؟ وہ عالم بولا کہ تم اپنا پیٹ کھول دو۔ میں نے کہا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا اور تم مجھ سے ایسا کیوں پوچھتے ہو؟ وہ عالم بولا کہ مجھے علم صحیح صادق سے پتہ چلا ہے ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے ان کے کام میں ان کے معاون ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر ہوں گے۔ جوان کا حلیہ یہ ہوگا اور ادھیڑ عمر کا حلیہ یہ ہے کہ وہ سفید رنگ کا ہوگا، اس کا جسم لاغر ہوگا اور اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور ران پر بھی ایک نشانی ہو گی۔ تم اپنا پیٹ مجھے دکھاؤ کہ باقی تمام نشانیاں تم میں پوری ہوتی ہیں اور میں یہ نشانی بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنا پیٹ کھول دیا اور میری ناف کے اوپر ایک سیاہ تل موجود تھا۔

وہ عالم کہنے لگا رب کعبہ کی قسم! وہ تم ہی ہو اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں تم راہِ ہدایت سے دور نہ ہونا اور اللہ عزوجل تمہیں جو مال دے وہ تم راہِ خدا میں خرچ کرتے رہنا۔ پھر جب میں سفر سے واپس لوٹنے لگا تو اس عالم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے مجھے چند اشعار سنائے اور کہا یہ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا دینا۔ پھر جب میں سفر تجارت سے واپس لوٹا تو قریش کا ایک وفد مجھ سے ملاقات کے لئے آیا اور انہوں نے مجھے میرے کامیاب سفر پر مبارکباد دی اور کہا تمہارے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کے دین کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ ہم تمہارے ہی انتظار میں تھے کہ تم آؤ اور اسے سمجھاؤ اور تمام معاملات کو درست کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اسی وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر چلا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور کہا مجھے خبر ملی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے صحیح سنا ہے اللہ عزوجل نے مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے میں لوگوں کو اللہ واحد کی عبادت کی دعوت دوں، انہیں برے کاموں سے روکوں اور اللہ عزوجل کا پیغام ان تک پہنچاؤں۔ میں نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سنیں تو کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ عالم جس سے تم نے یمن میں ملاقات کی تھی؟ میں نے عرض کیا یمن میں بے شمار عالم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ عالم جس نے تمہیں فلاں اشعار سنائے تھے۔ میں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر کس نے دی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس فرشتے نے جو مجھ سے قبل دیگر انبیاء

کرام علیہم السلام کے پاس بھی تشریف لاتا رہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عرض کیا بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں بولتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس اعلیٰ منصب کے حقدار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان دار ہیں اور امانت میں خیانت نہیں کرتے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر بیعت کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں اللہ ایک ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۳، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۸۱)

ایک یہودی عالم کی پیشگوئی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا وحی کی شبیہ ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ایک رات خواب میں ایک نورِ عظیم دیکھا جو کعبہ کی چھت پر نازل ہوا اور پھر ہر گھر میں داخل ہوا۔ وہ چاند جس گھر میں بھی داخل ہوا وہ گھر نور سے بھر گیا اور وہ نور سب سے پہلے میرے گھر میں داخل ہوا اور میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ صبح ہوئی تو میں نے ایک یہودی عالم سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا مجھے اس کا کچھ علم نہیں۔ پھر میں تجارت کی غرض سے نکلا اور اس جگہ گیا جو بحیرہ راہب کا مسکن تھی اور میں نے اس خواب کی تعبیر اس سے دریافت کی۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں قریشی ہوں۔ وہ بولا اللہ عزوجل تمہیں ایک نبی عطا فرمائے گا اور تم اس نبی کے وزیر ہو گے اور اس نبی کے وصال کے بعد خلیفہ ہو گے۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۵۷ تا ۲۵۸)

دعویٰ نبوت کی دلیل:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور مجھے دعوتِ اسلام دی تو میں نے کہا ہر نبی کی کوئی دلیل ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا دلیل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا اور اس کی تعبیر بحیرہ راہب سے دریافت کی اور مجھے اس کی خبر جبرائیل علیہ السلام نے دی ہے۔ میں نے عرض کیا میں ماسوائے اس کے کہ مجھے کلمہ پڑھائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ طلب نہیں کرتا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۵۸)

ورقہ بن نوفل کی پیشگوئی:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق منقول ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کے صحن میں تشریف فرما تھا۔ زید بن عمرو بھی میرے ہمراہ تھا۔ اس دوران امیہ بن ابی صلعت جو کہ شاعر تھا وہاں سے گزرا اور اس نے زید بن عمرو سے کہا۔

''خیر کو ڈھونڈنے والے تم کیسے ہو؟''

زید بن عمرو نے جواب دیا۔

''میں خیریت سے ہوں۔''

امیہ بن ابی صلعت نے پوچھا۔

''کیا تم نے پالیا ہے؟''

زید بن عمرو نے کہا۔

''نہیں۔''

امیہ بن ابی صلعت نے یہ شعر پڑھا۔

کل دین یوم القیامة الا
ما قضی الله به و الحنیفة بود

"قیامت کے دن تمام دین مٹ جائیں گے اور صرف ایک
دین باقی رہ جائے گا جس کا فیصلہ اللہ کرے گا۔"

پھر امیہ بن ابی صلعت بولا۔

"جس کا تمہیں انتظار ہے وہ ہم میں سے ہو گا یا پھر اہل فلسطین
میں سے ہو گا؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زید بن عمرو نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور میں امیہ بن ابی صلعت کی باتیں سن کر میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا جنہوں نے مجھے بتایا۔

"ہاں بھتیجے! ایک نبی کا انتظار ہے اور اہل کتاب اور علماء کا اصرار
ہے کہ وہ شخص ملک عرب کی بہترین نسل میں سے ہو گا۔"

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۲)

چاند گود میں جمع ہو گیا:

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دعوتِ اسلام دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تردد کے اس دعوت کو قبول فرما لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے خواب میں چاند دیکھا تھا جو مکہ مکرمہ کی طرف نازل ہوا اور ہر گھر میں علیحدہ علیحدہ داخل ہوا۔ وہ چاند جس گھر میں بھی داخل ہوا وہاں نور چمک اٹھا۔ پھر وہ چاند آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں جمع ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے اس خواب کی تعبیر

چند اہل کتاب سے معلوم کی تو انہوں نے بتایا جس نبی کا انتظار تھا اس کی آمد ہو چکی ہے. تم اس نبی ﷺ کے دامن سے وابستہ ہو گے اور تم تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہو گے۔

وہ میرا ہی معجزہ ہے:

ریاض النضرہ میں منقول ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعثت نبوی ﷺ سے قبل تجارت کی غرض سے ملک شام تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا سورج اور چاند آسمان سے نیچے اترے اور آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو پکڑ کر اپنے سینہ سے لگایا اور اپنی چادر مبارک ان پر اوڑھا دی۔ جب صبح ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ اس عجیب وغریب خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے ایک عیسائی راہب کے پاس پہنچے اور اپنا خواب اس سے بیان کیا۔ اس عیسائی راہب نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کہاں سے آئے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا نام بتایا اور بتایا کہ میں مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں اور میرا تعلق بنی ہاشم سے ہے۔ عیسائی راہب نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کا پیشہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجارت کرتا ہوں۔ عیسائی راہب نے کہا۔

> ''آپ رضی اللہ عنہ کو مبارک ہو مکہ مکرمہ اور قبیلہ بنی ہاشم میں آخری نبی کا ظہور ہو گیا ہے اور اگر وہ نبی پیدا نہ ہوتے تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ ہوتے اور تمام کائنات کا ظہور انہی کی وجہ سے ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام انہی کی وجہ سے مبعوث فرمائے گئے اور وہ تمام انبیاء و مرسلین کے سردار

ہیں اور اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم ان کے دین میں داخل ہو گے اور ان کے اولین وزیر ہو گے اور تم ان کے خلیفہ ہو گے اور میں نے ان کی تعریف تورات میں پڑھی ہے. انجیل اور زبور میں ان کا تذکرہ موجود ہے اور میں ان پر ایمان لا چکا اور ان کے دین میں داخل ہو چکا مگر عیسائیوں کے خوف کی وجہ سے میں نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا اور آج ساری حقیقت آپ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کر دی۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے خواب کی تعبیر سنی تو قلبی کیفیت بدل گئی اور عجیب رقت طاری ہو گئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ وفورِ شوق میں اپنا سفر ادھورا چھوڑ کر مکہ مکرمہ واپس تشریف لائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم کلمہ پڑھو اور میری اطاعت کرو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تمہارا وہ خواب جو تم نے ملک شام میں دیکھا اور عیسائی راہب نے اس کی یہ تعبیر فرمائی اور وہ میرا ہی معجزہ ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سچ فرماتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ عزوجل کے بندے

اور رسول ہیں۔"

درخت کی گواہی:

شواہد النبوۃ میں مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں زمانہ جاہلیت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ اچانک اس درخت کی ایک شاخ نیچے جھکی اور آپ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی تصدیق کرو گے اور تم سے زیادہ نیک بخت کوئی نہ ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اس نبی کا نام کیا ہے؟ درخت کی شاخ نے کہا ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بولے وہ میرے دوست ہیں۔

مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس درخت سے عہد لیا کہ جب وہ مبعوث ہوں تو مجھے اس کی خبر دینا چنانچہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا وقت نزدیک آیا تو اس درخت نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابن ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ)! نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا وقت آن پہنچا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے رب کی قسم! تم اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جاؤ گے۔ آپ رضی اللہ عنہ اگلے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! میں تمہیں ایک خدا اور رسول کی طرف بلاتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۵۹)

قبولِ اسلام میں سبقت لے جانے والے:

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے دوسرے شخص تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ام المومنین

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تھا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا مہاجرین اور انصار نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں سبقت کیوں کی جب کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ان پر فوقیت حاصل تھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو چار امور میں مجھ پر فوقیت حاصل ہے۔ میں ان کا ہمسر نہیں، اسلام کا اعلان کرنے میں، ہجرت میں پہل کرنے، غار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے اور اعلانیہ نماز قائم کرنے میں وہ مجھ سے آگے تھے۔ انہوں نے اس وقت اسلام کا اظہار کیا جب میں اسے چھپا رہا تھا۔ قریش مجھ کو حقیر سمجھتے تھے جبکہ وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پورا پورا وزن دیتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ خصوصیات نہ ہوتیں تو اسلام اس طرح نہ پھیلتا اور طالوت کے ساتھیوں نے نہر سے پانی پی کر جس کردار کا اظہار کیا تھا اسی طرح کے کردار کا اظہار لوگ یہاں بھی کرتے اور تم دیکھتے نہیں جہاں اللہ عزوجل نے دوسرے لوگوں کو ڈانٹا وہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اس قول کی تصدیق ترمذی شریف کی حدیث سے بھی ہوتی ہے مردوں میں سب سے پہلے اسلام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قبول کیا، عورتوں میں سب سے پہلے اسلام ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے قبول کیا

جبکہ بچوں میں سب سے پہلے اسلام حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قبول کیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۰)

مصائب پر ثابت قدمی کا فیصلہ

حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے اعلان کے ساتھ ہی مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنی عداوت ظاہر کر دی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کو ہر وقت نقصان پہنچانے کے درپے رہنے لگے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی چونکہ مسلمان ہو چکے تھے لہٰذا مشرکین آپ رضی اللہ عنہ کو بھی تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے مصائب پر استقامت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور مشرکین مکہ کے مظالم پر صبر و تحمل سے کام لیا۔

ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ موجود تھی اور اس وقت اسلام لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد انتالیس تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ سے اصرار کر رہے تھے ہمیں کھل کر تبلیغ کرنی چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابھی ہم تعداد میں کم ہیں اس لئے ابھی کچھ دیر انتظار کرنا چاہئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا اصرار مزید بڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر خانہ کعبہ میں آ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو لے کر تشریف فرما ہو گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس دوران کفارِ مکہ نے دھاوا بول دیا۔ عتبہ بن ربیعہ جو بعد ازاں جنگ بدر

میں سب سے پہلے قتل ہوا تھا اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر گھونسوں اور جوتوں کی بوچھاڑ شروع کر دی جس سے آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ سوج گیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگ آئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو عتبہ بن ربیعہ کے چنگل سے چھڑایا اور گھر پہنچا دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت مسلمان نہ ہوئیں تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ کھلانے پلانے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے فرمایا وہ جائیں اور ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کریں۔

حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا اسی وقت حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں تو انہوں نے بتایا مجھے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فی الحال کچھ معلوم نہیں ان کی طبیعت کیسی ہے؟ پھر حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا، آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائیں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خیریت دریافت کی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا پھر اپنی والدہ اور حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے ہمراہ دارِ ارقم تشریف لے گئے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو بوسہ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جب اپنے جانثار کی حالت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رقت

طاری ہوگئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۴۷)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز قریش کے کچھ لوگ خانہ کعبہ میں جمع تھے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم نے کسی شخص کو اس حد تک جاتے نہیں دیکھا جس حد تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) چلے گئے۔ کسی شخص نے کبھی اپنی قوم پر اتنی آفت نازل نہیں کی جو انہوں نے کر دی۔ انہوں نے ہمیں بکھیر دیا ہے اور وہ ہمارے جد امجد کے مذہب میں نقص نکالتے ہیں اور ہمیں بے وقوف جانتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور خانہ کعبہ کا طواف شروع کر دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آوازیں کسنا شروع کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو تمہارے پاس دین حق لایا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر ان لوگوں نے سر جھکا لئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو مشرکین بھی وہاں سے ہٹ گئے۔ اگلے روز وہ پھر وہیں اکٹھے بیٹھے تھے اور ایک دوسرے کو طعنہ دے رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب کے سامنے کہہ کر چلے گئے اور کوئی کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہاں تشریف لائے۔ مشرکین غصہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھپٹے کہ تم کیا کہتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں درست کہتا ہوں اور پھر ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا کونہ پکڑ لیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان مشرکین کے درمیان آگئے اور

کہنے لگے۔

''تم ایک شخص کو صرف اس وجہ سے اذیت دیتے ہو وہ تمہیں کہتا ہے میرا رب ایک اللہ ہے۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مشرکین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کا سر پھٹ گیا اور داڑھی خون سے سرخ ہوگئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۲۷، تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۶)

بخاری کی روایت ہے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا مشرکین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ تکلیف کب پہنچائی؟ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے دیکھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اس دوران ایک مشرک عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلے میں اپنی چادر ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گلا گھونٹنا چاہا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے عقبہ بن ابی معیط کو دھکا دے کر پیچھے کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے چنگل سے چھڑایا اور فرمایا۔

''تم انہیں ناحق ستاتے ہو حالانکہ یہ کہتے ہیں میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس نشانی لے کر آئے ہیں۔'' (صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۸۷۴)

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میرے والد جناب ابوطالب فوت ہوئے تو ان کی وفات کے تین دن بعد قریش مکہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کیا۔ آپ

رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ کو ہٹاتے رہے اور فرماتے تھے۔

''کیا تم اس بناء پر ان کو شہید کرنا چاہتے ہو کہ یہ کہتے ہیں اللہ ایک ہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں اور اس بات کی دلیل بھی ان کے پاس ہے۔ اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے رسول ہیں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا میں نے دیکھا مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا اور پھر ان میں سے کوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھسیٹتا تھا اور کوئی دھکے دیتا تھا اور مشرکین مکہ کہتے تھے یہ ہی ہیں جو کہتے ہیں اللہ ایک ہے۔ ہم میں سے کسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی وہ آگے بڑھ کر ان مشرکین کو روکتا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ظلم سے بچاتا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آگے بڑھ کر مشرکین مکہ کو مارنا شروع کر دیا اور انہیں دھکے دینے شروع کر دیئے اور آپ رضی اللہ عنہ ساتھ ہی یہ بھی کہتے جاتے تھے۔

''تم انہیں اس لئے مارتے ہو یہ کہتے ہیں میرا رب اللہ عزوجل ہے۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کیا اور اپنی چادر اوڑھ لی اور رونے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں فرعون کی قوم کا مومن بہتر ہے یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔''

لوگ خاموش رہے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم بولتے کیوں نہیں؟ اللہ عزوجل کی قسم! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہتر ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی کی عبادت فرعون کے مومن کی ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے اور فرعون کے مومن نے اپنا ایمان چھپایا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایمان سب پر ظاہر کیا۔'' (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۵)

ہجرتِ حبشہ کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے اپنے ہوش سے ہی اپنے والدین کو دین حق پر پایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاناغہ صبح وشام ہمارے گھر تشریف لاتے تھے۔ پھر مشرکین نے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے تو میرے والد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی حبشہ کی جانب ہجرت کے ارادہ سے گھر سے نکلے پھر جب آپ رضی اللہ عنہ ''برک الغماد'' کے مقام پر پہنچے تو وہاں آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ربیعہ بن فہیم سے ہوئی جو مشرکین مکہ کے سرداروں میں سے ایک تھا اور ابن الدغنہ کے لقب سے مشہور تھا۔ اس نے میرے والد سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''مجھے میری قوم نے نکال دیا اب میں زمین میں گھومنا چاہتا ہوں تاکہ اپنے رب کی عبادت کرسکوں۔''

ابن الدغنہ کہنے لگا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم جیسا شخص نہ خود گھر سے نکلتا ہے اور نہ اسے کوئی نکال سکتا ہے تم تو مفلسوں کی مدد کرنے والے، صلہ رحمی کرنے والے اور مصیبت زدوں کا سہارا بننے والے ہو۔ تم

مسافروں اور مہمانوں کی خدمت کرتے ہو میں تمہیں پناہ دیتا ہوں تم اپنے شہر واپس لوٹ جاؤ اور اپنے رب کی عبادت کرو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب ابن الدغنہ کی بات سنی تو واپس لوٹ آئے۔ ابن الدغنہ نے مشرکین مکہ کے سرداروں کو جمع کیا اور انہیں سمجھایا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو مکہ مکرمہ سے جانے پر مجبور نہ کریں۔ تمام سردار کہنے لگے کہ چونکہ تم نے انہیں پناہ دی ہے اس لئے ہم انہیں کچھ نہیں کہیں گے تم ان سے کہہ دو کہ وہ گھر کے اندر رہ کر اپنے طریقہ کے مطابق رب کی عبادت کریں اور ہمیں تبلیغ کے ذریعے اذیت نہ پہنچائیں۔

ابن الدغنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جا کر تمام سرداروں کی بات بتائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس بات کو مان لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنالی جس میں عبادت کیا کرتے اور جب اہلیانِ مکہ آپ رضی اللہ عنہ کی تلاوت سنتے تو ان پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

مشرکین مکہ نے ابن الدغنہ کو بلایا اور اس سے شکایت کی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں مسجد بنالی ہے اور وہ اعلانیہ نماز پڑھتے ہیں اور بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے بہک نہ جائیں تم انہیں اس سے روکو۔ جس پر ابن الدغنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا۔

"میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو پناہ دی ہے آپ رضی اللہ عنہ اعلانیہ نماز نہ پڑھیں اور نہ ہی بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کریں،

مشرکین مکہ نے مجھ سے آپ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی ہے انہیں ڈر ہے کہ ان کی عورتیں اور بچے بہک جائیں گے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے تمہاری پناہ تمہیں واپس لوٹائی اور میں اپنے رب کی پناہ اور اس کی رضا میں راضی ہوں۔"

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۱۰۸۶، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۱۱)

شعب ابی طالب میں محصوری کے ایام گزارنا:

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتویں برس جب مشرکین مکہ نے دیکھا دین اسلام روز بروز ترقی کرتا جارہا ہے اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور پھر حضرت سیدنا حمزہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم جیسے ان کے بہادر اسلام قبول کر چکے ہیں تو ان کے مظالم میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا۔ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے خاندان والوں سمیت ایک گھاٹی میں محصور کر دیا جو تاریخ میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے۔ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے خاندان کا پانی بند کر دیا اور انہیں کھانے کے لئے کوئی خوراک میسر نہ تھی۔ قریش نے بنو ہاشم کے لئے ذیل کی شرائط رکھیں۔

۱۔ بنی ہاشم کے خاندان میں کوئی شادی نہیں کرے گا۔
۲۔ بنی ہاشم کے ساتھ کسی قسم کی کوئی تجارت نہیں کی جائے گی۔
۳۔ کوئی ان کے ساتھ باہمی تعلق یا ملاقات یا بات چیت نہیں کرے گا۔
۴۔ کوئی ان کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان لے کر نہیں جائے گا۔

منصور بن عکرمہ نے اس معاہدہ کو تحریر کیا اور اس معاہدہ پر قریش کے تمام

سرداروں نے دستخط کیے اور اس معاہدہ کو خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔ جناب ابوطالب کو مجبوراً حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر افراد کو لے کر مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ایک پہاڑ کی گھاٹی میں پناہ لینی پڑی جو بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے اہل وعیال اور چچا جناب ابوطالب بھی تھے۔

ابولہب کے علاوہ بنوہاشم کے وہ لوگ جنہوں نے دین اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے اور اس گھاٹی میں محصور ہوئے۔ سال کے چار حرمت والے مہینوں رجب، ذیقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام میں یہ لوگ اس گھاٹی سے باہر نکلتے اور کھانے پینے کی چیزوں کا بندوبست کرتے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے خاندان کے بائیکاٹ سے جہاں حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر افراد کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہاں جزیرہ نما عرب کے دیگر قبائل میں جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے متعلق جانتے نہ تھے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت اور بنی ہاشم کی مظلومیت سے واقف ہوئے اور ان میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہونا شروع ہوا۔ تین سال تک حضور نبی کریم ﷺ اپنے خاندان کے ہمراہ اس گھاٹی میں محصور رہے اور اس دوران درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے رہے۔

تین سال تک حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر مصائب میں مبتلا رہے یہاں تک کہ قریش کے کچھ لوگوں کے دلوں میں رحم کا جذبہ بیدار ہو گیا اور انہوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ ہشام بن عمرو، زہیر بن امیہ، مطعم بن عدی اور دیگر خانہ کعبہ میں گئے اور زہیر جو کہ جناب عبدالمطلب کے نواسے تھے انہوں نے قریش کے دیگر سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''یہ کہاں کا انصاف ہے ہم لوگ تو عیش و آرام کی زندگی بسر کریں اور بنی ہاشم کے بچے بھوک پیاس سے بلبلاتے رہیں۔ اللہ کی قسم! جب تک اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم نہیں کیا جائے گا میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔''

ابوجہل نے جب یہ تقریر سنی تو غصہ سے بولا۔

''تم اس معاہدہ کو ہرگز ہاتھ نہیں لگاؤ۔''

زہیر نے ابوجہل کو للکارا تو ابوجہل خاموش ہو گیا۔ ابوالجنتری نے ابوجہل سے کہا۔

''ہم پہلے بھی اس ظالمانہ معاہدے کے حق میں نہ تھے اور اب اس کے پابند بھی نہیں ہیں۔''

روایات میں آتا ہے کہ تین سال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا جناب ابوطالب کو بلایا اور ان سے فرمایا۔

''جو معاہدہ مشرکین نے تحریر کیا تھا اسے دیمک چاٹ گئی ہے۔''

جناب ابوطالب نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو حیرانگی کا اظہار کیا کیونکہ تین سال سے حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نہیں گئے تھے اور نہ وہاں سے کوئی انہیں ملنے آتا تھا۔ جناب ابوطالب نے آپ ﷺ سے پوچھا۔

''بھتیجے! تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''مجھے اللہ عزوجل نے یہ بات بتائی ہے۔''

جناب ابوطالب نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو کہنے لگے۔

''بھتیجے! تو صحیح کہتا ہے اور تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔''

پھر جناب ابوطالب گھاٹی سے نکلے اور چند افراد کے ہمراہ خانہ کعبہ پہنچے۔ قریش کے لوگ سمجھے کہ شاید معافی مانگنے اور ہماری شرائط کو تسلیم کرنے آئے ہیں۔ جناب ابوطالب نے جاتے ہی ان سے کہا۔

''وہ اس معاہدہ کو لے کر آئیں کیونکہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ اس معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے۔''

جناب ابوطالب کی بات سن کر قریش کے لوگ خانہ کعبہ میں گئے اور جب اس معاہدے کو کھول کر دیکھا تو اسے واقعی دیمک چاٹ چکی تھی۔ مشرکین مکہ اور قریش کے سردار ابھی بھی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے کو تیار نہ تھے وہ کہنے لگے۔

''یہ ضرور محمد (ﷺ) کا کوئی جادو ہے۔''

معاہدہ چونکہ دیمک چاٹ چکی تھی اس لئے شعب ابی طالب میں محصوری کے یہ تین سال ختم ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے خاندان کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں آ کر دوبارہ آباد ہوئے جبکہ منصور بن عکرمہ جس نے یہ معاہدہ تحریر کیا تھا اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ شل کر دیئے۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شعب ابی طالب میں قیام کے دوران بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا اور آپ رضی اللہ عنہ کا بنوہاشم کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور ہونا جناب ابوطالب کے قصیدہ سے بھی ظاہر ہے جو انہوں نے شعب ابی طالب سے نکلنے کے بعد کہا تھا۔

هم رجعوا سهل بن بيضاء راضيا

وسر ابوبكر بها و محمد

''قریشیوں نے بیضا کے بیٹے سہل کو خوش کر کے واپس کیا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دونوں اس پر خوش ہو گئے۔''

(تاریخ التواریخ جلد دوم صفحہ ۶۲۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز دار:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر و بیشتر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طویل نشست ہوتی جس میں اسرار و رموز کی کئی باتیں ہوتی تھیں اور اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو رازدارانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہا جاتا ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے والدین کو راہِ حق پر پایا ہے اور کوئی بھی دن ایسا نہ گزرا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن میں دو مرتبہ یعنی صبح اور شام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی باہر تشریف لے جاتے تو جب بھی کوئی ندائے غیبی سنائی دیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا ذکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کرتے تھے جو زمانہ جاہلیت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز دان تھے۔

تبلیغی سرگرمیاں

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے اولین لوگوں میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دعوت توحید پر لبیک کہنے کے بعد ہر قسم کے حالات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور اپنی جان و مال سے دین اسلام کی آبیاری کی۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ زمانہ جاہلیت سے ہی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے جب دین اسلام کی تبلیغ شروع کی تو آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر بے شمار لوگ مسلمان ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شبانہ روز کی تبلیغی کاوشوں کی بدولت بنی تیم، بنی زہرہ، بنی اسد اور بنی امیہ کے کئی امراء ایسے تھے جو مسلمان ہوئے۔

ابن اسحٰق کی روایت ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد دعوتِ تبلیغ کا فیصلہ کیا اور جب آپ رضی اللہ عنہ نے شروع میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو سیدنا عثمان ابن عفان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کر لیا اور ان پانچوں صحابہ کا شمار اپنے قبائل کے نامور سرداروں میں ہوتا تھا اور پھر یہ تمام صحابہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہوئے جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دعوت اسلام دی تو سب سے پہلے سیدنا عثمان ابن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا اور ان کے بعد حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابوسلمہ اور حضرت ارقم رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنا رکھی تھی جہاں ابتدائے اسلام میں آپ رضی اللہ عنہ نماز ادا کرتے اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔ دورانِ تلاوت آپ رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری ہو جاتا اور لوگوں کا ایک جم غفیر آپ رضی اللہ عنہ کی تلاوت سننے کے لئے اکٹھا ہو جاتا۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کی پرسوز تلاوت کا اثر تھا کہ بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ:

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کے متعلق فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت ابتداء میں چند افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ میں ایک دن اپنی خالہ جن کا نام سعدی بنت کریز تھا ان کے گھر گیا۔ وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے متعلق بحث ہونے لگی۔ میری خالہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائی اور کہا۔

"وہ صادق اور امین ہیں اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میری خالہ سعدی بنت کریز

نے کاہنوں کے انداز میں گفتگو کرتے ہوئے مجھ سے کہا۔

''عثمان (رضی اللہ عنہ)! تمہاری دو بیویاں ہوں گی جو انتہائی حسین اور نیک سیرت ہوں گی اور تم نے اس سے پہلے کبھی ایسی حسین عورتیں نہ دیکھی ہوں گی اور نہ ہی انہوں نے تم جیسا خاوند دیکھا ہو گا۔ وہ عورتیں نبی کی بیٹیاں ہوں گی اور وہ نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔'' (خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۴۷)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں خالہ کی باتیں سننے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو اس وقت مسلمان ہو چکے تھے اور میں نے اپنی خالہ کی باتیں ان کے گوش گزار کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

''عثمان (رضی اللہ عنہ) تم سمجھدار اور معاملہ فہم ہو اور ہر کام میں غور و فکر سے کام لیتے ہو، تم جانتے ہو کہ یہ پتھر کے بے جان بت نہ تو کسی کو کچھ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اگر یہ پتھر کے بت کچھ فائدہ و نقصان نہیں دے سکتے تو یہ ہمارے رب کیسے سکتے ہیں؟''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے اسلام کی باتیں بتائیں۔ میں ان سے متاثر ہوا اور کہنے لگا آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں یہ پتھر کے بت واقعی ہمارے معبود نہیں ہو سکتے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

''تمہاری خالہ درست کہتی ہیں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے تاکہ وہ مخلوق خدا کو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا درس دیں۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی باتوں کا اثر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ نے جس طرح دلائل کے ساتھ مجھے دین اسلام کی حقانیت سے آگاہ کیا اس سے میرے دل میں دین اسلام کے متعلق کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۰)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں شش و پنج میں مبتلا تھا کیونکہ میرا خاندان بنو ہاشم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہو چکا تھا اور میرے خاندان کا ایک سردار ابوجہل، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی میں پیش پیش تھا۔ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا تھا اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس جگہ سے گزرے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل تمہیں جنت کی مہمانی کے لئے بلاتا ہے تم اس کی دعوت قبول کرو، اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری اور تمام مخلوق کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے، اسلام قبول کرنے میں ہی سب کی بھلائی اور بہتری ہے اور میں تمہیں اسی بھلائی اور بہتری کی دعوت دیتا ہوں۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے متعلق ایک روایت آپ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم

ﷺ سے ملاقات سے قبل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے حلم، حسن خلق اور صحبت نبوی ﷺ کی تاثیر سے اور آپ ﷺ کی محبت میں ایسی گفتگو فرمائی تھی کہ میرے دل میں آپ ﷺ کی صحبت کی خواہش پیدا ہو گئی تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق کی بدولت کئی لوگ مسلمان ہوئے اور ان کی تبلیغ میں ایک کشش تھی جس کی وجہ سے جو بھی ان کی بات سنتا وہ انہیں رد نہ کرتا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم ﷺ سے پہلی ملاقات ہوئی تو اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور وہ اس ملاقات سے بیشتر آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں دین اسلام کی حقانیت واضح کر چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

''آپ ﷺ کا ہم لوگوں میں کیا مقام ہے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے کلمہ سنا تو کانپ اٹھے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سورۃ الذاریات کی آیاتِ تلاوت فرمائیں جن کا ترجمہ ہے۔

''اے لوگو! یقین لانے والوں کے لئے زمین میں قدرت خدا کی بے شمار نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی کئی نشانیاں ہیں، کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا اور آسمان میں تمہارا رزق بھی ہے اور وہ چیز بھی جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی، یہ بات حق ہے اور ایسی ہی یقینی ہے جیسے تم بول رہے ہو۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی زبانی یہ کلمات سنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے استدعا کی کہ انہیں بھی دائرہ اسلام میں داخل فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کی مخالفت کے باوجود مسلمان ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تحریک پر اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کے متعلق فرماتے ہیں میں بصریٰ کے ایک بازار میں موجود تھا وہاں ایک راہب گرجے میں لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ معلوم کرو کہ کیا سرزمین عرب سے کوئی یہاں موجود ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔ اس نے مجھ سے پوچھا کیا احمد (ﷺ) کا ظہور ہو چکا؟ میں نے پوچھا کون احمد (ﷺ)؟ اس نے کہا احمد (ﷺ) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بن عبدالمطلب۔ یہ ان کے ظہور کا مہینہ ہے اور تم اس بات کا دھیان رکھنا کہ ان کی پیروی کرنے میں کوئی تم پر سبقت نہ لے جائے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے فوراً واپس مکہ مکرمہ لوٹا۔ وہاں لوگوں نے مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے متعلق بتایا۔ پھر قریش نے مجھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہ کچھ لوگوں میں بیٹھے تھے۔ میں نے انہیں علیحدہ بلایا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے کیا دعوت دیتے ہو؟

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں لات و عزیٰ کی

عبادت کی دعوت دیتا ہوں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کون ہیں؟ میں نے کہا وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں تو ان کی ماں کون ہے؟ میرے پاس ان کے سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ پھر جب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو ان کے پاس بھی کوئی جواب نہ آیا۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل ایک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے جہاں میں نے ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر گواہی دی کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۴۶)

کمزور مسلمانوں کی اعانت کا فیصلہ

امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے مال اور اپنے اثر و رسوخ سے کمزور مسلمانوں کی اعانت کی اور بے شمار غلاموں کو جو اسلام قبول کر چکے تھے انہیں بھاری معاوضہ کے عوض خرید کر آزاد کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابتدائے اسلام میں سات ایسے غلام جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور ان کے آقا ان پر تشدد کرتے تھے انہیں بھاری معاوضہ کے عوض خرید کر آزاد کر دیا اور ان غلاموں میں حضرت بلال حبشی اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شامل ہیں۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنا:

روایات میں آتا ہے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کا آقا امیہ بن خلف جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں پیش پیش تھا اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو ظلم وستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ہر دن نئی سے نئی سزا تجویز کرتا تھا اور کبھی آپ رضی اللہ عنہ کو گرم ریت پر لٹا دیتا تو کبھی جسم پر گرم پتھر رکھ دیتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بخوبی

علم کہ آپ رضی اللہ عنہ پر انتہائی بیہمانہ تشدد کیا جاتا ہے مگر اس معاملہ میں فی الحال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جن کی رہائش امیہ بن خلف کی رہائش کے پاس تھی وہ بھی جانتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ پر کس قدر ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں ایک دن امیہ بن خلف حسب معمول حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا تھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا۔

''تم بلال (رضی اللہ عنہ) پر ظلم کیوں کرتے ہو اور اگر وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرتا ہے تو اس میں تمہارا کیا نقصان ہے؟ اگر تم اس پر ظلم نہ کرو گے تو یہ حشر میں تیرے کام آئے گا۔''

امیہ بن خلف حقارت سے بولا۔

''میں روزِ قیامت کو نہیں مانتا اور میرے دل میں جو آئے گا میں وہی کروں گا، یہ غلام میرا ہے میں جیسا چاہوں اس کے ساتھ سلوک روا رکھوں اور تم مجھے روکنے والے کون ہوتے ہو؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر امیہ بن خلف کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''تم قوی ہو یہ کمزور ہے اور اس پر اس قدر ظلم کرنا تمہاری شان کے خلاف ہے تم اپنے اس فعل سے عربوں کی روایات کو داغدار نہ کرو۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور امیہ بن خلف کے مابین یہ بحث کافی دیر

تک چلتی رہی اور پھر اس مباحثہ سے تنگ آ کر امیہ بن خلف نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''اگر تم اس غلام کے خیر خواہ ہو تو پھر اسے مجھ سے خرید لو۔''

امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موقع کی تلاش میں تھے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم اس کی کیا قیمت لو گے؟''

امیہ بن خلف نے موقع غنیمت جانتے ہوئے کہا۔

''اس کی قیمت آپ رضی اللہ عنہ کا غلام فسطاس ہے۔''

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام فسطاس سیاہ فام اور بڑے کام کا آدمی تھا اور اہل مکہ کی بڑی خواہش تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ وہ غلام ان کے ہاتھ فروخت کر دیں مگر آپ رضی اللہ عنہ کبھی بھی اسے فروخت کرنے پر راضی نہ ہوئے تھے اور امیہ بن خلف نے بھی اسی سوچ کے ساتھ فسطاس کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ بحث ترک کر دیں اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں اس کے ساتھ کوئی بات نہیں کریں گے مگر امیہ بن خلف کے گمان کے برعکس آپ رضی اللہ عنہ نے اس سودے کو منظور کر لیا۔ امیہ بن خلف نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اس نے ایک مرتبہ پھر کہا۔

''میں فسطاس کے ساتھ چالیس اوقیہ چاندی بھی لوں گا اور پھر بلال (رضی اللہ عنہ) کو آپ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کروں گا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس پر بھی رضامندی ظاہر کر دی اور یوں یہ سودا طے پا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف کو اپنا غلام فسطاس اور چالیس اوقیہ چاندی دے کر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید لیا۔ امیہ بن خلف جو اس سودے پر بہت خوش

تھا کہنے لگا۔

"اے ابن ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ)! اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو اس غلام کو ایک درہم کے چھٹے حصہ کے بدلہ میں بھی خریدنا گوارا نہ کرتا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اے امیہ! تو اس غلام کی قیمت سے آگاہ نہیں تو اس کی قیمت مجھ سے پوچھ یمن کی حکومت بھی اس کے عوض کم ہے۔"

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام واقعہ کا علم ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے بھی اپنے نیک کام میں شریک کرلو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گواہ رہئے میں نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کردیا ہے۔"

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کی بارگاہِ خداوندی میں قبولیت کی دعا کی۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۲)

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنا:

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی ان غلاموں میں سے ہیں جنہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد فرما دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابتدائی دنوں میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے

مشرک مالک نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے تاکہ کسی طرح آپ رضی اللہ عنہ دین اسلام کو ترک کر دیں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے استقامت کا مظاہرہ کیا اور ان مظالم کو برداشت کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا مگر آپ رضی اللہ عنہ پھر بھی ان کی خدمت میں رہے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشورہ پر اونٹنیوں کو مع سامان غارِ ثور پہنچانے کی ذمہ داری حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی جسے آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہے آپ رضی اللہ عنہ نے غارِ ثور کے بعد کا تمام سفر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ طے کیا اور انہی حضرات کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سرزمین پر قدم رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں بھی شمولیت اختیار کی اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ آپ رضی اللہ عنہ ۴ ھ میں چالیس برس کی عمر میں بئر معونہ کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد سوم صفحہ ۱۶۵)

حضرت شدید رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنا:

حضرت شدید رضی اللہ عنہ کو بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا تھا۔

مسند امام احمد میں حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت ہے حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی جس کے ذریعے وہ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کی وصیت سنو۔ تب سیدنا صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام شدید رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا جو انہوں نے لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ اس صحیفے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک قول تھا جس میں کہا گیا تھا اللہ گواہ ہے میں نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی اور میں تمہیں اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں۔

حضرت کثیر رضی اللہ عنہ کا خرید کر آزاد کرنا:

حضرت کثیر بن عبید تیمی رضی اللہ عنہ کا شمار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلاموں میں ہوتا ہے۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کثیر بن عبید تیمی رضی اللہ عنہ کا شمار ثقہ راویوں میں کیا ہے اور ان سے ایک حدیث بھی روایت کی جو انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ بن ہلال کو خرید کر آزاد کرنا:

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ بن بلال خوبصورت اور حسین وجمیل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے مالک نے آپ رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم کی انتہاء کر دی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے کئی احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال مدینہ منورہ میں ۷۲ ھ میں ہوا۔

حضرت ابونافع رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنا:

حضرت ابونافع رضی اللہ عنہ کو بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی جب اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے مشرک آقا نے بھی ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے مگر آپ رضی اللہ عنہ دین اسلام پر قائم رہے۔

حضرت مرہ رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنا:

حضرت مرہ رضی اللہ عنہ بن ابوعثمان کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے غلام تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو عراق کی فتح کے بعد بصرہ کے قریب ایک جریب کی جاگیر عطا کی گئی جہاں آپ رضی اللہ عنہ کی نسل آج بھی موجود ہے۔

واقعہ معراج کی تصدیق کا فیصلہ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ (بنی اسرائیل:۱)

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گئی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔''

۲۷ رجب المرجب ۱۰ نبوی میں معراج کا واقعہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی چچا زاد بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر قیام پذیر تھے۔ رات کے وقت جبرائیل علیہ السلام براق لے کر آئے اور آپ ﷺ کو معراج کی خوشخبری سنائی۔ آپ ﷺ براق پر تشریف فرما ہوئے اور بیت اللہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے جہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی۔

حضور نبی کریم ﷺ بیت المقدس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے جہاں پہلے آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام، تیسرے آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چوتھے آسمان پر

حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت زکریا علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے گئے جہاں اللہ عزوجل سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس نمازوں کو تحفہ ملا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے پانچ نمازوں کا ہو گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی معراج کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا میں حطیم کعبہ میں تھا میرے پاس آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے یہاں تک چاک کیا۔ راوی کہتے ہیں یہاں سے یہاں تک سے مراد حلقوم سے لے کر ناف تک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میرا سینہ چاک کر کے میرا دل نکالا گیا اور پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا۔ پھر میرے دل کو پاک کیا گیا یہاں تک کہ میرا دل ایمان وحکمت سے لبریز ہو گیا۔ پھر میرے دل کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اور میرے پاس ایک سواری لائی گئی جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا جانور تھا اور وہ براق تھا۔ براق اپنا قدم اپنی حد نگاہ پر رکھتا تھا اور میں اس پر سوار ہو گیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے اور پھر ہم آسمانِ دنیا پر پہنچے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آسمانِ دنیا کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں ہوں۔ فرشتہ نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام بولے میرے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتہ نے پوچھا کیا انہیں یہاں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتہ بولا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کی آمد بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ پھر اس کے بعد آسمانِ دنیا کا دروازہ کھول دیا گیا اور وہاں میری ملاقات حضرت آدم

علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سلام کیجئے۔ میں نے آدم علیہ السلام کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بیٹے اور اے صالح نبی! خوش آمدید۔ پھر جبرائیل علیہ السلام اور میں اوپر چڑھے یہاں تک کہ ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا۔ فرشتہ نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل (علیہ السلام)۔ فرشتہ نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام بولے میرے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتہ نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتے نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے میری ملاقات ہوئی اور یہ دونوں نبی ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا ان دونوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اور اے صالح نبی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتہ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور کہا ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے، یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ پھر وہاں میری ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اور اے صالح نبی۔ اس کے

بعد جبرائیل علیہ السلام مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اور پھر اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پھر دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ فرشتے نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اور اے صالح نبی! پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ ہم پانچویں آسمان پر پہنچے۔ انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ فرشتہ نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ پھر وہاں میری ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بھائی اور صالح نبی! خوش آمدید۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے۔ جبرائیل علیہ السلام نے چھٹے آسمان کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتہ نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ میں وہاں پہنچا تو وہاں میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بھائی اور اے صالح نبی! خوش آمدید۔ پھر جب میں آگے بڑھنے لگا تو وہ رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا آپ علیہ السلام کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس بندہ مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور ہم ساتویں آسمان پر پہنچے۔ انہوں نے ساتویں آسمان کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ فرشتہ نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ پھر میری ملاقات وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بیٹے اور صالح نبی! خوش آمدید۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور ہم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ اس درخت سدرہ کے پھل مقام ہجر کے مشکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں۔ دو پوشیدہ تھیں اور دو ظاہر تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسی نہریں ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ان میں جو دو پوشیدہ ہیں وہ جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل اور فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور کو ظاہر کیا گیا اور مجھے ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں

دودھ اور ایک برتن میں شہد دیا گیا۔ میں نے دودھ لے لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فطرت ہے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت اس پر قائم رہیں گے۔ اس کے بعد مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب میں واپس لوٹا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ ﷺ کی امت پچاس نمازیں پڑھ نہ سکے گی اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ سے پہلے لوگوں کو دیکھ چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ میں نے سخت برتاؤ کیا لہٰذا آپ ﷺ واپس لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لئے نمازوں میں تخفیف کروائیں چنانچہ میں واپس لوٹا اور اللہ عزوجل نے دس نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میرا گزر دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تو انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر اللہ عزوجل کے واپس لوٹا اور پھر دس نمازیں معاف ہوگئیں۔ میرا گزر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا اور انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر اللہ عزوجل کے پاس واپس لوٹا یہاں تک کے مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میرا گزر دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا اور انہوں نے پوچھا آپ ﷺ کو کیا حکم ملا؟ میں نے کہا روزانہ پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکے گی اور میں آپ ﷺ سے قبل یہ تجربہ اپنے لوگوں کا کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل سے سخت برتاؤ کر چکا ہوں لہٰذا آپ ﷺ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کریں۔ میں نے کہا۔

”میں اپنے رب کی بارگاہ میں کئی مرتبہ عرض کر چکا ہوں اور اب مجھے شرم آتی ہے، میں اپنے رب کی رضا پر راضی ہوں۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنا حکم جاری کر دیا اور

اپنے بندوں سے تخفیف فرمادی۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۴۵۷، الخصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۵۸)

حضور نبی کریم ﷺ معراج کی سعادت کے بعد واپس لوٹے اور آپ ﷺ نے اپنی معراج کے متعلق قریش کو بتایا تو انہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ تمہارا دوست کہتا ہے اس نے آسمانوں کی سیر کی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس دوران حضور نبی کریم ﷺ سے کوئی ملاقات نہ ہوئی تھی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے بلا تصدیق کہا کہ اگر یہ سب میرے آقا حضور نبی کریم ﷺ نے کہا ہے تو وہ سچ کہتے ہیں اور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اس تصدیق پر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''صدیق'' کا لقب عطا فرمایا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جب معراج سے لوٹے اور قریش کو اپنی معراج کے متعلق بتایا تو انہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اور مذاق اڑایا۔ پھر مشرکین مکہ کا سردار ابوجہل آیا اور اس نے چیخ چیخ کر پکارنا شروع کیا کہ اے گروہ بنی کعب! اے گروہ بنی لوی ادھر آؤ اور دیکھو کہ محمد (ﷺ) کہتے ہیں کہ انہوں نے آسمانوں کی سیر کی ہے۔ پھر ابوجہل منافقین کے ایک گروہ کے ہمراہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہنے لگا کہ تمہارا دوست کہتا ہے کہ رات وہ بیت المقدس گیا اور پھر اس نے آسمانوں کی سیر کی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوجہل! میں اس کی تصدیق کرتا ہوں انہوں نے آسمانوں کی سیر

کی ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی معراج کے متعلق بتایا آپ رضی اللہ عنہ نے معراج کی تصدیق کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم میری ہر بات کی تصدیق کرتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! وہ اللہ جو جبرائیل (علیہ السلام) کو ایک ہزار مرتبہ زمین پر بھیجنے کی قدرت رکھتا ہے وہ آپ کو آسمانوں کی سیر کروانے پر بھی قدرت رکھتا ہے پھر میں اس کی تصدیق کیوں نہ کروں؟''

ابن سعد کی روایت میں ہے حضور نبی کریم ﷺ جب معراج سے لوٹے تو آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میری اس معراج کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! آپ کی تصدیق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں۔''

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ کو معراج کروائی گئی تو آپ ﷺ نے اس معراج کے متعلق قریش کو آگاہ کیا۔ قریش نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس موقع پر آگے آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی پس اس دن سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق مشہور ہوا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اگر حضور نبی کریم ﷺ یہ بھی فرماتے کہ مجھ سمیت میرے گھر والوں کو بھی معراج کی سعادت حاصل ہوئی تو میں اس بات کو

بھی بغیر کسی عذر کے قبول فرمالیتا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس تصدیق کے متعلق فرمایا۔

"میں نے اعلان کیا میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ بغیر کسی معجزہ کو دیکھے مجھ پر ایمان لایا اور جب میں نے کہا مجھے معراج کی سعادت حاصل ہوئی تو اس نے بلاتردد میرے واقعہ معراج کی تصدیق کی۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے بیت المقدس اور اس کے گردونواح کے متعلق دریافت کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس سفر کا ایسا نقشہ بیان کیا گویا یہ سب مناظر آپ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے ہوں۔

ابن اسحق کی روایت میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سفر معراج کی کیفیات جب حضور نبی کریم ﷺ کی زبانی سنیں تو ایک ایک حرف کی تصدیق کی جس کی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ہو گیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۶، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۲۰۱، مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۳۱۰، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۲۶، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۲۷)

ہجرتِ مدینہ

مشرکین مکہ کے ظلم وستم حد سے تجاوز کر چکے تھے مگر پھر بھی وہ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے۔ اس دوران حج کے ایام میں یثرب جوکہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے مہاجرین میں سے چندلوگ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور اس دوران مکہ مکرمہ میں بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے جبکہ مدینہ منورہ کے بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہاء کر دی اور وہ مدینہ منورہ سے آنے والوں کو بھی تنگ کرنے لگے۔ اس دوران مدینہ منورہ کے ستر نقیب جو مسلمانوں کے سردار تھے انہوں نے حج کے ایام میں حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی جسے بیعت عقبہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے عہد کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ آئیں گے ہم ان کی معاونت کریں گے اور اپنی جان ان پر نچھاور کریں گے۔ پھر اللہ عزوجل کا حکم آن پہنچا اور اس دوران قریش کے ظلم وستم میں بھی بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا۔ ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک قافلہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا اور یہ قافلہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہونے لگی۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تمہارا دارِ ہجرت دکھایا گیا ہے جو کھجوروں والا شہر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے متعلق حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بستر پر لٹایا تھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل وعیال کے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنے والے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

> ''تو مجھے اور اللہ کو بے حد محبوب ہے مگر یہاں کے رہنے والوں نے مجھے یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا ہے اگر میں مجبور نہ ہوتا تو یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔''

مؤرخین لکھتے ہیں حج کے دنوں میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا

وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں بے پناہ اضافہ ہوگیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۹۹ تا ۱۰۲، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۹۰)

تم ابھی ٹھہر جاؤ:

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ سیدنا صدیق اکبر اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم جلدی نہ کرو ہوسکتا ہے اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔ پھر جب حکم الٰہی آن پہنچا تو آپ ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۱۰۸۷، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۹۰)

سفر ہجرت میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق:

روایات میں آتا ہے مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے لئے ایک محفوظ پناہ گاہ مدینہ منورہ کی صورت میں ڈھونڈ لی ہے تو انہوں نے ایک منصوبہ بنایا جس میں تمام قبائل کا ایک ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے باہر اکٹھا ہوا تاکہ ایک لمحے میں حضور نبی کریم ﷺ پر وار کر کے انہیں شہید کر دیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی مشرکین مکہ کے ناپاک ارادوں کی خبر ہوگئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ صبح ہوتے ہی لوگوں کی وہ امانتیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھیں وہ متعلقہ لوگوں کو واپس کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

> "علی (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کا حکم ہوگیا اور میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کرنے والا ہوں۔ میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں وہ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں تم ان امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچا دینا۔ مشرکین مکہ نے میرے قتل کی منصوبہ بندی کی ہے اور وہ آج رات مجھے قتل کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں۔ تم میری یہ چادر اوڑھ لو اور میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق بستر پر لیٹ گئے اور چادر اوڑھ لی۔ مشرکین مکہ نے رات بھر حضور

نبی کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ جاری رکھا مگر صبح ہوتے ہی انہیں خبر ہوئی کہ ان کا منصوبہ ناکام ہو چکا اور حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر جا چکے ہیں۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۲، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۵)

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے میرے رب نے ہجرت کا حکم دیا ہے اور اس سفر میں تم میرے ساتھ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے الفاظ سنے تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ وہ اعزاز تھا جو کسی بھی طرح نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے جانثار اور اپنے رفیق کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھی ہو۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ دن میں کئی مرتبہ ہمارے گھر تشریف لاتے تھے پھر جب آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت ملی تو اس روز بھی آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ وہ دوپہر کا وقت تھا اور ہم تمام گھر والے حیران تھے آپ ﷺ خلافِ عادت اس وقت تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ اس وقت تشریف لائے ہیں کیا کوئی اہم بات ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم اپنے گھر والوں کو یہاں سے ہٹا دو۔ والد بزرگوار نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ سب آپ ﷺ کے گھر والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی اور اس سفر میں تم میرے ساتھی ہو۔ والد بزرگوار نے آپ ﷺ کی بات سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دو اونٹنیاں تیار کرنے

کا حکم دیا اور یہ وہ اونٹنیاں تھیں جنہیں آپ رضی اللہ عنہ چار ماہ سے پال رہے تھے کہ کسی بھی وقت ہجرت کا حکم ملا تو سفر میں دشواری پیش نہ آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ رات کے وقت دوبارہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ دونوں اونٹنیاں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ جسے مناسب سمجھیں سفر کے لئے ہمراہ رکھ لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اونٹنی کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اس اونٹنی کی قیمت تم مجھ سے وصول کرلو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں میں اس کی قیمت ہرگز نہ لوں گا۔ میرا تمام مال آپ ﷺ کا ہی ہے اور دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں قیمت کی ادائیگی کے بغیر اس پر سفر نہ کروں گا تم اس کی وہ قیمت لے لو جس قیمت میں تم نے اسے خریدا تھا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس اونٹنی کی قیمت ادا کی۔ حضور نبی کریم ﷺ جب گھر سے نکلنے لگے تو آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"تو مجھے اور اللہ کو بے حد محبوب ہے مگر یہاں کے رہنے والوں نے مجھے یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا ہے اگر میں مجبور نہ ہوتا تو یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔"

روایات میں آتا ہے ہجرت کے لئے روانہ ہونے سے قبل سیدنا صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کچھ درہم دیئے اور فرمایا اس سے گوشت پکالیں تاکہ سفر کے دوران کھانے کی سہولت رہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان درہم سے گوشت خریدا اور اسے پکانے لگ گئیں۔ ابوجہل اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں وہاں پہنچ گیا۔ اس نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اسے کچھ بھی بتانے سے انکار کر دیا جس پر اس بدبخت نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے چہرہ پر تھپڑ مارا جس سے کان کے نچلے حصے سے خون نکلنا شروع ہو گیا اور کان کی بالی بھی ٹوٹ کر گر پڑی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سفر کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سفر کا سامان باندھنا شروع کیا۔ جب سامان باندھنے کے لئے انہیں رسی نہ ملی تو انہوں نے اپنا ازار بند دو حصوں میں تقسیم کر کے اس سے سفر کا سامان باندھ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ رضی اللہ عنہا کے اس حسن عمل کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہا کو ''ذات النطاقین'' کا خطاب دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت مکہ مکرمہ کو الوداع کہا اور جنوب کی سمت روانہ ہوئے۔ اس سفر ہجرت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے اور عبدالرحمن بن اریقط جسے راستہ بتانے کے لئے اجرت پر رکھا گیا تھا وہ ہمراہ تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن اریقط کے حوالے دونوں اونٹنیاں کیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ تین دن بعد انہیں غارِ ثور میں ملیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سفر پر روانہ ہوئے اور پہلا پڑاؤ غارِ ثور میں کیا۔ غارِ ثور تک کا سفر نہایت دشوار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے جانثار اور

محافظ ہونے کا ثبوت دیا اور کئی جگہوں پر حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر سفر کیا۔ یہ سعادت بھی آپ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھانے کی سعادت حاصل کی۔

غارِ ثور مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دورانِ سفر حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گزر قبیلہ خزاعہ کی ایک نیک عورت ام معبد کے پاس سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اگر اس کے پاس کھجوریں، دودھ اور گوشت ہو تو وہ انہیں فروخت کر دے۔ ام معبد نے عرض کیا میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے ماسوائے ایک بکری کے جو بہت کمزور ہے۔ پھر اس نے وہ بکری آپ رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ بکری حضور نبی کریم ﷺ کو دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اس بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا اور دودھ دوہنا شروع کر دیا۔ برتن بکری کے دودھ سے بڑھ گیا اور حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ نے سیر ہو کر وہ دودھ پیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس بکری کا دودھ ایک مرتبہ پھر دوہا اور جب برتن بھر گیا تو وہ برتن اس خاتون ام معبد کو دے دیا۔ جب ام معبد کا خاوند ابومعبد گھر لوٹا تو ام معبد نے سارا واقعہ اس کے گوش گزار کیا۔ ابومعبد نے ام معبد سے حلیہ دریافت کیا تو اس نے حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کر دیا۔ ابومعبد نے جب حلیہ سنا تو قسم کھا کر کہا کہ یہ تو وہی ہیں جن کا ذکر مکہ مکرمہ میں اس وقت ہو رہا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب میں اور حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے نکلے تو رات کا وقت تھا ہم ساری رات سفر کرتے رہے اور صبح کے وقت ہمیں ایک چٹان نظر آئی۔ میں نے اس چٹان کے

سائے میں ایک کپڑا بچھا دیا تاکہ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر آرام فرما لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر آرام کی غرض سے تشریف فرما ہوئے اور میں نے وہاں پہرہ دینا شروع کر دیا۔ اس دوران ایک چرواہا وہاں سے گزرا میں نے اس سے پوچھا کیا اس کی بکریاں دودھ دیتی ہیں تو اس نے ایک بکری میرے حوالے کر دیا جس کے تھنوں کو صاف کر کے میں نے دودھ دوہا اور دودھ کا برتن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے سیر ہو کر دودھ پیا اور باقی دودھ مجھے دے دیا جو میں نے بھی سیر ہو کر پیا۔ دودھ پینے کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو راستہ میں سراقہ بن مالک نے ہمیں آن لیا۔ میں نے اسے دیکھا تو گھبرا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ ہماری ہی تلاش میں ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کچھ دیر بعد جب سراقہ بن مالک ہمارے نزدیک پہنچ گیا تو میں نے پھر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ ہمارے بالکل نزدیک آ گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کیوں غم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی فکر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

''اے اللہ! تو جس طرح چاہے ہماری حفاظت فرما۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ کہنا تھا سراقہ بن مالک کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ وہ چھلانگ لگا کر گھوڑے سے اترا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے لگا میں جانتا ہوں یہ آپ ﷺ کی

دعا کا اثر ہے اگر آپ ﷺ مجھے اس مصیبت سے نجات دلوا دیں تو میں انہیں جو آپ ﷺ کی تلاش میں ہیں انہیں یہاں نہیں آنے دوں گا۔حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا۔سراقہ بن مالک گھوڑا نکلنے کے بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹ گیا۔

سراقہ بن مالک، حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے موقع پر اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کی خبر مشرکین قریش کو ہوئی تو انہوں نے سو اونٹ انعام مقرر کیا کہ جو ان کو پکڑ کر لائے گا اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔میں نے جس وقت یہ اعلان سنا اس وقت میں اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ بیٹھا تھا مجھے ایک شخص نے بتایا ابھی مکہ مکرمہ کے نواح میں فلاں جگہ سے حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گزرے ہیں۔میں گھر آیا اور گھوڑے کی زین کسی اور پھر فال نکالی جو اچھی نہ نکلی۔میں نے لالچ کے ہاتھوں مجبور ہو کر دوبارہ فال نکالی اور وہ بھی اچھی نہ نکلی۔میں انعام کے لالچ میں گھر سے نکلا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے اس جگہ پہنچ گیا۔جب میں ان کے نزدیک پہنچا تو میرا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور میں چھلانگ لگا کر گھوڑے سے اتر گیا۔پھر میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ ایسی تحریر دیں جو ہمارے درمیان نشانی ہو۔پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے ایک تحریر لکھ دی۔پھر جب حضور نبی کریم ﷺ غزوہ حنین سے واپس لوٹے تو جعرانہ کے مقام پر میری ملاقات آپ ﷺ سے ہوئی میں نے وہ تحریر آپ ﷺ کو دکھائی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج بھلائی کا دن ہے تم میرے نزدیک آؤ۔پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کے دست حق پر بیعت

ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۱۰۸۷، خصائص الکبری جلد اول صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۳، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۷، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۵، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۳)

ثانی اثنین:

حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے غارِ ثور میں پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے غار میں پہلے داخل ہونے دیں تاکہ میں غار کی صفائی کر سکوں اور اگر غار میں کوئی زہریلا جانور یا اذیت والی چیز موجود ہو تو اسے ہٹا سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور غار کی صفائی کی اور پھر غار میں موجود تمام سوراخوں کو اپنا تہبند پھاڑ کر بند کیا آپ رضی اللہ عنہ نے تمام سوراخ بند کر دیئے ماسوائے دو سوراخوں کے کیونکہ تہبند کا کپڑا ختم ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اندر آنے کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ غار میں تشریف لائے اور آرام کی غرض سے آپ رضی اللہ عنہ کے زانوؤں پر سر مبارک رکھ کر لیٹ گئے۔ اس غار میں حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ کا قیام تین روز تک رہا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سوراخوں پر جو بند نہ ہوئے تھے ان پر اپنے پاؤں رکھ لئے تھے۔ اس دوران ایک بچھو نے آپ رضی اللہ عنہ کو ڈنک مار دیا۔ اس ڈنک کی شدت کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے اف نہ کی لیکن آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ آنسو جب حضور نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک پر گرے تو حضور نبی کریم ﷺ نے آنکھیں کھول دیں اور جب آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ایک بچھو نے ڈنک مارا ہے۔ حضور نبی

کریم ﷺ نے ڈنک والی جگہ پر اپنا لعاب دہن لگایا تو زہر کا اثر جاتا رہا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تکلیف ختم ہوگئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تکلیف دیکھ کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور دعا فرمائی۔

"اے اللہ! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو اس تکلیف کے عوض بروزِ محشر میرے ساتھ اجر عطا فرمانا۔"

اللہ عزوجل نے بذریعہ وحی حضور نبی کریم ﷺ کو دعا کی قبولیت کی بشارت عطا فرمائی۔

غارِ ثور میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تین دن قیام کے متعلق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ وہاں قیام کے دوران مجھے دین کے معاملے میں کبھی کوئی خطرہ یا پریشانی لاحق نہیں ہوئی۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اگر آپ رضی اللہ عنہ اپنی غارِ ثور میں تین روز قیام والی نیکی مجھے دے دیں اور میری ساری زندگی کی نیکیاں مجھ سے لے لیں تو میں سمجھوں گا میں فائدہ میں رہا۔

سفرِ ہجرت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک بہترین محافظ کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ غارِ ثور کی جانب سفر کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کبھی حضور نبی کریم ﷺ کے دائیں اور کبھی بائیں ہو جاتے۔ کبھی آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے ہو جاتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم ایسے کیوں کرتے ہو تمہیں کیا پریشانی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آپ ﷺ پر حملہ نہ کر دے۔ حضور نبی کریم ﷺ

نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ عزوجل ہو۔

غارِ ثور میں قیام کے دوران جب مشرکین مکہ کی جانب سے کرز بن علقمہ غزاعی نامی کھوجی غار کی جانب آن نکلا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو حوصلہ دیا اور پھر اللہ عزوجل کے حکم سے غارِ ثور کے منہ پر سرکنڈوں کا ایک درخت اُگ آیا۔ غار کے دہانے پر ایک کبوتروں نے گھونسلا بنا دیا جس میں کبوتری نے انڈے بھی دے دیئے۔ ایک مکڑی نے غار کے دہانے پر اپنا جالا بن لیا اور غار کا منہ اس جالے سے بند ہو گیا۔ جب وہ کھوجی مشرکین مکہ کو لے کر غار کے پاس پہنچا تو وہ غار کے منہ کو اس طرح بند دیکھ کر واپس لوٹ گئے کہ یہاں کوئی نہیں آسکتا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب کھوجی کو دیکھ کر گھبرا گئے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو تسلی دی تھی اس واقعہ کو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۃ توبہ کی آیت ۴۰ میں بیان کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ذمہ لگایا تھا وہ انہیں مکہ مکرمہ میں ہونے والے تمام واقعات کے متعلق شام کو آگاہ کریں۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما شام کو سامانِ خوراک کے ہمراہ آتے اور دن بھر کے تمام واقعات سے آگاہ کرتے تھے۔

غارِ ثور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کھانا پہنچانے کی ذمہ داری حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی تھی اور وہ روزانہ کھانا تیار کر کے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ بھیجا کرتی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق تین دن بعد حضرت عامر بن

فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اریقط دونوں اونٹنیوں کو مع سامان لے کر پہنچ گئے اور پھر اس قافلہ نے ساحل کے کنارے کنارے اپنے سفر کا آغاز کیا اور آٹھ روز کے سفر کے بعد مدینہ منورہ کے نواح میں موجود ایک بستی قبا میں جا کر قیام پذیر ہوا۔

دورانِ سفر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بن حصیب اسلمی اپنے ۷۲ ساتھیوں کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ سفر کے دوران لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پہچان لیتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت فرماتے تو آپ رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ میرے رہبر و رہنما ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۸۲، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۸، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۵)

قبا میں قافلے کا قیام:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبا میں حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ سے زمین خریدی اور اس پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قبا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس مسجد کی تعمیر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قبا میں قیام حضرت حبیب بن اوصاف رضی اللہ عنہ کے گھر ہوا۔ قبا میں پہلی مرتبہ نمازِ جمعہ باجماعت ادا کی گئی جس میں سو کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شمولیت فرمائی۔ قبا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیام قریباً پندرہ روز تک رہا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

مدینہ منورہ آمد:

قبا میں قیام کے بعد یہ قافلہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوا اور سفر کرتا ہوا مدینہ منورہ میں وارد ہوا۔ جس وقت یہ قافلہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آگے تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور پھر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ قافلے کا استقبال بنو نجار نے کیا اور ان کی بچیوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر دف بجا کر گیت گائے۔

ابن شہاب کہتے ہیں مجھ سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کے والد زبیر رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرتِ مدینہ کے وقت راستہ میں ملے اور ان کے علاوہ اور بھی کئی مسلمانوں سے ملے جو ملک شام سے تجارت کے بعد واپس لوٹ رہے تھے۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھ سے میرے والد نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سفید لباس میں ملبوس دیکھا اور اہل مدینہ کو یہ خبر ہو چکی تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر چکے ہیں چنانچہ وہ مدینہ منورہ سے باہر حرہ کے میدان میں صبح کے وقت پہنچ جاتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرتے یہاں تک کہ جب دوپہر کی گرمی شدت اختیار کر لیتی تو اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔ اہل مدینہ نے کسی کو سفید لباس میں مدینہ منورہ کی جانب آتا دیکھا تو سمجھے کہ شاید حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں مگر وہ سفید لباس میں کوئی یہودی تھا۔ پھر بالآخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بنی عمرو بن عوف میں پہنچے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے جبکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا آگے بڑھ کر دیکھنے کی کوشش کرنے لگے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں میں سے اندازہ لگا رہے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ پھر جب دھوپ کی شدت ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر نکالی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تان لی پھر لوگوں کو پتہ چلا کہ حضور نبی

کریم ﷺ کون ہیں؟ (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۰۸۷، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۸۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں انصار کے قریباً پانچ سولوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے قافلے کا استقبال کیا۔ انصار کی عورتیں اپنے گھروں کی چھتوں پر کھڑی تھیں اور ایک دوسرے سے آپ ﷺ کے متعلق پوچھتی تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ قافلہ بارہ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور آپ ﷺ کی ہجرت کے ساتھ ہی اسلامی سن ہجری کا آغاز ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل قافلہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو یہ قافلہ انصار کے ہر گھر کے آگے سے گزرا۔ ہر انصاری کی خواہش تھی آپ ﷺ کا یہ قافلہ اس کے گھر قیام کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری اونٹنی جس کے گھر کے آگے بیٹھے گی میں وہیں قیام فرماؤں گا چنانچہ آپ ﷺ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے آگے بیٹھ گئی اور آپ ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچ کر انصار اور مہاجرین کے مابین بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا اور ایک انصار اور ایک مہاجر کو بھائی بھائی بنایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ بن ابی زہیر کا بھائی بنایا گیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۵، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۱۵)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے پاس مدینہ منورہ سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے، پھر عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور یہ دونوں حضرات لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے پھر حضرت بلال حبشی، حضرت سعد بن ابی

وقاص اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے اور پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لائے اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم تشریف لائے اور میں نے مدینہ والوں کو اس سے زیادہ خوش پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۱۰۴)

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زمین خریدنے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا یہ دو کم سن بھائیوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے اور ان کے نگران مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم نے وہ جگہ فی سبیل اللہ دینی چاہی مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زمین کی خریداری کے معاملہ پر بات کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زمین خریدنے کا فیصلہ کرلیا اور پھر دس ہزار درہم کے عوض وہ زمین خرید لی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ دن رات کام کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسجد کے لئے پتھر کمر پر لاد کر

لاتے تھے۔ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر انتہائی سادہ تھی اور اس کی دیواریں پتھر اور گارے سے بنائی گئی ہیں۔ مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی بنائی گئی تھی۔ مسجد کی تعمیر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اس کے گرد حجرے تعمیر کئے گئے جہاں حضور نبی کریم ﷺ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ قیام پذیر ہوئے۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۰۸۷، تاریخ طبری جلد دوم حصہ اول صفحہ ۱۱۵، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۰)

بخار میں مبتلا ہونا:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے بخار ہو گیا۔ میں جب عیادت کے لئے ان کے پاس گئی تو والد بزرگوار سے ان کا حال دریافت کیا اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے پوچھا بلال رضی اللہ عنہ تمہاری کیسی طبیعت ہے؟

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بخار کی شدت ہوتی تو وہ یہ شعر پڑھتے۔

کل امری مصبح فی اھلہ
والموت ادنی من شراك نعلہ

''بندہ اپنے گھر خیریت سے صبح کرتا ہے اور موت اس کی جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہے۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ پر بخار کا غلبہ ہوتا تو وہ یہ شعر پڑھتے۔

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلة
بواد و حولی اذخر و جلیل

و ھل اردن یوما میاہ مجنۃ
و ھل یبدون لی شامۃ و طفیل

''کاش مجھے وادی مکہ میں ایک رات رہنا نصیب ہو جائے
وہاں اذخر گھاس اور دیگر نباتات میرے آگے پیچھے ہوں۔
کاش کے مجھے مجنہ کا پانی پھر سے نصیب ہو جو آب نجات ہے
اور کاش میں شامہ اور طفیل کو پھر سے دیکھوں۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور دونوں کی کیفیت بیان کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے اللہ! ہمیں مدینہ منورہ کی ایسی محبت عطا فرما جیسی محبت مکہ مکرمہ سے ہے اور اس سے بھی زیادہ محبت عطا فرما اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو پر فضا بنا دے اور اس کے صاع اور مد میں خیر و برکت عطا فرما دے اور یہاں کا بخار جحفہ میں بھیج دے۔'' (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۱۰۵)

ایک روایت میں ہے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ انہوں نے مدینہ کو کیسا پایا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''جن کے ساتھ میں مدینہ آیا ہوں ان کی خاطر میں موت کو جوتے کے ایڑی کے ایک پرزے سے بھی زیادہ حقیر تصور کرتا ہوں۔'' (البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۲۱۸)

مدنی زندگی کے شب و روز:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیشہ کے اعتبار سے کپڑے کی تجارت کرتے تھے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے کپڑے کی تجارت کو ہی بطور پیشہ دوبارہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے انصاری بھائی حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ بن ابی زہیر کے ہمراہ کپڑے کی تجارت شروع کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے شب و روز کو دین اسلام کی ترقی کے لئے وقف کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ وعظ و تلقین کا سلسلہ شروع کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تو آپ رضی اللہ عنہ کو دفاعی شعبے کا انچارج مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی صلاحیتوں سے اس بات کو ثابت کیا کہ اس منصب کے حقدار بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی مہم پر روانگی سے قبل آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ ضرور کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مشوروں پر اعتماد کرتے تھے۔

غزوات میں شمولیت کا فیصلہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے اور مکہ مکرمہ میں رہنے والے مسلمان بھی اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ دشمنانِ اسلام کو مسلمانوں کا یوں مدینہ منورہ میں امن اور سکون سے رہنا ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا چنانچہ وہ دن رات مسلمانوں اور دین اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ اس دوران مسلمانوں اور اسلام دشمن قوتوں کے مابین کئی جنگیں ہوئیں جن میں مسلمانوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سربراہی میں حصہ لیا۔ ذیل میں ان جنگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جن میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حصہ لیا اور دادِ شجاعت وصول کی۔

غزوۂ بدر:

حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہجرت مدینہ کے دوسرے سال رمضان المبارک میں بدر کے مقام پر ہوا جسے تاریخ میں غزوۂ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بدر کا میدان مدینہ منورہ سے قریباً ۸۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس غزوہ میں ۳۱۳ مجاہدین جن میں ۶۰ مہاجرین اور باقی انصار شامل تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں میدانِ جنگ میں اترے۔ مشرکین مکہ ایک ہزار کی تعداد میں سامانِ جنگ سے لیس ابوجہل کی قیادت میں میدان

میں اترے۔ لشکر اسلام کے پاس جنگی ساز و سامان کی کمی تھی اور مجاہدین میں سب سے بڑا امتحان مہاجرین کا تھا جو اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ مقابلہ کرنے جا رہے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) سامانِ تجارت لے کر مدینہ منورہ کے نزدیک سے گزرے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ پر بات کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ پر بات کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی خاموش رہے۔ آخرکار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو انصار کے رئیس تھے وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیں تو ہم اپنے گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور مشورہ کیا اور پھر مجاہدین کے ہمراہ چلے یہاں تک کہ بدر کے میدان میں پڑاؤ ڈالا۔

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد صفحہ ۵۵)

میدانِ بدر پہنچنے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک ٹیلے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان بنایا جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے اور اسی جگہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے لشکر کو ہدایات جاری فرمائیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے مقام پر ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے لشکر کا جائزہ لیا تو ان کی تعداد ایک ہزار تھی اور وہ جنگی ساز و سامان سے لیس تھے جبکہ لشکر اسلام کی تعداد ۳۱۳ تھی اور ان کے پاس جنگی ساز و سامان کی بھی کمی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور یوں

دعا کی۔

''اے اللہ! تو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا اسے پورا فرما۔ اگر آج یہ مٹھی بھر مسلمان ختم ہو گئے تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دعا کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر پڑی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چادر کو اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر رکھا اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہی کافی ہے اللہ عزوجل اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔'' (صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد صفحہ ۳۰ تا ۳۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہترین حکمت عملی اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سمیت دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شجاعت نے جلد ہی مشرکین مکہ کے قدم اکھاڑ دیئے اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔ حق و باطل کے اس پہلے معرکہ میں فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی قیدیوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے کا حکم دیا۔

حق و باطل کی اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنائے گئے۔ کفار کا سردار اور دین اسلام کا بڑا دشمن ابوجہل بھی اس جنگ میں مارا گیا۔ غزوہ بدر میں چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے جنہیں میدان بدر میں ہی سپردِ خاک کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے اختتام پر کفار کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو کر ان کو پکارنا شروع کیا اور فرمایا۔

"کیا تم لوگوں نے اپنے رب کا وعدہ سچا نہیں پایا؟ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک اور سچ پایا ہے۔"

غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"اہل بدر میں شامل تمام حضرات سے اللہ عزوجل واقف ہے اور اللہ عزوجل نے انہیں بخش دیا اور آج کے بعد یہ جو بھی عمل کریں مگر جنت ان کے لئے واجب ہو چکی ہے۔"

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد صفحہ ۳۰ تا ۳۱)

جنگی قیدیوں کے متعلق فیصلہ:

غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کے ستر کے قریب افراد کو قیدی بنایا گیا جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحویل میں دے دیا اور ان میں سے کچھ کو بعد میں فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔

روایات میں آتا ہے جب قیدیوں کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیدیوں میں اکثر کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے ہے انہیں مناسب فدیہ لے کر آزاد کر دیا جائے تاکہ جو فدیہ ان سے حاصل ہو اس سے مسلمانوں کی حالت کو بہتر بنانے میں مدد ملے اور ہم اس فدیہ سے اپنے جنگی اخراجات کو بھی پورا کر سکیں۔"

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میری رائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی میری رائے میں ان سب کے سر قلم کر دیئے جائیں تاکہ مشرکین کو علم ہو سکے کہ ہمارے دلوں میں کفار کے لئے نرم گوشہ موجود نہیں۔ ہماری اس سختی کو دیکھ کر ان کی کمر ٹوٹ جائے گی۔''

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے ان دونوں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو خاموشی سے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد واپس آئے اور فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے بعض لوگوں کے دل بہت نرم کئے ہیں اور وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہے اور بعض کے دلوں کو سخت کیا ہے اور وہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اے اللہ! جو میری بات مان لے وہ میرے ساتھ ہے جو میرا انکار کرے تو اس کو بھی بخش دے اور تو ہی رحم فرمانے والا ہے۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! تیرا حق ہے اور یہ تیرے بندے ہیں چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو بخش دے اور تیرا قول غالب اور حکمت والا ہے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کی مثال نوح علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! روئے زمین پر کسی کافر کو باقی نہ رہنے دے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) کی مثال موسیٰ علیہ السلام کی

سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! ان کے مال تباہ و برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ دردناک عذاب دیکھے بغیر تجھے ماننے والے نہیں ہیں۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مشورہ اور فیصلے کو ترجیح دی اور متعدد قیدیوں کو مناسب فدیہ کے عوض رہا کر دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوئم صفحہ ۱۳۸)

مسند احمد میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر کے دن مجھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم میں سے ایک کی مدد جبرائیل علیہ السلام کرتے ہیں جبکہ دوسرے کی مدد میکائیل علیہ السلام کرتے ہیں۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴)

سب سے زیادہ بہادر کون؟:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا تمہاری نظر میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہماری نظر میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہادر ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے شیر خدا کا لقب عطا فرمایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں میرا مقابلہ ہمیشہ اپنے برابر کے لوگوں سے ہوا اور میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہادر شخص کسی کو نہیں دیکھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ بدر کے موقع پر حضور نبی کریم

ﷺ کے لئے جب سائبان بنایا گیا تو سوال اٹھا حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کا ذمہ کون اٹھائے گا اور مشرکین کو ان کے ناپاک ارادوں سے کون روکے گا؟ اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار نیام سے نکالے اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور کسی مشرک کو حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک نہ جانے دیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۵)

تم باطل کی نمائندگی کر رہے تھے:

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما جو کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمان نہ تھے اور مشرکین مکہ کے ہمراہ اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف تھے انہوں نے ایک مرتبہ اپنے والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ غزوۂ بدر کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ متعدد بار میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا باپ سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب بیٹے کی بات سنی تو فرمایا۔

> ''تم ایک مرتبہ بھی میری تلوار کی زد میں نہیں آئے اللہ عزوجل کی قسم! اگر تم میری تلوار کے نیچے آجاتے تو میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑتا کیونکہ اس وقت حق اور باطل کے درمیان معرکہ تھا اور اس وقت تم باطل کی نمائندگی کر رہے تھے۔''

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴)

غزوۂ احد:

غزوۂ بدر میں جو مشرکین مارے گئے تھے ان میں بیشتر کا تعلق قریش سے تھا اور وہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ ان میں وہ بھی تھے جنہوں

نے شب ہجرت حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ تیار کیا تھا۔ غزوۂ بدر میں شکست کے بعد قریش نے بدلہ لینے کی غرض سے کئی قبائل کو متحد کیا اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جنگ کے لئے انہوں نے چندہ جمع کیا۔ اس دوران قریش کا ایک قافلہ جو سامانِ تجارت فروخت کرنے کے بعد ایک کثیر منافع لے کر لوٹا تھا اس نے بھی اڑھائی لاکھ درہم فراہم کر دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے انہوں نے قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا دی۔

ربیع الاول ۳ھ میں حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر ہوا۔ احد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مشرکین کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تین ہزار کے نفوس پر مشتمل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے۔ ایک ہزار مجاہدین کے لشکر میں سے تین سو لوگ عبداللہ بن ابی سلول منافق کے ساتھی تھے جنہیں وہ راستہ سے واپس لے گیا اور یوں آپ ﷺ کے جانثاروں کی تعداد سات سو رہ گئی۔

حق و باطل کے درمیان جب جنگ شروع ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیراندازوں کے ایک دستہ کے ہمراہ احد پہاڑ کی پشت پر تعینات کر دیا تاکہ اگر دشمن پشت سے حملہ آور ہو تو وہ انہیں روک سکیں۔ ابتداء میں مجاہدین نے مشرکین کی کمر توڑ دی اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ لشکر اسلام میں کچھ مجاہدین ایسے بھی تھے جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے انہوں نے جب مشرکین کو میدانِ جنگ سے بھاگتے دیکھا تو

مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو لشکر احد پہاڑ کی پشت پر تعینات تھا اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان کی سربراہی میں مشرکین کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر پشت سے حملہ کر دیا جس میں ستر سے زیادہ مسلمان شہید ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محاصرہ کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع اپنی آخری سانس تک کرتے رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور افواہ پھیل گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوش و خروش میں کمی پیدا ہونا شروع ہو گئی اور پھر اس موقع پر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے انہوں نے مشرکین پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے اور انہیں ہندہ کے غلام حبشی نے شہید کر دیا۔

غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ بائیس کفار جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرنے والے سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانثاری کا ثبوت دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر و بیشتر احد پہاڑ پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔

"یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہمیں محبت ہے اور اسے بھی ہم سے محبت ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ شہداء کی قبور پر بھی تشریف لے جاتے اور فرماتے۔

"تم پر سلام ہو تمہارے حوصلہ اور صبر کی وجہ سے تمہیں آخرت میں بہترین انعام ملا ہے۔"

اللہ عزوجل نے سورۃ آل عمران میں غزوۂ احد کے متعلق فرمایا۔

وَمَا اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

"اور جو نقصان تمہیں اس لڑائی کے دن پہنچا وہ اللہ کے حکم سے تھا اور وہ اس لئے تھا تاکہ دیکھے کہ تم میں سے کون ایمان والا ہے اور کون منافق ہے۔"

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۷۳ تا ۱۸۰، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۶۲)

روایات میں آتا ہے غزوۂ احد کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی پر ایک کڑی پیوست ہوگئی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کڑی کو اپنے دانتوں سے نکالنے کے لئے جھکے تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو قسم دے کر فرمایا آپ رضی اللہ عنہ یہ کڑی انہیں نکالنے دیں چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے وہ کڑی اپنے دانتوں سے پکڑ کر نہایت نرمی سے نکالنا شروع کی اور جب وہ کڑی حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی سے نکل آئی تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے سارے دانت گر گئے۔

غزوۂ احد کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی غلط ہے یہ جنگ بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ختم ہوئی کیونکہ اس جنگ میں دونوں فریقوں کا نقصان ہوا اور کوئی ایک فریق دوسرے پر حاوی نہ ہوسکا۔ مشرکین ایک مرتبہ پھر

حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کے اپنے ناپاک منصوبہ میں ناکام رہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کے آگے بے بس نظر آئے۔

غزوہ خندق:

مدینہ منورہ اور اس کے نواح میں رہنے والے یہودی قبائل کو حضور نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا پھر آپ ﷺ جب مدینہ منورہ آئے اور مدینہ منورہ میں دین اسلام کی ترقی و ترویج کا آغاز ہوا تو ان یہودی قبائل کے ساتھ آپ ﷺ نے معاہدے کئے اور ان معاہدوں کے مطابق یہودی قبائل، مشرکین مکہ کا ساتھ نہیں دیں گے اور اگر انہیں کوئی خطرہ لاحق ہوگا تو مسلمان ان کا ساتھ دیں گے۔ یہودی قبائل ان معاہدوں کے باوجود دل میں بغض رکھتے تھے اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ یہودی قبائل نے مشرکین مکہ بالخصوص قریش کے ساتھ اپنے روابط گہرے کر لئے تھے۔ آپ ﷺ کو جب یہودیوں کی ان سازشوں کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے ان یہودی قبائل کو مدینہ منورہ سے نکال دیا۔

ذیقعدہ ۵ ھ کو اسلام دشمن قوتیں چوبیس ہزار کے لشکر کی صورت میں مدینہ منورہ کی جانب جنگی ساز و سامان سے لیس ہو کر حملہ آور ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک لشکر تشکیل دیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے مدینہ منورہ کے گرد ایک خندق کی کھدائی شروع کی جس کی لمبائی قریباً ساڑھے تین میل اور چوڑائی قریباً پانچ گز تھی۔ اس خندق کی گہرائی پانچ گز تھی اور اس خندق سے نکلنے والی مٹی اور پتھروں کو خندق کے کنارے اس طرح لگا دیا کہ اس نے ایک مورچہ کی شکل اختیار کر لی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے خندق کی کھدائی کے لئے دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ٹولیاں بنائیں اور خود بھی خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی خندق کی کھدائی میں شامل تھے۔

دشمنانِ اسلام کا لشکر جب مدینہ منورہ کی سرحد پر پہنچا تو شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کرلیا اور تیراندازی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواباً تیر چلائے۔ کم وبیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دیئے اور مشرکین جو خود کئی روز کے اس محاصرے سے تنگ آ چکے تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی تھیں میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے غزوۂ خندق کے متعلق سورۃ الاحزاب میں یوں ارشاد فرمایا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے احسان کو جب تم پر فوجیں ٹوٹ پڑی تو ہم نے تیز آندھی بھیجی اور ایسی فوج جس کو تم دیکھ نہیں سکتے اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم اس وقت کر رہے تھے۔''

غزوۂ خندق میں محاصرہ کے دوران مسلمانوں نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا

انہیں اکثر و بیشتر تین تین دن بعد کھانا میسر آتا تھا مگر انہوں نے اللہ عزوجل کی جانب سے اس آزمائش میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ خود فاقہ سے رہا کرتے تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی دیگر مسلمانوں کی طرح کئی کئی روز فاقہ سے رہے مگر کبھی شکوہ زبان پر نہ لائے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵)

واقعہ افک پر رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے منتظر:

شعبان ۵ ھ میں واقعہ افک پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ غزوہ بنی مصطلق کے لئے روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ تھی۔ اس سفر میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر مدینہ منورہ سے کچھ دور رات کے وقت یہ قافلہ قیام پذیر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے قافلہ سے قدرے فاصلہ پر چلی گئیں۔

روایات میں آتا ہے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ہار تھا جو آپ رضی اللہ عنہا کے گلے میں تھا۔ دورانِ رفع حاجت وہ ہار وہیں کہیں گر گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس ہار کی تلاش شروع کر دی۔ اس دوران قافلہ نے روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں اور ساربانوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی ڈولی یہ سمجھ کر دوبارہ اونٹ پر رکھ دی کہ آپ رضی اللہ عنہا اس میں موجود ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا اس ہار کو ڈھونڈنے کے بعد واپس پہنچیں تو قافلہ وہاں سے کوچ کر چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا پریشان ہو گئیں اور اس دوران آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے پردے کا بھی ہوش نہ رہا۔ پھر وہاں سے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو قافلہ کے پیچھے تھے تاکہ

اگر کسی کا کوئی سامان رہ جائے تو اسے اٹھا سکیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے ہی انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفوان بن معقل رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو فوراً اپنی چادر سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوان بن معقل رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ آپ رضی اللہ عنہا کے قریب لا کر بٹھا دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہا سوار ہو گئیں اور انہوں نے اونٹ کی مہار تھام لی۔ جب حضرت صفوان بن معقل رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہا کو لے کر لشکر اسلامی سے جا ملے تو ساربانوں کو خبر ہوئی ڈولی میں آپ رضی اللہ عنہا موجود نہیں ہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قافلے سے بچھڑ جانا معمولی واقع تھا مگر منافقین نے اس واقعہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا شروع کر دیا۔ منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی منافق اور دیگر منافق کہنے لگ گئے کہ نعوذ باللہ آپ رضی اللہ عنہا اب پاکدامن نہیں رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب ان کے الزامات سنے تو شدید بیمار ہو گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان الزامات کی وجہ سے قدرے پریشان تھے جس کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ رضی اللہ عنہا کی پہلے جیسی تیمارداری نہ کر سکے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے والدین کے گھر آ گئیں جہاں ایک ماہ تک آپ رضی اللہ عنہا بستر پر بیمار پڑی رہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی باتیں سن رہے تھے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ عزوجل کے کلام کا انتظار تھا۔

مورخین لکھتے ہیں ایک ماہ کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کا کلام سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ جاری ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا اور پھر اللہ عزوجل کا فرمان لوگوں کو سنایا جس میں اللہ عزوجل نے ام المومنین

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی گواہی دی اور تہمت لگانے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡکِ عُصۡبَۃٌ مِّنۡکُمۡ لَا تَحۡسَبُوۡہُ شَرًّا لَّکُمۡ بَلۡ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ لِکُلِّ امۡرِیٴٍ مِّنۡہُمۡ مَّا اکۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ وَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡہُمۡ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ

''جن لوگوں نے یہ تہمت لگائی وہ تم میں سے ہی ایک گروہ ہے اس تہمت کو تم اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ اس میں تمہارے لئے خیر ہے اس میں ہر اس شخص کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں سے جو اپنے بڑے گناہ کا مرتکب ہوا اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے تمہاری پاک دامنی کی گواہی دی ہے اور تم پر تہمت لگانے والے عنقریب ذلیل وخوار ہوں گے میں صرف اللہ عزوجل کی گواہی کا انتظار کر رہا تھا۔''

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۳۰۰۔ البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۱۳۲۔ تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۱ تا ۲۴۴۔ سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک عزیز حضرت مسطح رضی اللہ عنہ نے بھی منافقین کی باتیں سن کر اس بات پر یقین کر لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی مالی مدد کیا

کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی قسم کھالی اور فرمایا کہ اب میں مسطح (رضی اللہ عنہ) پر کبھی خرچ نہ کروں گا۔ اللہ عزوجل نے اس موقع پر سورۂ نور کی آیت ذیل نازل فرمائی۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

''تم میں سے فضل اور وسعت والے لوگوں کو رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کی مدد میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے اور انہیں معاف کر دینا چاہئے اور درگزر کر دینا چاہئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔''

مؤرخین لکھتے ہیں واقعہ افک کے پیش آنے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی اس بات کا شدید غم تھا کہ ان کی پاکباز بیٹی پر تہمت لگائی گئی ہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کبھی زبان پر شکوہ نہ لائے سوائے ایک مرتبہ یہ کہا کہ اللہ عزوجل کی قسم! ایسی بات کبھی ہمارے بارے میں زمانہ جاہلیت میں بھی نہیں کی گئی چنانچہ جب اللہ عزوجل کی جانب سے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکبازی کی گواہی دی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر سجدہ میں جھکا دیا کہ اللہ عزوجل نے ان کے خاندان کی عزت کی گواہی دی۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۰۶)

بیعت رضوان کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

یکم ذیقعد ۶ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ حج بیت اللہ اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ مکرمہ میں حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا جس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ قریش مزاحمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم کعبہ کی زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں اور ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے چلیں اگر کسی نے مزاحمت کی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا مشرکین مکہ کے عزائم خطرناک ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔

روایات میں آتا ہے یکم ذی الحجہ ۶ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے اور آپ ﷺ کا ارادہ عمرہ کرنے کا تھا۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے جو حدیبیہ کے مقام پر جا کر بیٹھ گئی۔ حدیبیہ گاؤں مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہے۔ آپ ﷺ نے جب دیکھا اونٹنی اس مقام سے آگے بڑھنے میں انکاری ہے تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہاں قیام کرنے کا حکم دیا۔

حدیبیہ میں قیام کے دوران حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ

مشرکین مکہ نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد کا غلط مطلب نکالا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ ان سے جنگ کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ سرداران قریش کو جا کر قائل کریں ہم صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو ان کی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی جن کے ہمراہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ان کے گھر چلے گئے۔

روایات میں آتا ہے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ابان بن سعید بن العاص کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) اور دیگر معززین مکہ کو پہنچایا۔ اس پیغام کے جواب میں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

> ''ہم تمہیں طواف کعبہ کی اجازت دیتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر لشکر اسلام کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ''میں اس وقت تک طواف کعبہ نہ کروں گا جب تک حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خانہ کعبہ کا طواف نہ کر لیں گے۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد معززین مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا جس کے بعد لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی

خبر ملی تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بات پر بیعت کی۔

''جب تک ہم سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔''

اس بیعت میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

''اے پیغمبر! جو تم سے بیعت کر رہے تھے وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اس کا وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس نے اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ عنقریب اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔''

جب معززین مکہ کو اس بیعت کی خبر ہوئی تو وہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی صلح کے لئے ایک وفد سہیل بن عمرو کی قیادت میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ سہیل بن عمرو نے آپ ﷺ سے بات چیت شروع کی اور جب مذاکرات کامیاب ہو گئے تو آپ ﷺ نے حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اس معاہدہ کو یا تو حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے یا پھر سیدنا عثمان ابن

عفان رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم رحمن کو نہیں جانتے اس لئے تم لکھو بسمک۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لکھو۔

باسم اللھم

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق لکھ دیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لکھو۔

ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ ﷺ

سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپ ﷺ کو رسول نہیں مانتے اس لئے یہاں محمد بن عبداللہ (ﷺ) لکھا جائے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا میں ایسا نہیں کرسکتا۔ آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر خود رسول اللہ کے لفظ مٹا دیئے اور ان کی جگہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) لکھ دیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"میں محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں اور محمد بن عبداللہ (ﷺ) بھی ہوں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے نبی نہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"بے شک ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"پھر آپ دین کے معاملے میں ہم پر یہ ذلت کیوں گوارا کی؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا وہ میری مدد ضرور فرمائے گا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا میں نے کہا تھا کہ ہم اس سال طواف کریں گے؟"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"انشاء اللہ تم ضرور بیت اللہ شریف کا طواف کرو گے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گیا اور ان سے وہی سوال پوچھے جو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! یاد رکھو! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے تم بھی ان کا دامن پکڑے رکھو اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں۔"

معاہدہ حدیبیہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بطورِ گواہ دستخط کیے۔ اس معاہدے کے بعد مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی آمدورفت میں آسانی ہوگئی اور فتح مکہ تک بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ معاہدہ حدیبیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی سوچ کا عکاس ہے اس معاہدہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ کی جانب سے اس بات پر اطمینان ہوگیا کہ اب وہ جنگ کے لئے نہیں نکلیں گے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۶ تا ۲۵۶، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۵۴ تا ۲۶۷)

روایات میں آتا ہے صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین مکہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر بنا کر بھیجا اور عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے آدمی اس لئے جمع کئے اور ان کو اس لئے لے کر آئے کہ ان کے ذریعے ہمیں نقصان پہنچائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جان لیں قریش اپنی عورتوں اور بچوں کو لے کر باہر نکل آئے ہیں اور وہ چیتے کی کھالوں میں ملبوس ہیں اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ بزورِ طاقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں ہرگز داخل نہ ہونے دیں گے اور اگر کل لڑائی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ساتھی

آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تشریف فرما تھے انہوں نے عروہ بن ثقفی سے کہا۔

''تو کیا سمجھتا ہے کہ ہم انہیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ جائیں گے۔''

عروہ بولا یہ کون ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ عروہ بولا اللہ کی قسم! اگر مجھ پر آپ رضی اللہ عنہ کا احسان نہ ہوتا تو میں آپ رضی اللہ عنہ کی سخت کلامی کا جواب دیتا۔ پھر عروہ عربوں کے رواج کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک پکڑ پکڑ کر باتیں کرنے لگا۔

اس دوران حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو زرہ پہنے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کھڑے تھے انہوں نے کہا اے عروہ! تیرا برا ہو تو بڑا سخت مزاج ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور عروہ بن مسعود ثقفی کے مابین ہونے والی گفتگو سنی تو تبسم فرمایا۔

غزوۂ خیبر میں شمولیت:

محرم الحرام ۷ھ میں خیبر کا معرکہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے نکالے گئے تمام یہودی قبائل خیبر کے مقام پر آباد ہوئے اور انہوں نے وہاں بلند و بالا قلعے بھی تعمیر کئے۔ غزوۂ خندق میں قریش کے ساتھ ان کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور اپنے سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خیبر روانہ ہوئے۔ ان جانثاروں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جنہوں نے خیبر کے تمام قلعوں پر کامیابی سے قبضہ کیا اور یہودیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر

دیا۔ خیبر کے یہودیوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی اور آئندہ کے لئے عہد کیا کہ وہ مسلمانوں سے جنگ نہیں کریں گے۔

روایات میں آتا ہے غزوۂ خیبر میں یہودیوں سے حاصل ہونے والے مالِ غنیمت میں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں بھی سو وسق آئے۔

بنی فرازہ کی سرکوبی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان ۷ھ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بنی فرازہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بنی فرازہ کا محاصرہ کیا اور ان کے کچھ افراد کو قتل اور کچھ کو گرفتار کر لیا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بنی فرازہ پر حملہ کے لئے روانہ کیا۔ میں اس لشکر کے ہمراہ تھا۔ ہم نے صبح کی نماز پڑھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں حملے کا حکم دیا۔ ہم نے حملہ کیا اور ان کے کئی افراد کو قتل اور کئی کو قیدی بنا لیا۔ پھر جب ہم مدینہ منورہ واپس لوٹے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے پاس موجود مسلمان قیدیوں سے ان قیدیوں کا تبادلہ کر لیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۱۷۶)

حق آگیا باطل مٹ گیا:

۸ھ میں مشرکین مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنو بکر کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ کو شدید نقصان پہنچایا اور انہوں نے معاہدہ حدیبیہ کی سخت خلاف ورزی کی تھی چنانچہ رمضان المبارک ۸ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی

جانب پیش قدمی سے قبل مشرکین مکہ کے سامنے تین شرائط رکھیں

۱۔ مشرکین مکہ بنوخزاعہ کے مقتولین کا خون بہا ادا کریں۔

۲۔ مشرکین مکہ بنو بکر کی ہر قسم کی سیاسی وسماجی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ اگر معززین مکہ کو پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو وہ یہ اعلان کریں معاہدہ حدیبیہ ختم ہو چکا ہے۔

مشرکین مکہ نے اس وقت غرور میں یہ کہہ دیا ہم معاہدہ حدیبیہ ختم کرتے ہیں مگر بعد میں وہ پچھتائے کہ وہ سنگین غلطی کر چکے ہیں۔ حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے معززین مکہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ مسلمان طاقت میں ہم سے بڑھ کر ہیں اور ہم ان سے دشمنی مول نہیں لے سکتے مگر معززین مکہ نے حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی باتوں کو نظر انداز کر دیا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے صلح کی کوششیں اور امن معاہدہ کو برقرار رکھنے کے لئے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا اور مدینہ منورہ آنے کے بعد اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اس بستر پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور فرمایا۔

"یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے۔"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جس پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہاں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے بھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے پاس بھی گئے لیکن انہوں نے بھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی حکم نامے بھیج دیئے۔ کسی بھی صحابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھنے کی جرأت نہ کی کہ وہ کس سے جنگ کی تیاری کا حکم دے رہے ہیں یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے راز دان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کس سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟

منقول ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہتھیار نکال رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ جنگ کی تیاریاں انتہائی خاموشی کے ساتھ جاری رہیں حتیٰ کہ ۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔

لشکر اسلام جب مقام جحفہ پہنچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ مقام جحفہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حضور نبی

کریم ﷺ کے لشکر میں شامل ہوئے۔ مشرکین مکہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے تحقیق کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کا جائزہ لیا تو وہ عظیم والشان لشکر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر مشرکین مکہ سے کہا۔

''ابھی بھی وقت ہے وہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگ لیں تاکہ صلح ہو جائے اور خطرہ ٹل جائے۔''

مشرکین مکہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا۔

''جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر داخل ہو جائے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ قصویٰ وہی اونٹنی تھی جو ہجرت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خریدی تھی اور اسی اونٹنی پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے غزوات میں شرکت فرمائی اور آج دین اسلام کی سب سے بڑی فتح مکہ مکرمہ کے وقت بھی آپ ﷺ اسی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور پیچھے دس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر عظیم تھا۔

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۲۲۵ تا ۲۳۳، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۶۲ تا ۲۷۰)

والد کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا:

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اپنے والد کے پاس گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ جب حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے حامی بھرلی تو ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی میرے والد بزرگوار کو کلمہ پڑھائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم انہیں گھر میں ہی رہنے دیتے اور مجھے ان کے پاس لے جاتے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اٹھ کر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو سینہ سے لگایا اور کلمہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ (اسد الغابہ جلد ششم صفحہ ۵۱۴)

فتح مکہ کے موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایک اور اعزاز حاصل ہوا اور وہ اعزاز یہ تھا آپ رضی اللہ عنہ کی چار نسلوں کو صحابی رسول ﷺ ہوئیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کا نظم ونسق حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائتے ہوئے انہیں مکہ مکرمہ کا گورنر نامزد کیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے نومسلموں کی تربیت کے لئے مقرر فرمایا کہ وہ نومسلموں کو احکام دین سکھائیں۔

حنین میں ثابت قدم رہنے کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں مکہ مکرمہ کے نواح میں بنوہوازن اور بنوثقیف دو قبائل آباد تھے اور یہ دونوں قبائل جنگجو تھے۔ یہ دونوں قبائل بھی اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے اور اہل مکہ سے بھی شدید نفرت کرتے تھے۔ عام الفیل کے واقعہ میں جب ابرہہ

نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی اور خانہ کعبہ کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا تو بنوثقیف کے ایک شخص نے ابرہہ کے لشکر کی رہنمائی کی تھی۔ فتح مکہ سے بیشتر یہ دونوں قبائل مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع عرب بدوؤں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کر رہے تھے۔ پھر بنوہوازن اور بنوثقیف کو خبر ہوئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور مکہ مکرمہ بغیر کسی جنگ کے فتح ہو گیا ہے تو انہوں نے اس خیال سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں کہ اگر وہ اس موقع پر مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دیں تو پھر عرب پر ان کا قبضہ ہو گا اور مکہ مکرمہ کی وادیاں ان کے زیر اثر ہوں گی اور وہ طائف کے باغات کے مالک ہوں گے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ بنوہوازن اور بنوثقیف کے چار ہزار افراد کا لشکر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔

لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی جس میں زیادہ تر نومسلم اور ناتجربہ کار تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا مگر مال غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ساتھ ہو لئے تھے۔ ان تمام کمزوریوں کے باوجود لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ بنوہوازن اور بنوثقیف کی تعداد چار ہزار تھی۔ لشکر اسلام کی اس کثرت کو دیکھ کر نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے یہ الفاظ نکل پڑے۔

''آج ہمیں کون شکست دے گا اور ہم پر کون غلبہ پائے گا؟''

اللہ عزوجل کو ایسے الفاظ پسند نہ تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ توبہ میں

اس بات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"بے شک اللہ پہلے بھی میدانِ جنگ میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور اب حنین کے موقع پر بھی جب تم اپنی کثرت پر فخر کر رہے تھے اور وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے پھر اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور ایسی فوج بھیجی جو تم نے نہیں دیکھی۔"

بنو ہوازن تیر اندازی کے ماہر تھے انہوں نے لشکرِ اسلام پر تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی لشکر اسلام میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ تمام نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ میدانِ جنگ سے فرار ہونے والوں میں دو ہزار افراد کا وہ گروہ بھی شامل تھا جو صرف مالِ غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ہمراہ آیا تھا۔ اب میدانِ جنگ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ ان جانثاروں میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی۔ غزوۂ حنین میں فتح لشکر اسلام کا مقدر ہوئی اور اس معرکہ میں چھ مسلمان شہید ہوئے جبکہ بنو ہوازن کے اکہتر افراد مارے گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم وادیٔ حنین کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو پہلے سے ہی وادی کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھر گئے کہ کبھی واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا۔

''تم کہاں بھاگتے ہو میری جانب بڑھو کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرا نام محمد ﷺ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی پکار کا کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی میدانِ جنگ سے بھاگ رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ ﷺ کے خاندان کے افراد کے علاوہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان کے افراد میں سے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا عباس، حضرت سیدنا فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم تھے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''عباس (رضی اللہ عنہ)! تم انصار کو پکارو اور بیعت رضوان والوں کو پکارو۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق پکارا اور جو لوگ میدانِ جنگ سے بھاگ رہے تھے وہ واپس پلٹنے لگے اور لبیک لبیک کہنے لگے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۱۵ تا ۳۲۱۔ سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۸۸ تا ۲۹۳)

غزوہ طائف:

۸ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ حنین سے واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے لشکر اسلام کو حکم دیا وہ طائف کا محاصرہ کرلیں چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر لشکر اسلام نے طائف کا محاصرہ کرلیا جو کئی دن تک جاری رہا مگر اس عرصہ میں لشکر اسلام کو کوئی قابل ذکر کامیابی نہ ملی بلکہ کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے طائف کے محاصرہ کے دوران ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کے سامنے رکھا ہے اور آپ ﷺ نے جیسے ہی دودھ نوش فرمانا چاہا ایک مرغ آیا اور اس نے چونچ مار کر وہ پیالہ الٹا دیا۔ آپ ﷺ نے اس خواب کا ذکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تعبیر الرویاء کے ماہر تھے انہوں نے فرمایا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے طائف کی فتح نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم درست کہتے ہو اور میں نے بھی اس خواب کی یہی تعبیر نکالی ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ کو طائف کی فتح نصیب ہو تو بادیہ بنت غیلان کا زیور مجھے عطا فرمائیے گا کیونکہ بنوثقیف میں کسی اور عورت کے پاس اتنا زیور نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے خولہ (رضی اللہ عنہا)! مجھے ابھی بنوثقیف کے متعلق کچھ حکم نہیں ہوا۔"

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو محاصرہ ختم کرنے کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے خولہ رضی اللہ عنہا کی نسبت فلاں بات کا علم ہوا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں! ایسا ہی ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

نے عرض کیا۔

"اگر حکم ہو تو میں لشکر کے کوچ کرنے کا اعلان کروں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لشکر کے کوچ کرنے کا اعلان کیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۴)

غزوہ تبوک:

رجب المرجب ۹ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیس ہزار مجاہدین کے لشکر کے ہمراہ شام اور مصر کے عیسائی رومیوں سے مقابلے کے لئے سفر کی تیاریاں شروع کیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کا فیصلہ نامساعد حالات کے باوجود اللہ عزوجل کے بھروسہ پر کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے لئے چالیس ہزار درہم فراہم کئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا جبکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کا علم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو اس میں دس ہزار پاپیادہ اور بیس

ہزار پیدل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا اور جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ سامان کی کمی کی وجہ سے اکثر جگہوں پر درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔

روایات میں آتا ہے ۹ھ میں غزوہ تبوک کا واقعہ پیش آیا۔ حضو نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ ملک شام کے رومی مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ بھی تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور تبوک کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا حضور نبی کریم ﷺ کو جو اطلاع دی گئی تھی وہ غلط تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! رومی بادشاہ کے پاس بے شمار فوج ہے اور سامانِ جنگ بھی بے شمار ہے اس لئے ہمیں یہ مہم آئندہ دنوں کے لئے رکھ دینی چاہئے۔''

حضور نبی کریم ﷺ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر لشکر اسلام کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

لشکر اسلام جب عرب اور شام کی سرحد پر واقع تبوک کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس دوران راستہ میں موجود بے شمار علاقے اسلامی مملکت کا حصہ بنے۔ قیصر روم نے شام کی سرحد سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسلامی لشکر بیس روز تک تبوک کے مقام پر قیام پذیر رہا۔

تبوک سے واپسی کے بعد جزیرۂ عرب کے دور دراز علاقوں سے بے شمار وفود حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور لوگ جوق در جوق

دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ نصر اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝

''پس اللہ کی مدد آن پہنچی اور فتح نصیب ہوئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہوئے۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۰۶ تا ۴۱۱)

امیر حج مقرر کیا جانا

غزوہ تبوک سے واپسی پر حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرماتے ہوئے تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ حج کی غرض سے بھیجا اور یہ بعثت نبوی ﷺ کے بعد پہلا باقاعدہ حج تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اس حج میں حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے امیر مقرر کئے گئے تھے جو اس بات کی دلیل ہے آپ رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی کریم ﷺ کے بعد منصب امارت کے حقدار تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ امیر حج بنائے جانے سے قبل بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کئی اہم ذمہ داریاں سونپتے رہے تھے اور اب آپ رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر حج کے تمام فرائض ادا کئے اور اپنے ساتھیوں کے کھانے پینے اور سونے کا برابر انتظام کرتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء کو اس طریقے سے منظم کیا کہ دشمنانِ اسلام یہی سمجھتے رہیں مسلمان تعداد میں ان کی توقع سے بہت زیادہ ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز کے لئے پکارا۔ اس دوران ہم نے اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''یہ حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی قصویٰ کی آواز ہے اور شاید حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہوں۔ اگر آپ ﷺ خود ہوں گے تو ہم آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کلام جاری تھا اس دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

''علی (رضی اللہ عنہ)! کیسے آئے ہو کیا قاصد بن کر آئے ہو یا قائد بن کر؟''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''میں قائد نہیں قاصد بن کر آیا ہوں اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے سورۃ توبہ دے کر بھیجا ہے کہ میں یہ حج کے دن لوگوں کو سناؤں۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے اور خانہ کعبہ کا طواف کر چکے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں مناسک حج کی تعلیم دی۔ اس کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کی تلاوت فرمائی اور اعلان کیا اب کوئی بھی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہوگا، کوئی شخص برہنہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر عرفہ کے دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حج کا خطبہ دیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کی ایک مرتبہ پھر تلاوت فرمائی۔ پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

لوگوں کو قربانی کا حکم دیا تو قربانی کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پھر سورۂ توبہ کی تلاوت کی اور پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سعی کا طریقہ بتایا اور سعی کرنے کا حکم دیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سعی کے بعد پھر سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی۔ یوں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق چار مرتبہ سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا جبکہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نقیب اسلام مقرر فرمایا اور حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کو معلم بنایا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی جانب سے قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی دیئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۴۴ تا ۳۴۹۔ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۴)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال

مؤرخین لکھتے ہیں ۱۰ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب حج بیت اللہ کی غرض سے عازم سفر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روانگی کی خبر آناً فاناً گردونواح میں پھیل گئی اور پھر لوگوں کے قافلے جوق در جوق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے سے ملنے لگے اور یوں جب یہ قافلہ حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ مکرمہ پہنچا تو روایات کے مطابق اس قافلے میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد موجود تھے۔

حجۃ الوداع میں شمولیت:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے نکلیں اور جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں قیام کا حکم دیا۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ گئیں جبکہ میں اپنے والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور والد بزرگوار کے کھانے پینے کا سامان ایک ہی اونٹ پر تھا اور وہ اونٹ والد بزرگوار کے غلام کے پاس تھا۔ مقام عرج پر پہنچنے کے بعد ہم اس غلام کا انتظار کرنے لگے۔ جب وہ غلام آیا تو اس کے ساتھ اونٹ نہ تھا۔ والد

بزرگوار نے اس سے اونٹ کے متعلق دریافت کیا اور کہا ایک ہی اونٹ تھا تو نے اسے گم کر دیا۔ پھر والد بزرگوار نے اس غلام کو مارنا شروع کر دیا اور آپ ﷺ اس دوران تبسم فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے اس محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے؟

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۵۴)

حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے وصال کی خبر دینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سورۃ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا اور ان سے فرمایا مجھے اللہ عزوجل نے میرے وصال کی خبر دی ہے۔ آپ ﷺ کی بات سن کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹی تم یوں نہ روؤ اور تم میرے اہل وعیال میں پہلی فرد ہو گی جو مجھ سے آن ملے گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جب آپ ﷺ کی بات سنی تو مسکرا دیں۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے انہیں بتانے سے انکار کر دیا۔ پھر جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن موقع پا کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے پھر دریافت کیا کہ وہ اس دن پہلے روئی تھیں اور پھر مسکرائی تھیں اس کی کیا وجہ تھی؟ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا اس دن آپ ﷺ نے مجھے اپنے وصال کی خبر دی تھی جسے سن کر میں رو پڑی تھی اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے اہل وعیال میں پہلی فرد ہو گی جو مجھ سے آن ملے گی اور میں آپ ﷺ کی یہ بات سن کر مسکرا دی تھی۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی ﷺ حدیث ۱۵۵۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کسی نے کہا انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں رو رہے ہیں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہم آپ ﷺ کے وصال کے خوف سے روتے ہیں۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی جس کے دونوں پلو کندھوں پر تھے۔ آپ ﷺ نے سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی تھی آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

''لوگ تعداد میں بڑھ جائیں گے اور انصار کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ انصار کھانے میں نمک کی مقدار برابر رہ جائیں گے جو لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا والی ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے نیک لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے گنہگاروں سے درگزر فرمائے۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۴)

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کا ایک بندہ ایسا ہے جسے اللہ عزوجل نے اختیار دیا چاہے دنیاوی دولت حاصل کرے چاہے اللہ عزوجل کے پاس رہنا پسند کرے اور پھر اس نے اللہ عزوجل کے پاس رہنا پسند کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی بات سنی تو رو پڑے اور جان گئے آپ ﷺ کے وصال کا وقت آن پہنچا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا ہمارے ماں باپ حضور نبی کریم ﷺ پر قربان ہوں اس بندے سے مراد خود حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر ابوبکر

(رضی اللہ عنہ) نے احسان کئے اور وہ احسان مال کا بھی تھا اور صحبت کا بھی تھا اور اگر میں اللہ عزوجل کے سوا کسی کو اپنا دوست بناتا تو یقیناً ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا اور اب خلت نہیں مگر اسلامی اخوت قائم ہے اور مسجد میں تمام دروازے بند کر دو ماسوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے۔

(صحیح مسلم جلد ششم کتاب فضائل صفحہ ۸۲، صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۵۴)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو فرمایا کہ مجھے اس کھانے کی تکلیف آج محسوس ہوئی جو میں نے خیبر کے دن کھایا تھا اور اس کے زہر کے اثر سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۵۴۹)

۲۸ صفر المظفر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لئے کہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز نہ سن سکیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا عنقریب میں تم سے جدا ہونے والا ہوں اور اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہے تو وہ اپنا حق لے لے اور جان و مال یا سامان جیسے چاہے قصاص لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے تین درہم دینے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سنی تو فرمایا میں کسی کا انکار نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو قسم دیتا ہوں مگر یہ تین درہم میں نے تم سے کب لئے تھے؟ اس شخص نے عرض کیا ایک دن ایک فقیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اسے تین درہم دے دو اور میں نے اسے تین درہم دے دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فضل رضی اللہ عنہ! اسے تین درہم دے دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جس کسی پر حق ہو اسے چاہئے کہ وہ آج اپنی گردن اتار دے اور یہ خیال نہ کرے کہ میں رسوائی سے خوفزدہ ہوں گا، یاد رکھو کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا میں نے مالِ غنیمت میں تین درہم خیانت کی تھی جو میری گردن پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے مالِ غنیمت میں خیانت کیوں کی؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس وقت ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کی جانب سے وہ تین درہم ادا کر دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پھر فرمایا اے لوگو! کسی میں کوئی صفت ایسی ہو جسے وہ جانتا ہو اسے چاہئے کہ وہ کھڑا ہو تا کہ میں اس کے حق میں دعا کروں۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کذاب ہوں، فحش گو ہوں اور میں بہت دیر تک سوتا رہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں دعا فرمائی اے اللہ! اسے سچائی نصیب فرما اور اس کی نیند کو اس سے دور کر دے جبکہ یہ بیداری کی خواہش رکھتا ہو۔ پھر ایک اور شخص

کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں جھوٹا اور منافق ہوں اور کوئی برائی ایسی نہیں جو مجھ میں نہ پائی جاتی ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی بات سن کر کہا اے شخص! تو خود کو رسوا کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کے لئے راست گوئی اور کامل ایمان اور دل کے کینہ کو دور کرنے کی دعا فرمائی۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کچھ ایسی بات کہی جسے سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ) میرے ساتھ ہے اور میں عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہوں اور حق عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہے خواہ عمر (رضی اللہ عنہ) جس جانب مرضی ہوں۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۵)

حضور نبی کریم ﷺ کی وصیتیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کی خبر ایک روز قبل دی۔ ہم ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں جمع ہوئے آپ ﷺ نے ہماری جانب دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تم لوگوں کو زندہ رکھے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔ اللہ تم کو اپنی پناہ میں لے اور تمہاری مدد کرے اور تمہیں بلندی عطا فرمائے۔ اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے رزق کشادہ کرے۔ اللہ تمہیں توفیق دے اور تمہیں صحیح سالم رکھے۔ میں

تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ کے
سپرد کرتا ہوں اور اسے تم پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں جو تمہیں کھلا
ڈرانے والا ہو تاکہ تم اللہ کے بندوں اور اللہ کے شہروں کے
بارے میں اللہ پر زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ نے تمہارے اور
میرے متعلق فرمایا ہے کہ یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے
لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد
پھیلاتے ہیں اور پرہیزگاروں کے لئے بہترین اجر ہے اور کیا
تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ نہیں ہے۔ موت نزدیک ہے
اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور
جنت الماویٰ کی جانب اور پورے پیالہ کی جانب اور رفیق
اعلیٰ کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو غسل کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''میرے اہل میں سے نزدیکی شخص۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''میرے انہی کپڑوں سے یا یمنی چادروں میں سے یا مصر کے
سفید کپڑے میں سے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ اور یہ کہہ کر ہم سب رو پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے اور تم لوگ جب میرے

غسل سے فارغ ہو چکو تو مجھے میری چار پائی پر میرے گھر میں میری قبر کے پاس رکھنا اور تھوڑی دیر کے لئے گھر سے باہر چلے جانا اس لئے کہ سب سے پہلی میری نمازِ جنازہ جبرائیل علیہ السلام پڑھیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت مع اپنے لشکر کے اس کے بعد تمام ملائکہ اور اللہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور پھر تم جماعت در جماعت داخل ہونا اور مجھ پر درود وسلام پڑھنا اور کسی رونے والی سے مجھے کوئی تکلیف نہ دینا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر مبارک میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے گھر کے لوگ مع ملائکہ کے اور ملائکہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے اور تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔"

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۹۸)

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت اپنے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو مختلف وصیتیں فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! فلاں کے چند درہم میرے ذمہ واجب ہیں جو میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے لئے ادھار لئے تھے تم انہیں ادا کر دینا۔

اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم آج کے بعد مجھ سے حوضِ کوثر پر ملو گے۔ میرے بعد تم پر بے شمار مصیبتیں نازل ہوں گی تم ان

مصائب کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا اور جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا
کو اختیار کرنا پسند کرتے ہیں تو تم آخرت کو اختیار کر لینا۔"

روایات میں آتا ہے کہ ایک دن ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیدنا عباس اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس وقت نمازِ ظہر کی امامت فرما رہے تھے انہوں نے جب آپ ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر آپ ﷺ نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میرے بعد میری قبر کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنا لینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ ان کی جانب ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ،

میری جان. میرا مال سب کچھ آپ ﷺ پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست رکھتا ہوں۔ (تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۱۶۸)

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا وصال کا وقت آن پہنچا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وصال بہت قریب ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو اللہ کے پاس ہے وہ آپ ﷺ کو مبارک ہو کاش ہمیں ہمارے انجام کی بھی کچھ خبر ہوتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ. جنت الماویٰ. فردوسِ اعلیٰ، شرابِ طہور سے بھرے ہوئے پیالے اور رفیق اعلیٰ کی جانب مبارک زندگی کی بشارت ہو۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو غسل کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے اہل۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ ﷺ کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے انہی کپڑوں سے اور یمنی لباس اور مصری سفید چادر سے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں بہترین جزا دے جب تم مجھے غسل دے چکو اور کفن پہنا چکو تو پھر مجھے میرے گھر میں میری قبر کے نزدیک چارپائی پر رکھ دینا اور پھر باہر نکل جانا۔ سب سے پہلے اللہ عزوجل درود و سلام پڑھے گا اور رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرشتے

آئیں گے اور مجھ پر درود و سلام پڑھیں گے۔ اس کے بعد تم گروہ در گروہ اندر داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا۔ تم لوگ رو کر مجھے تکلیف نہ پہنچانا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہل۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس مرض میں وصال ہوا ان دنوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں امامت فرماتے تھے حتیٰ کہ سوموار کے روز جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے لئے بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچانک اپنے حجرۂ اقدس کا پردہ ہٹا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب دیکھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس قرآن مجید کے اوراق کی مانند دکھائی دیتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور پھر ہنس پڑے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہماری جانب دیکھنا ہمارے لئے بڑی خوشی و مسرت کا باعث تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قلب میں خیال وارد ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور وہ (امامت سے) پیچھے ہٹنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی نماز پوری کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور حجرہ مبارک کا پردہ نیچے گرا دیا گیا پھر اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۵۶۴)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں مجھ

پر اللہ عزوجل کے بے شمار احسانات ہیں۔ ان میں بڑا احسان یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے حجرہ میں، میری باری کے دن میرے سینے اور گردن کے درمیان وصال فرمایا۔ اللہ عزوجل نے میرے لعابِ دہن اور حضور کے لعابِ دہن کو آپس میں ملا دیا۔ وہ اس طرح کہ اس دن میرے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ میرے گھر آئے، ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، میں حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف غور سے دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں آپ ﷺ کے لئے عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) سے مسواک لے لوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سر مبارک سے اشارہ فرمایا چنانچہ میں نے اپنے بھائی سے مسواک لی۔ میں نے دیکھا وہ سخت تھی۔ میں نے عرض کیا ارشاد ہو تو میں اس کو آپ ﷺ کے لئے نرم کر دوں؟ پھر میں نے مسواک کو دانتوں میں چبا کر نرم کیا اور آپ ﷺ نے وہ مسواک لے لی۔ آپ ﷺ کے سامنے پانی کا برتن رکھا تھا آپ ﷺ اس پانی میں ہاتھ ڈالتے تھے اور اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے اور فرماتے۔

لا الہ الا اللہ

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دست مبارک کھڑا کیا اور یہ فرمانے لگے۔

فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کی روح مبارک جسم سے باہر نکل گئی اور آپ ﷺ کا ہاتھ گر گیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۵)

واقدی کا قول ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن وصال فرمایا اور دوسرے دن یعنی سہ شنبہ کے دن دوپہر کے وقت زوال کے بعد آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۰۴)

جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سخ بنی خارث بن خزرج میں موجود تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ ﷺ نے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مشورہ سے میرے حجرہ میں قیام کیا۔ میں آپ ﷺ کی تیمارداری میں مصروف رہی۔ ایک روز آپ ﷺ کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سر کی جانب مائل ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کسی حاجت کا ارادہ ہو؟ اتنی دیر میں آپ ﷺ کے دہن مبارک سے لعابِ مبارک کا ایک نطفہ نکلا اور میرے سینہ میں ہنسلی کی ہڈی کی گہرائی میں جا گرا جس سے میرے جسم کی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خیال کیا شاید آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوگئی ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران سیدنا فاروقِ اعظم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم آ گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازتِ طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوگیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلانا چاہتے ہو بے شک آپ ﷺ کا وصال اس وقت تک نہ ہوگا جب تک اللہ عزوجل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم

ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب وصال النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۹)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو لوگ اکٹھے ہو گئے اور رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ فرشتوں نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ آپ ﷺ کے وصال کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے آپ ﷺ کی موت کو جھٹلا دیا، بعض گونگے ہو گئے اور طویل مدت کے بعد بولنا شروع کیا۔ بعض لوگوں کی حالت خلط ملط ہو گئی اور بے معنی باتیں کرنے لگے، بعض حواس باختہ ہو گئے اور بعض غم سے نڈھال ہو گئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ ﷺ کی موت کا انکار کر دیا تھا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال ہو کر بیٹھنے والوں میں تھے اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو گونگے ہو کر رہ گئے تھے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکال لی اور اعلان کر دیا اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا اور آپ ﷺ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح چالیس دن کے لئے اپنی قوم سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اور چالیس دن بعد آپ ﷺ ہم میں واپس آ جائیں گے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بنی حارث بن خزرج کے ہاں تھے آپ رضی اللہ عنہ فوراً آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھا، پھر جھک کر بوسہ دیا اور فرمایا۔

''یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان

ہوں اللہ عزوجل آپ ﷺ کو اب موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

''اے لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے محمد ﷺ وصال فرما گئے ہیں اور جو محمد ﷺ کے رب کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے کہ وہ زندہ اور کبھی نہیں مرے گا۔''

اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○

''اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اللہ جلد ہی اجر دے گا شکر گزاروں کو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو معلوم ہوتا تھا کہ ہم میں سے کوئی پہلے اس آیت کو جانتا نہ تھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب وصال النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۸، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۰۲ تا ۵۰۳)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران سیدنا فاروقِ اعظم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم آ گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلانا چاہتے ہو بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال اس وقت تک نہ ہو گا جب تک اللہ عزوجل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب وصال النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۹، البدایہ والنہایہ جلد پنجم صفحہ ۲۳۱)

روایت ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حجرہ مبارک میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ایسے ہچکیاں بھر رہے تھے جیسے گھڑا چھلک رہا ہو مگر اس حالت میں بھی وہ قول و فعل میں مضبوط اور استقلال دکھا رہے تھے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ پر جھکے، حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ کھولا اور پیشانی اور رخساروں کو بوسہ دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور بے ساختہ رونے لگے اور کہنے لگے۔

"میرے ماں باپ میرے بیوی بچے اور میری جان آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ ﷺ زندگی اور وصال ہر حال میں راضی

رہے۔آپ ﷺ کے وصال کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے
جو آپ ﷺ سے پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کی
وصال پر ختم نہیں ہوا تھا۔آپ ﷺ اوصاف عظیم کے مالک
ہیں، گریہ سے بالا ہیں. آپ ﷺ کو وہ خصوصیات حاصل ہیں
یہاں تک کہ اب آپ ﷺ پرسکون اور محفوظ ہو چکے ہیں اور
ہم آپ ﷺ کے بارے میں برابر ہو گئے اگر وصال آپ
ﷺ کو پسند نہ ہوتا تو ہم آپ ﷺ کے غم کے لئے سب لوگ
اپنی جانیں پیش کر دیتے اور اگر آپ ﷺ نے رونے سے منع
نہ کیا ہوتا تو ہم آپ ﷺ پر پانی کے چشمے چلا دیتے اور جن کی
ہم سکت نہیں رکھتے یعنی غم اور آپ ﷺ کی یاد تو ہمیشہ تازہ
رہے گی۔اے اللہ! ہماری بات آپ ﷺ تک پہنچا دے۔
یارسول اللہ ﷺ! اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت
فرمائیے گا۔اے اللہ! اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں ہمارا
پیغام پہنچا دے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین:

حضور نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین کا معاملہ پیش آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
اس شش و پنج میں مبتلا ہوئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین کہاں کی جائے؟
اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ نبی جس جگہ وصال
فرماتا ہے اسی جگہ اس کی تدفین عمل میں آتی ہے۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون کیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۴۳۹)

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے غسل کی تیاری کی تو تمام لوگوں سے دروازہ بند کر دیا۔ انصار نے آواز دی ہم آپ ﷺ کے ننھیال والے ہیں اور اسلام میں ہماری بھی جگہ ہے۔ قریش نے آواز دی ہم آپ ﷺ کے دودھیال والے ہیں اور ہمارا اور آپ ﷺ کا خاندان ایک ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باآوازِ بلند فرمایا۔

> "اے گروہ مسلمان! ہر قوم اپنے جنازہ کی بہ نسبت اپنے غیر کے زیادہ مستحق ہے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس لئے کہ تم اگر داخل ہو گے تو جن کا حق ہے تم ان کو آپ ﷺ کے پاس سے ہٹاؤ گے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے پاس کوئی نہیں داخل ہو گا ماسوائے اس کے جس کو بلایا جائے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا اعزاز حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔

> "میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ اپنی ظاہری زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور اپنے وصال میں بھی پاکیزہ ہیں۔" (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۳۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا عباس، فضل بن عباس، اسامہ بن زید اور شقران رضی اللہ عنہم مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا۔ بنوعوف کے اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے غسل میں شامل فرمالیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بھی آجاؤ۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے غسل کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا اور حضرت سیدنا عباس، حضرت فضل وغیرہ کروٹ بدلتے جاتے تھے اور شقران رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ جسم اطہر پر پانی ڈالتے جاتے تھے اور اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے تھے۔

"میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ دونوں حالتوں میں کس قدر پاک وصاف ہیں۔"

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۱۳)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو چارپائی پر رکھ کر قبر مبارک کے پاس رکھا گیا تو لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے اور درود وسلام پڑھتے اور کسی نے آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کی امامت نہیں کی۔ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم مہاجرین و انصار کے کچھ گروہ کے ساتھ جو حجرۂ مبارک میں داخل ہوئے اور بلند آواز سے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

کہا اور کہا۔

"اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل کیا گیا آپ ﷺ نے اس کی تبلیغ فرمائی اور اپنی امت کو نصیحت

فرمائی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اللہ کے دین کو عزت بخشی اور اللہ کے کلمہ کو پورا کیا اور اے اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں سے کر دے جو آپ ﷺ کے قول کو پورا کرنے والے ہیں اور ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ جمع کر دے۔ ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور اس کے عوض ہم نے کوئی قیمت طلب نہ کی۔"

مہاجرین و انصار نے اس کے جواب میں آمین کہا۔

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے حضور نبی کریم ﷺ کو قبر میں اتارنے کے لئے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت فضل بن عباس، حضرت قسم بن عباس اور شقران رضی اللہ عنہم اترے اور اس موقع پر اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بھی اس سعادت سے سرفراز فرمائیں چنانچہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی اور یوں حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد پنجم ۲۶۳)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غم:

حضرت عبدالرحمٰن بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ غمزدہ چہرے کے ساتھ تشریف لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کس بات سے غمزدہ ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"مجھے وہ پیش آیا جو تمہیں پیش نہیں آیا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے کہا۔

''سنو! یہ کیا کہہ رہے ہیں میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا
ہوں کہ کیا تم نے کسی کو دیکھا ہے جس نے مجھ سے زیادہ حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رنج کیا ہو۔'' (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۴۹)

وہ کلمہ جو نجات کا ذریعہ ہے:

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ. سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے
پاس تشریف لائے اور عرض کیا۔

''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ حیرانگی کی بات نہیں میرا گزر
عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے ہوا اور میں نے انہیں سلام کیا۔
انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور سیدنا
عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن
عفان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔

''تمہارے پاس تمہارے بھائی عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور تم نے
انہیں ان کے سلام کا جواب نہیں دیا تمہیں ایسا کرنے پر کس
چیز نے آمادہ کیا ہے؟''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایسا نہیں کیا۔''

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے
تم نے ایسا ہی کیا ہے اور تم نے میرے سلام کا جواب نہیں

دیا۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

"مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے گزرنے کی ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے سلام کیا ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم سچ کہتے ہو اللہ عزوجل کی قسم! تمہارے متعلق میرا یہ خیال تھا کہ تم کسی سوچ میں گم تھے جس کی وجہ سے تم نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا۔

"امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی وجہ سے پریشان ہوں اور اس سوچ میں گم تھا اس امت کی نجات کے بارے میں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت نہ کر سکا اور اسی سوچ میں گم تھا جس کی وجہ سے مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گزرنے اور ان کے سلام کرنے کے متعلق کچھ خبر نہ ہوئی۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا جو کلمہ میں نے اپنے چچا کو پیش کیا اور انہوں نے اسے رد کر دیا پس وہی کلمہ میری امت کی نجات کا ذریعہ ہے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔

''وہ کلمہ کون سا ہے؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''یہ گواہی دینا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول اور بندے ہیں۔''

(طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۵۰)

دوسرا باب

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کے اپنے دورِ خلافت میں
کئے گئے فیصلے

خلافت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرامین الٰہی اور فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب اور خلیفہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق متعدد فرامین الٰہی اور احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق فرامین الٰہی اور فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختصار کے ساتھ بیان کئے جا رہے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ (المائدہ: ۵۴)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پھرے گا تو اللہ جلد ہی ایسے لوگوں کو لائے گا جو اللہ کے محبوب ہوں گے اور اللہ ان کا محبوب ہو گا اور وہ مسلمانوں پر نرم اور کفار پر

سخت ہوں گے اور اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت
کرنے والے کی ملامت کا انہیں کچھ خوف نہ ہوگا۔"

مفسرین کرام آیت بالا کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں اللہ عزوجل نے اس آیت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی جانب اشارہ فرمایا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد جب بے شمار قبائل مرتد ہو گئے اور انہوں نے دین اسلام کی تعلیمات کا انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ایسی تھی جس نے ان کے خلاف جہاد کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ
اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ج

(الفتح:۱۶)

"ان پیچھے رہ جانے والے جاہلوں سے فرما دیجئے عنقریب تم
ایک سخت جھگڑے والی قوم کی جانب بلائے جاؤ گے کہ ان سے
لڑو یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔"

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں جھگڑے والی قوم سے مراد بنی حنیفہ ہیں جو یمامہ کے رہنے والے تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں ان کے مرتد ہو جانے کے بعد ان سے جنگ کی تھی۔

حضرت محمد بن جبیر مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر آنے کا کہا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ

ملیں تو پھر کس کے پاس جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۵۸۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر میں کسی کو اپنا جانی دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا مگر وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں اور تمہارے صاحب کو اللہ نے خلیل بنایا ہے۔"

(صحیح مسلم جلد ششم کتاب فضائل صفحہ نمبر ۸۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"یاد رکھو میں کسی سے دوستی نہیں رکھتا اور اگر میں کسی سے دوستی رکھتا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوتے اور تمہارے صاحب یعنی حضور نبی کریم ﷺ تو اللہ کے دوست ہیں۔"

(صحیح مسلم جلد ششم کتاب فضائل صفحہ نمبر ۸۳)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں غزوۂ حنین کے موقع پر جب حق و باطل میں گھمسان کی لڑائی جاری تھی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بتائیے کہ ہم آپ ﷺ کے بعد کسے خلیفہ منتخب کریں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے قائم مقام ہوں گے ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوں گے اور پھر علی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور علی رضی اللہ عنہ حشر میں

میرے مصاحب ہوں گے۔" (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۵)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر بمشکل پیا اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑا اور انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا پھر جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو انہوں نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا اور ابھی وہ پی رہے تھے کہ وہ ڈول ہل گیا اور کچھ پانی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر گر گیا۔ (سنن ابوداؤد باب فی الخلفاء حدیث ۴۶۳۷)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور ہجرت کی رات مجھے اپنی اونٹنی پر سوار کیا اور اپنے مال سے بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا۔ اللہ عزوجل عمر رضی اللہ عنہ پر بھی رحم فرمائے وہ حق بات کہنے والے ہیں اگرچہ وہ کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو اور حق نے ان کا یہ حال کر دیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں رہا۔ اللہ عزوجل عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی رحم فرمائے کہ فرشتے ان سے حیاء کرتے ہیں اور اللہ عزوجل، علی (رضی اللہ عنہ) تجھ پر بھی اپنا رحم فرمائے کہ تو جدھر رخ کرتا ہے حق ادھر رخ کر لیتا ہے۔ (سنن الترمذی باب فی مناقب علی حدیث ۳۷۱۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے اور میں اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اس دوران کوئی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے مجھ سے فرمایا۔

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ خلافت اس کے لئے ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد خلافت اس کے لئے ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے بعد وہ خلیفہ ہیں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۴)

منقول ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کھجوروں کے لدے ہوئے اونٹ دیئے۔ اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے بعد ہمارے ساتھ ایسی بخشش و عطا کون کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ایسی بخشش و عطا کا معاملہ کون کرے گا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے جواب کے متعلق بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو ان کے بعد بخشش و عطا کا معاملہ کس کے سپرد ہوگا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کے بعد یہ معاملہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے سپرد ہوگا۔ اس شخص نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دوبارہ کچھ نہ کہا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

> "گذشتہ رات خواب میں ایک نیک آدمی دکھایا گیا جو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو مجھ سے منسلک کر رہا تھا اور پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے منسلک کر رہا تھا اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کو عمر (رضی اللہ عنہ) سے منسلک کر رہا تھا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے تو ہم آپس میں کہنے لگے کہ وہ نیک آدمی حضور نبی کریم ﷺ خود

ہی ہیں اور بعض کا بعض کے ساتھ منسلک ہونا درحقیقت اس ذمہ داری کو سنبھالنا ہے جس کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا ہے۔

(سنن ابوداؤد جلد چہارم حدیث ۴۶۳۶)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو افضل جانتے اور پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے بعد کچھ عرصہ ہی دنیا میں رہیں گے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۹)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں موجود تھا اور اس باغ کا دروازہ بند تھا۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اٹھو اور دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی خوشخبری دی اور انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا پھر آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر ایک مرتبہ پھر دستک ہوئی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو

جنت کی خوشخبری دو اور کہو عنقریب تم ایک آزمائش سے گزرنے والے ہو۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا اللہ عزوجل بہترین مدد کرنے والا ہے۔ پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اندر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب المناقب حدیث ۸۷۰)

منقول ہے ایک اعرابی مدینہ منورہ آیا اور اس کے پاس اس وقت چند تلواریں تھیں جنہیں وہ مدینہ منورہ میں فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کی ملاقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ تلواریں پسند آ گئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلواریں اس سے خرید لیں اور رقم کی ادائیگی کے لئے چند دنوں کی مہلت طلب کی۔ وہ اعرابی واپس لوٹا تو اس کی ملاقات حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی سے کہا تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نہیں پوچھی کہ اگر ان کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر تمہیں ان تلواروں کی قیمت کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر کہا میں ابھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کرتا ہوں۔ پھر وہ اعرابی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو مجھے رقم کی ادائیگی کون کرے گا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے ساتھ کچھ معاملہ پیش آیا تو تمہیں رقم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔ اس اعرابی نے جا کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے یہ نہیں پوچھا

کہ اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر رقم کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آجائے تو پھر مجھے رقم کون ادا کرے گا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں رقم عمر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔ اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے آگاہ کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے یہ پوچھا کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگر کچھ معاملہ پیش آ گیا تو پھر تمہیں یہ رقم کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر دوبارہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اگر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کچھ معاملہ پیش آ گیا تو میری رقم کا ضامن کون ہو گا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ان دونوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہو گا اس وقت تک تجھے بھی موت آ چکی ہو گی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میں نے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کو مقدم نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل نے انہیں مقدم فرمایا ہے پس ان کے ساتھ ثابت قدم رہنا ہدایت پاؤ گے اور جس نے ان دونوں کی شان میں گستاخی کی اس کو قتل کر دو اس لئے کہ اس نے میری شان میں گستاخی کی اور دین اسلام کی توہین کی۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم

ﷺ نے فرمایا۔

"میرے بعد میرے اصحاب میں سے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کی اقتداء کرنا"

۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنواں ہے اور اس کنوئیں کی منڈیر پر ایک ڈول ہے پھر میں نے اس کنوئیں سے پانی نکالا جتنا اللہ عزوجل نے چاہا۔ پھر اس ڈول کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور انہوں نے اس میں سے ایک یا دو ڈول نکالے اور وہ ناتواں ہیں اللہ عزوجل ان کی ناتوانی سے عفو فرمائے اور پھر وہ ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور میں نے ان جیسا زور آور نہیں دیکھا جو ان کی مانند اس کنوئیں سے پانی نکالتا اور انہوں نے اس کنوئیں سے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اس پانی سے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۶۳)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ذات السلاسل کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس سے محبت رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ میں نے پوچھا مردوں میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔ میں نے پوچھا ان کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ سے اور یوں آپ ﷺ نے کئی نام لئے۔

(صحیح مسلم جلد ششم کتاب فضائل صفحہ ۸۴)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے مسجد کی بنیاد رکھی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پہلو میں رکھو۔ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا پتھر ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھو اور پھر فرمایا۔

"میرے بعد یہ دونوں خلیفہ ہوں گے۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے بنی مصطلق نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھوں کہ بنی مصطلق، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنے صدقات کس کو دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے بعد وہ اپنے صدقات ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیں۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۱)

ابن عساکر نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کی نماز میں امامت فرمائیں تو میں اس وقت موجود تھا اور غائب نہ تھا اور نہ ہی میں مریض تھا پس جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جب میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا تو اللہ عزوجل نے کہا اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! زمین والوں پر کسے چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا الٰہی! میں ان پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو چھوڑ آیا ہوں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا۔

"مجھے وہ تمہارے بعد اپنے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں انہیں میری جانب سے سلام کہنا۔"

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے میں نے ان سے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کریں گے اور آپ ﷺ کے بعد وہ امت کے نگران ہوں گے اور وہ آپ ﷺ کی امت میں سب سے فضیلت والے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

> ''میں نہیں جانتا میں تمہارے درمیان کتنا عرصہ رہوں گا اور تم میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ہدایت لینا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سے جو کہیں اس کی تصدیق کرنا۔''

(طبرانی جلد نہم صفحہ ۶۸، ابن ماجہ حدیث ۹۷)

سقیفہ بنی ساعدہ

حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین ابھی عمل میں نہ آئی تھی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کا ایک اجتماع ہوا اور انصار کا دعویٰ تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کے جانشین ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے۔ گفتگو کے دوران انصار نے مطالبہ کیا ایک امیر ہمارا ہوگا اور ایک تمہارا ہوگا۔ انصار کے مطالبہ کو تسلیم کرنے کا مطلب تھا اسلامی اخوت کو اپنے ہاتھوں ختم کر دیا جائے اور اگر انصار کا مطالبہ مانتے ہوئے انہیں مسند خلافت پر فائز کیا جاتا تو عرب کے دیگر قبائل بالخصوص قریش اس پر راضی نہ ہوتے اور وہ انصار کی خلافت کو تسلیم نہ کرتے۔ اس کے علاوہ انصار کے دو گروہ تھے بنی اوس اور بنی خزرج اور ان میں بھی اس موقف پر باہم اتفاق نہ تھا لہٰذا یہ امر محال تھا کہ انصار میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جاتا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فرمایا یہ جائز نہیں مسلمانوں کے ایک وقت میں دو امیر ہوں اس طرح امور میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور امت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ اس سے فتنہ وفساد شروع ہو جائے گا اور سنتیں ترک ہو جائیں گی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تجویز دی امراء مہاجرین جماعت میں سے ہوں گے اور وزراء انصار سے ہوں گے۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ذیل کا

تاریخی خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔

''ہم تمہارے فضائل و مناقب سے انکار نہیں کرتے مگر قریش اور عرب کے دوسرے تمام قبائل کبھی بھی تمہاری خلافت کو تسلیم نہ کریں گے اور ویسے بھی مہاجرین نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا اور ان کا حضور نبی کریم ﷺ سے نسبی تعلق بھی ہے اور یہاں اس محفل میں عمر (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہے اور ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہیں تم ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو تاکہ امت مسلمہ کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے۔''

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۳ تا ۲۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۸ تا ۱۰۰)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی نہیں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ ہمارے سردار اور حضور نبی کریم ﷺ کے صحیح جانشین ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ آپ رضی اللہ عنہ کو عزیز رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تمام مخلوق آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر ٹوٹ پڑی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد انصار نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس لوٹے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔

حضرت سالم بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے کسی شخص نے کہا کہ

ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک آپ میں سے؟ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر فرمایا۔

''ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر فرمایا۔

''اے لوگو! تم جماعت کو نہ چھوڑو اللہ عزوجل کی رسی کو تھامے رکھو۔''

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۳ تا ۲۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۸ تا ۱۰۱، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۰۴، صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۶۶)

خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا:

روایات میں آتا ہے جب لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر چکے اور آپ رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ مقرر کر دیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

''اے لوگو! میں تمہارے کاموں پر تمہارا نگران بنایا گیا ہوں، میں تم میں سے ہوں اور تم سے کسی طرح بہتر نہیں ہوں، جب میں کوئی اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر تم مجھ میں کوئی کوتاہی دیکھو تو تم مجھے راہِ راست پر آنے کی نصیحت کرنا، یاد رکھو راست گوئی امانت ہے اور تم میں سے ہر کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک میں اسے حق نہ دلوا دوں اور ہر قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق نہ لے لوں، جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتے ہیں اللہ ان کو ذلیل کر دیتا ہے، جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ

عزوجل اس قوم کو غرق کر دیتا ہے، میں جس کام میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کروں تم فوراً میری اطاعت سے انکار کر دو۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر اس جگہ کھڑے ہو گئے جہاں حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہوتے تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"لوگو! میں ایک بوڑھا آدمی ہوں اس لئے تم مجھ سے زیادہ صحت مند اور طاقتور آدمی کے سپرد یہ معاملہ کر دو۔"

لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا۔

"آپ رضی اللہ عنہ ہر قسم کے حالات میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اس لئے اس معاملے کے آپ رضی اللہ عنہ زیادہ حقدار ہیں۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی بات سن کر فرمایا۔

"دیکھو اگر تمہارا اصرار ہے کہ میں اس امر کا زیادہ حق دار ہوں تو پھر میرے ساتھ تعاون کرنے میں بخل سے کام مت لینا اور یہ یاد رکھنا کہ میں بھی انسان ہوں اور میرے پیچھے بھی شیطان لگا ہوا ہے۔ اگر تم مجھے کبھی غصے کی حالت میں دیکھو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور جب تک میں سیدھا رہوں میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔"

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی بیعت:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت میں تاخیر کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق روایات میں آتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں اس لئے تاخیر فرمائی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ جب تک قرآن پاک جمع نہیں کر لیں گے ماسوائے نماز کے کبھی اپنی چادر نہ اوڑھیں گے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بھی ذکر کیا جو کلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا بھی برملا اقرار کیا کہ شروع میں ہم سمجھتے تھے کہ خلافت بنو ہاشم کا حق ہے کیونکہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہونے کی وجہ سے اسے اپنا حق سمجھتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز و اقارب کو اپنے عزیز و اقارب سے بہتر جانتا ہوں۔''

اس کلام کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان غلط فہمی دور ہو گئی اور دونوں کے دل ایک دوسرے کے معاملے میں صاف ہو گئے۔ (صواعق المحرقہ صفحہ ۱۲۸)

کچھ مؤرخین حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیعت میں تاخیر کی ایک وجہ باغِ فدک اور مسئلہ وراثت کو قرار دیتے ہیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وراثت کا مطالبہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے مال میں وراثت نہیں ہوتی وہ جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے البتہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے نفقہ لے سکتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار مجھے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز ہیں مگر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں کچھ بھی تبدیل نہیں کروں گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں سے ایسے ہی پیش آؤں گا جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود پیش آیا کرتے تھے۔''

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر صفحہ ۲۴ تا ۲۵)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیعت کی تاخیر کو کئی لوگوں نے غلط رنگ دینے کی کوشش کی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی ان کی جانب سے غلط فہمی مین مبتلا کرنے کی کوشش کی لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بردباری اور تدبر کے ساتھ اس تمام معاملے کو خوش اسلوبی سے طے کیا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو ہم نے امر خلافت پر نگاہ دوڑائی اور پھر ہم نے پایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز میں آگے کیا تھا پس ہم ان سے راضی ہو گئے جنہیں حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے چنا تھا اور ہم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا یعنی انہیں خلیفہ تسلیم کر لیا۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۳۴ تا ۳۵)

ابن عساکر نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو میں وہاں موجود تھا اور غائب نہ تھا اور نہ ہی میں مریض تھا پس جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں تحریر کیا ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابتداء میں ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی تھی اور جس بیعت کے متعلق ذکر آتا ہے کہ چھ ماہ بعد کی تھی وہ بیعت ثانیہ تھی اور پہلی بیعت کو پختہ کرنے اور شبہات کو ختم کرنے کے لئے تھی۔ (فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۳۹۹)

روایات میں آتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ تم لوگوں پر اس خلافت کے بارے میں قریش کا ایک چھوٹا گھر غلبہ پا گیا اللہ کی قسم! میں سواروں اور پیادوں کا ایک لشکر جمع کر سکتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم پہلے بھی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہو لیکن تمہاری دشمنی ہمیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ بلاشبہ ہم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس منصب کا اہل پایا ہے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۱۱)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق معمر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے زہری سے پوچھا حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی

طالب رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی اس کی کیا وجہ ہے؟ زہری نے کہا جب تک بنی ہاشم نے بیعت نہ کی آپ رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی اور پھر جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ بیعت کے لئے مائل ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا میں آپ رضی اللہ عنہ سے تنہا ملنا چاہتا ہوں اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ چونکہ سخت طبیعت تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے گوارا نہ کیا کہ وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئیں۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو اس وقت بنو ہاشم بھی موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بھی ذکر کیا جو کلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا بھی برملا اقرار کیا شروع میں ہم سمجھتے تھے کہ خلافت بنو ہاشم کا حق ہے کیونکہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اسے اپنا حق سمجھتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز و اقارب کو اپنے عزیز و اقارب سے بہتر جانتا ہوں۔ اس کلام کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے درمیان غلط فہمی دور ہو گئی اور دونوں کے دل ایک دوسرے کے معاملے میں صاف ہو گئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۱۰ تا ۴۱۱)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کیا آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت کے اہل نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے لوگو! اگر تمہارا خیال ہے کہ میں نے خلافت تم سے اس

لئے لی ہے کہ میں اس کا شوق رکھتا ہوں یا مجھے تم پر کچھ فوقیت حاصل ہے تو قسم ہے ذاتِ باری تعالیٰ کی! میں نے خلافت کو خلافت کی جانب رغبت کرتے ہوئے یا تم پر یا کسی مسلمان پر ترجیح حاصل کرنے کے لئے نہیں لی اور نہ مجھے کبھی بھی رات اور دن میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور نہ ہی میں نے چھپ کر اور نہ ہی اعلانیہ بارگاہِ خداوندی میں اس کا سوال کیا اور بے شک میں نے ایک ایسی بڑی بات کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیا جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہاں! اگر اللہ عزوجل کی مدد میرے شامل حال ہو۔ میں پسند کرتا ہوں یہ کسی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہو جائے اس شرط پر کہ وہ اس سے انصاف کرے پس میں یہ خلافت تم پر واپس کرتا ہوں اور آج سے میں بھی تمہاری طرح ایک عام شخص ہوں۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس خطبہ کے بعد اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ تین دن تک مسلسل اپنے گھر سے نکلتے اور یہ کہہ کر واپس چلے جاتے میں نے تمہاری بیعت کو واپس کیا۔ اس دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے۔

"بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ مقدم رکھا ہے ہم بھی آپ رضی اللہ عنہ کو مقدم رکھتے ہیں پس کون ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کو اس منصب سے ہٹائے۔"

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب منبر پر کھڑے ہو تقریر کی اور خلافت کو واپس کیا تو حیدرِ کرار

حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا۔

''اللہ کی قسم! ہم اس بیعت کو ہرگز واپس نہ کریں گے اور ہم جانتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہم میں سے ہر ایک پر مقدم رکھا ہے۔''

روایات میں آتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ تم لوگوں پر اس خلافت کے بارے میں قریش کا ایک چھوٹا گھر غلبہ پا گیا اللہ کی قسم! میں سواروں اور پیادوں کا ایک لشکر جمع کر سکتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم پہلے بھی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہو لیکن تمہاری دشمنی ہمیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکی بلاشبہ ہم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس منصب کا اہل پایا ہے۔

(تاریخ طبری جلد دوم حصہ اول صفحہ ۴۱۱)

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو راضی کرنا:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا مرض وصال میں مبتلا ہوئیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی انہیں سیدہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کی اجازت دیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے جا کر کہا مسلمانوں کے خلیفہ تمہاری عیادت کے لئے تشریف لائے ہیں اگر تم کہو تو میں انہیں گھر کے اندر آنے کی اجازت دے دوں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ان کا حال

احوال دریافت کیا اور فرمایا۔

"اللہ کی قسم! میں نے اپنے گھر، اپنے مال اور اپنے خاندان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔"

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جو اس سے قبل وراثت کے معاملہ پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراض تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اپنی ناراضی فوراً ختم کر دی۔ (البدایہ والنہایہ جلد پنجم صفحہ ۲۸۹)

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اچھی دوستوں میں شمار ہوتی ہیں۔ حضرت ام جعفر رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک روز حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجھے یہ بالکل اچھا نہیں لگتا جس طرح آج کل عورتوں کا جنازہ لے کر جایا جاتا ہے ان کے اوپر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس سے پردہ نہیں ہوتا اور عورتوں کی جسامت بھی دکھائی دیتی ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے حبشہ کے لوگوں میں دیکھا ہے کہ جب عورتوں کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو اس پر تازہ کھجوروں کی شاخیں منگوا کر چارپائی پر کمان کی مانند باندھ کر کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے جنازہ کی پہچان ہو جاتی ہے یہ عورت کا جنازہ ہے اور پردہ بھی برقرار رہتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب میرا وصال ہو جائے تو میرا جنازہ بھی اسی طرح اٹھانا اور تمہارے اور میرے شوہر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے۔

روایات میں آتا ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ،

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے روز جب گھر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا نے بیماری اور کمزوری کے باوجود آٹا گوندھا اور اپنے ہاتھ سے روٹیاں پکائیں۔ پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور بچوں کے کپڑے دھوئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہیں کبھی دو کام اکٹھے نہیں کرتے دیکھا آج تم کام اکٹھے کر رہی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رات خواب میں اپنے والد بزرگوار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ بابا جان میرے منتظر تھے میں نے عرض کیا میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں نکل رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں بھی تمہارا انتظار کر رہا ہوں پس اس خواب کے بعد میں نے جان لیا میرا اس دنیا میں یہ آخری دن ہے اور میں اب اس دنیا سے پردہ فرمانے والی ہوں۔ میں نے یہ روٹیاں اس لئے پکائی ہیں کل جب آپ رضی اللہ عنہ میرے غم میں مبتلا ہوں تو میرے بچے بھوکے نہ رہیں اور کپڑے اس لئے دھو دیئے ہیں کہ میرے بعد جانے کون کپڑے دھوئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کی باتیں سنیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی اور اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی صاحبزادی کی جدائی آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک کاری زخم سے کم نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا غم نہ کریں اور جیسے آپ (رضی اللہ عنہ) نے پہلے صبر کیا اب بھی صبر کیجئے بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

منقول ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال سے قبل حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا میرے بچوں کو کھانا کھلا دیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جب انہیں کھانے کے لئے جمع

کیا تو انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور کہا ہم اپنی والدہ کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہا نے بچوں کو ان کے نانا محبوب خدا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر بھیج دیا۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ بچے پھر آ گئے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے ہمیں اپنی والدہ کا آخری دیدار کرنے دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اشارہ سے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انہیں آنے دیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول دیا اور بچے بھاگ کر ماں کے سینہ سے لگ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں پیار کیا اور انہیں دعائیں دیتے ہوئے ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر بھیج دیا۔

بچوں کے جانے کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھیں ان سے کہا والدہ! میرے غسل کے لئے پانی کا انتظام کریں تاکہ میں غسل کر سکوں۔ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پانی کا انتظام کیا اور آپ رضی اللہ عنہا نے غسل کیا۔ غسل کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں۔ قبلہ رو لیٹنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام جسد اطہر کو حنوط کرنے کے لئے کافور بہشتی لائے تھے جس کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین حصے کئے۔ ان میں سے دو حصے مجھے عنایت ہوئے اور وہ میرے اور ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے تھے۔ تم اس میں سے ایک حصہ لے آؤ اور دوسرا حصہ ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے سنبھال کر رکھ دو۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے جانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی

کریم ﷺ کی امت کے گنہگاروں کے لئے دعا فرمائی اور اپنے بچوں کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے کلمہ پڑھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (پیارے نبی ﷺ کی پیاری صاحبزادیاں)

صحیح روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا جبکہ غسل کا سامان حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہیں دیتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ۳ رمضان المبارک ۱۱ ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً انتیس برس تھی۔

مؤرخین لکھتے ہیں جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو اس کی اطلاع سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ فوراً چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف لائے اور اس وقت نمازِ جنازہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ آپ رضی اللہ عنہ پڑھائیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی اور پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تدفین جنت البقیع میں کی گئی۔ (طبقات ابن سعد جلد ہشتم صفحہ ۲۹)

وظیفہ مقرر کیا جانا:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد کسی قسم کا کوئی وظیفہ یا تنخواہ نہ لیتے تھے بلکہ خلیفہ بننے سے قبل کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے اور خلیفہ بننے کے بعد بھی اپنی گزر بسر کے لئے اسی پیشے کو اختیار کئے رکھا اور ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کپڑا کندھے پر اٹھائے مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ سیدنا فاروقِ اعظم اور حضرت

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوگئی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کہاں جاتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سامان فروخت کرنے بازار جا رہا ہوں تاکہ اپنے اہل و عیال کے کھانے کا بندوبست کرسکوں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے معاملات کے نگہبان ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ اپنے لئے کچھ وظیفہ بیت المال سے مقرر فرما لیں تاکہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھ کر لوگوں کے معاملات احسن انداز میں نبٹا سکیں چنانچہ اس واقعہ کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے آپ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ تین سو درہم ماہوار مقرر کر دیا گیا۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۵)

منصب خلافت خدمت خلق سے نہیں روک سکتا:

مورخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہایت منکسر مزاج تھے اور کسی کی خدمت کرنا عار نہ سمجھتے تھے۔ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد بھی اکثر ان کی بھیڑ بکریاں خود ہی چراتے تھے اور اہل محلہ و علاقہ کی بکریوں کا دودھ دوہتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اہل محلہ میں سے ایک نے کہا کہ اب ہماری بکریاں کو دودھ کون دوہے گا؟ آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو فرمایا۔

> ''اللہ کی قسم! میں بکریوں کا دودھ اب بھی دوہوں گا اور منصب خلافت خدمت خلق سے نہیں روک سکتا۔''

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۶)

اہم امور پر آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد اس نازک موڑ پر خلیفہ بنے جب بیشتر لوگ ابھی تک حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے صدمہ سے دوچار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے خاص مصاحبین میں شمار ہوتے تھے اور اب منصب خلافت پر بھی فائز ہوئے تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر یہ بھاری ذمہ داری آن پڑی تھی کہ اس نازک صورتحال میں امت مسلمہ کو یکجا رکھیں اور دین اسلام کی ترقی و ترویج کا جو سلسلہ شروع ہوا اسے بھی جاری رکھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد موقع کی مناسبت سے جو اہم فیصلے کئے وہ سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق تھے۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا فیصلہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سب سے پہلے جو اہم فیصلہ آپ رضی اللہ عنہ کو کرنا پڑا وہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر شام کی جانب روانہ کیا تھا اور اس لشکر کے سربراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے اور اسی وجہ سے اسے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ اس لشکر میں کئی جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے مگر یہ حضور نبی کریم ﷺ کی دوراندیشی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے ان جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت اسامہ

بن زید رضی اللہ عنہما کو لشکر کا سربراہ بنایا۔

روایات میں آتا ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما لشکر کو لے کر نکلے اور ابھی مدینہ منورہ کے نواح میں تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر انہیں ملی اور وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے سب سے اہم فیصلہ یہ تھا جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو فوری روانہ کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کو بلاتاخیر لے کر روانہ ہوں مگر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چونکہ وصال ہوا ہے لہٰذا پہلے ملکی معاملات کو دیکھا جائے اور اس لشکر کی روانگی کو مؤخر کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

> ''حق تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میرے پاس ایک بھی بندہ نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو کہ مجھے درندے اٹھا کر لے جائیں گے تب بھی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ضرور بھیجوں گا کیونکہ اس کا حکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا اور اگر میرے علاوہ کوئی بھی ان آبادیوں میں نہ رہے تو میں تنہا ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر عمل پیرا ہوں گا۔''

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ایک لشکر شام کے لئے روانہ کیا اور جب یہ لشکر جرف کے مقام پر پہنچا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی زوجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس نے ایک قاصد کو مقام جرف پر بھیجا جس نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو پیغام دیا

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت زیادہ ناساز ہے اور مرض شدت اختیار کر چکا ہے چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے اور پھر چند دنوں بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری وصال ہو گیا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا مجھے اندیشہ لاحق ہے کہ کہیں عرب قبائل مرتد نہ ہو جائیں اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں روانہ کیا تھا اس وقت حالات مختلف تھے مگر اب ہمارا یہاں موجود رہنا بھی لازم ہے کیونکہ میرے اس لشکر میں کئی قوی اور بہادر مجاہد ہیں جو ہر قسم کی صورتحال کا سامنا کرنے کو تیار ہیں اور اگر عرب قبائل نے کوئی فتنہ کھڑا نہ کیا تو میں اپنے لشکر کو لے کر شام روانہ ہو جاؤں گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔

> ''اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے کوئی جانور اچک لے تو یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کروں۔''

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے متعلق حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر جس میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ملک شام کی جانب روانہ کیا۔ ابھی یہ لشکر تیاری کے آخری مراحل میں تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری وصال ہو گیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو مقام جرف میں لشکر کے ساتھ مقیم تھے انہوں نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا وہ سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے واپسی کی اجازت طلب کریں کیونکہ اس لشکر میں اکابر اور بہادر مجاہد اسلام موجود ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس سانحہ عظیم کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کی جانوں اور املاک کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور کہیں مشرکین اور منافقین انہیں کچھ نقصان نہ پہنچائیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ روانہ ہونے لگے تو انصار کے چند لوگوں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہیں ہمارا امیر ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے بڑا ہو اور تجربہ کار ہو اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کم سن اور ناتجربہ کار ہیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بات بیان کی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر کتے اور بھیڑیئے مجھے کھا بھی لیں تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر ہر صورت عمل کروں گا۔''

پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے انصار کی درخواست پہنچائی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی اور فرمایا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم مجھ سے ایسی بات کہتے ہو اور وہ شخص جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عہدہ کے قابل جانا میں اسے اس کے عہدہ سے معزول کر دوں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود مقام جرف پہنچے اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور خود پیادہ ان کی متابعت کی اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اس وقت اونٹ پر سوار تھے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھوڑے کی لگام پکڑے چل رہے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

''اے مسلمانوں کے خلیفہ! آپ رضی اللہ عنہ بھی سواری پر سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی سواری سے اتر جاؤں گا؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تمہاری بات پر عمل ممکن نہیں اور تم سواری سے ہرگز نہ اترو گے اور میں سواری پر اس لئے سوار نہ ہوں گا کہ میں چاہتا ہوں اگرچہ میں اس مہم پر تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا مگر میں اپنے چند قدم راہِ خدا میں خاک آلود کروں کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے عوض اللہ عزوجل سات سو نیکیاں عطا فرمائے گا اور اس کے سات سو درجات بلند فرمائے گا اور اس کی سات سو خطائیں معاف فرمائے گا۔''

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

''کیا یہ مناسب نہ ہو گا تم عمر (رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس چھوڑ جاؤ؟''

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا جیسے آپ رضی اللہ عنہ مناسب سمجھیں۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر کو رکنے کا حکم دیا اور پھر انہیں ذیل کی نصیحتیں کرتے ہوئے فرمایا میں امید کرتا ہوں تم میری ان باتوں کو نظر انداز نہیں کرو گے۔

۱۔ تم خیانت نہیں کرو گے اور نہ ہی بے ایمانی کرو گے۔
۲۔ تم کسی کو دھوکہ نہ دو گے۔
۳۔ کسی کے ہاتھ اور پاؤں اور دیگر اعضاء نہیں کاٹو گے۔
۴۔ کسی کم سن اور کسی بوڑھے اور کسی عورت کو قتل نہ کرو گے۔

۵۔ کسی کھجور کے درخت کو نہ ہی کاٹو گے اور نہ ہی جلاؤ گے۔

۶۔ کسی پھلدار درخت کو ہرگز نہ کاٹو گے۔

۷۔ اونٹ، گائے، بکری کو اپنی غذائی ضرورت پوری کرنے کے علاوہ ذبح نہ کرو گے۔

۸۔ اگر تمہیں کچھ ایسے لوگ ملیں جو اپنی عبادت گاہوں میں عبادت میں مشغول ہوں تو تم انہیں کچھ نقصان نہ پہنچاؤ گے۔

۹۔ تمہارے پاس مختلف قسم کے کھانوں کے برتن لائے جائیں گے اور تم ان سے کھانا مگر پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم ضرور پڑھ لینا۔

۱۰۔ تمہیں ایک ایسی قوم ملے گی جن کے سروں کے بال درمیان سے منڈے ہوں گے اور ان کے پٹھے چھوٹے ہوں گے تم تلوار سے انہیں ہلکی ضرب لگانا۔

ان نصیحتوں کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اب تم اللہ عزوجل کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ اور میں دعا گو ہوں اللہ عزوجل تمہیں نیزوں اور طاعون سے مامون فرمائے۔''

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے فیصلے نے مشرکین و منافقین کے دماغوں کے اس فتور کو ہوا کر دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد مسلمانوں کی قوت اور اجتماعیت ماند پڑ گئی ہے مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی کو ظاہر کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام نے مشرکین اور منافقین پر مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کو مسلمہ کر دیا۔

مورخین لکھتے ہیں اسلامی فتوحات میں سب سے اہم کردار اور بنیاد جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی ہے اور اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

کا فیصلہ نہ کرتے تو پھر دین اسلام عرب سے باہر نہ نکلتا اور نہ ہی فتوحات اسلامیہ کا ذائرہ افریقہ، یورپ اور وسطی ایشیاء تک پہنچتا۔ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو جس مقصد کے لئے روانہ کیا تھا وہ مقصد پورا ہوا اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ چالیس دن بعد کامیابی و کامرانی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد واپس مدینہ منورہ پہنچا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ خود مدینہ منورہ کی سرحد پر گئے اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۷ تا ۵۱، البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۰۵ تا ۴۰۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹)

منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کا فیصلہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے کے بعد ایک اور اہم فیصلہ یہ کرنا پڑا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنا پڑا جنہوں نے دین اسلام کے ایک اہم رکن زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔ یہ لوگ بظاہر تو خود کو مسلمان کہتے تھے اور دین اسلام کے دیگر فرض ارکان پر عمل پیرا بھی تھے مگر زکوٰۃ جیسے رکن کی ادائیگی سے منحرف ہو گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیں گے ان کے خلاف کاروائی کی جائے تاکہ دین اسلام کے اس بنیادی رکن کی ادائیگی پر انہیں دوبارہ مائل کیا جا سکے۔

منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو عرب کے قبائل مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب ان کی سرکوبی کا فیصلہ کیا تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا ان قبائل سے کیسے جنگ کی جا سکتی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا جب تک وہ اللہ عزوجل کی

وحدانیت کا اقرار نہ کرلیں اور جب وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کرلیں گے تو وہ اپنی جان اور مال کو ہم سے محفوظ کرلیں گے پھر وہ کسی ایسے فعل کے مرتکب ہوں جو دین اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہو تو اللہ عزوجل ان کا حساب لے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! جوکوئی نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھے گا تو میں اس سے ضرور لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے جیسے نماز بدن کا حق ہے اور اللہ عزوجل کی قسم! یہ لوگ اگر بکری کا پٹھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتے تھے مجھے نہ دیں گے تو میں ان سے ضرور لڑوں گا۔''

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف ایک لشکر ترتیب دیا۔ بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ سے اختلاف کیا یہاں تک کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی کہا کہ ان کے خلاف اس نازک موقع پر ہمیں جنگ نہیں کرنی چاہئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشورہ سنا تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

''اللہ کی قسم! جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایک بکری کا بچہ بھی زکوٰۃ میں دیتا تھا اور اب اس کے دینے سے انکاری ہے تو میں اس کا مقابلہ کروں گا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منکرین زکوٰۃ کے خلاف اسے لئے بھی جہاد کرنا چاہتے تھے کہ اگر آج یہ زکوٰۃ جیسے بنیادی رکن سے منحرف ہو رہے ہیں تو پھر مستقبل میں یہ نماز اور روزہ کا بھی انکار کرسکتے ہیں اور اگر آج ان کے معاملہ میں نرمی کا مظاہرہ

کیا گیا تو پھر دین اسلام کی بنیادی تعلیمات ایک ایک کر کے ختم ہو جائیں گی اور یوں دین اسلام آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تائید کر دی اور کہا ان منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی لازم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی منکرین زکوٰۃ کے خلاف اقدام پر قائل کر دیا جو کہہ رہے تھے کہ اس نازک موقع پر فی الحال ان منکرین زکوٰۃ کے خلاف کوئی اقدام نہ اٹھایا جائے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے لئے کئی لشکر روانہ کئے اور خود بھی بنی عبس اور بنی ذبیان کے خلاف معرکہ میں شمولیت اختیار کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کا اثر جلد ہی ظاہر ہوا اور وہ لوگ اور قبائل جو زکوٰۃ کی ادائیگی کے منکر تھے وہ ایک مرتبہ پھر زکوٰۃ کی ادائیگی پر آمادہ ہو گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے متعلق مؤرخین لکھتے ہیں کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ اپنی معاملہ فہمی اور بہترین فیصلہ کی بناء پر ان منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی نہ کرتے تو پھر دین اسلام کے بنیادی ارکان وقتاً فوقتاً ختم ہو جاتے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۳۱۴، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۵۳، صحیح بخاری جلد اول کتاب الزکوٰۃ حدیث ۱۳۱۸، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۹)

نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی سرکوبی کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو جب اہم امور درپیش تھے ان میں سے ایک بڑا مسئلہ نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں کا تھا جنہوں نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت یہ بھی فرما دیا تھا۔

''میرے بعد نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے۔''

ائمہ دین کا قول ہے ختم نبوت پر ایمان رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور کوئی بھی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ تسلیم نہ کرے کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ عزوجل کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے میں سبقت کرنے والے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے رازدار اور نائب تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ کوئی شخص اٹھے اور وہ دعویٰ کرے کہ وہ نبی ہے جبکہ نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ گروہِ انبیاء علیہم السلام کے آخری نبی اور رسول تھے اور حضور نبی کریم ﷺ پر نازل شدہ کتاب قرآن مجید آخری کتاب تھی اور اب رہتی دنیا تک حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہی بنی نوع انسان کے لئے مشعل راہ تھیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق بے شمار جھوٹے نبی اپنی نبوت کا دعویٰ کرنے لگے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کا فیصلہ کیا۔

نبوت کے جھوٹے دعویداروں میں ایک نام اسود عنسی کا تھا۔ اسود عنسی کا حقیقی نام عبہلہ بن کعب تھا اور اس کا تعلق بنی مذحج کی ایک شاخ عنس سے تھا اور یہ چونکہ ہر وقت اپنے عمامہ کے اوپر چادر ڈال کر اپنا چہرہ چھپائے رکھتا تھا اس لئے ''ذوالحمار'' یعنی اوڑھنی والے کے لقب سے بھی مشہور تھا۔ اس کا رنگ انتہائی سیاہ تھا جبکہ خدوخال بھی انتہائی کریہہ تھے۔ اسود عنسی کاہن اور شعبدہ باز تھا اور لوگوں

کو اپنی جانب مائل کرنے میں ماہر تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں جب اہل یمن اسلام کی جانب مائل ہوئے تو یمن کے گورنر "باذان" نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ پھر جب باذان کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے یمن کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے ایک شہر صنعا پر باذان کے بیٹے شہر کی حکومت برقرار رکھی۔

مؤرخین لکھتے ہیں ۱۰ھ میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے قبیلے مذحج کو اپنے ساتھ ملا کر مملکت اسلامیہ کے خلاف بغاوت کا آغاز کیا اور نجران پر حملہ کر دیا اور نجران سے حضرت عمرو بن حزم، حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہم کو نکال کر نجران پر قابض ہو گیا۔ پھر اس نے سات سو سواروں کے ہمراہ صنعاء پر حملہ کیا اور شہر بن باذان کو شہید کر کے صنعا پر بھی قابض ہو گیا۔

قیس بن عبدیغوث جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے قبیلہ مراد سے زکوٰۃ کی وصولی پر مامور کیا تھا وہ بھی مرتد ہو گیا اور اسود عنسی کے ساتھ مل گیا اور قبیلہ مراد کے حاکم حضرت فروہ رضی اللہ عنہ بن مسیک کو علاقہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس دوران حضرت عمرو بن حزام، حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ پہنچے اور حضور نبی کریم ﷺ کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت دبر رضی اللہ عنہ بن یخیس ازدی کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت طاہر بن ابی ہالہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم جو یمن کے پہاڑی علاقے میں مقیم تھے اور دین اسلام پر ثابت قدم تھے انہیں اسود عنسی کے مقابلہ کا حکم دیا اور قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک لشکر کے ہمراہ اسود عنسی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس دوران ایک مسلمان فیروز رضی اللہ عنہ دیلمی تھے اور شہر بن باذان کی بیوہ آزاد کے چچازاد بھائی بھی تھے انہوں نے قیس رضی اللہ عنہ بن ہبیرہ سے ملاقات کی اور پھر فیروز رضی اللہ عنہ خفیہ طور پر آزاد سے ملے اور یوں انہوں نے اسود عنسی کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ پھر ایک دن یہ خفیہ طور پر اسود عنسی کے گھر میں

داخل ہوئے اور اس وقت اسود عنسی شراب کے نشہ میں دھت تھا۔ فیروز رضی اللہ عنہ نے موقع پا کر اسود عنسی کو شدید زخمی کر دیا اور حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے اسود عنسی کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اسود عنسی کے قتل کے بعد حضرت قیس رضی اللہ عنہ شہر کی فصیل پر چڑھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی اور اعلان کیا اسود عنسی کاذب اور جھوٹا اور مرتد تھا وہ جہنم واصل ہو گیا ہے۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ کا اعلان سن کر اسود عنسی کی پیروی کرنے والے لوگ خوفزدہ ہو گئے مگر ان میں سے چند ایک نے مقابلہ کی کوشش کی مگر وہ بھی انجام بد سے دوچار ہوئے۔

اسود عنسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال سے پانچ دن قبل ہی جہنم واصل کیا گیا مگر اس کی اطلاع مدینہ منورہ میں اس وقت پہنچی جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنے دس دن ہو چکے تھے اور یہ پہلی خوشخبری تھی جو آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ملی اور دین اسلام کی بڑی فتح تھی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۰۹ تا ۴۱۳، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۰ تا ۴۶)

مؤرخین لکھتے ہیں اسود عنسی کے نبوت کے باطل دعویٰ کی سرکوبی کے بعد ایک اور بدبخت مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور مسیلمہ کذاب کا تعلق بنو حنیفہ سے تھا۔

روایات میں آتا ہے ۹ھ میں مسیلمہ کذاب اپنے قبیلہ کے ایک وفد کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے مدینہ منورہ پہنچا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی آمد کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیا اور خود اس کے پاس تشریف لے گئے۔ مسیلمہ کذاب نے گفتگو کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا مجھے اپنا جانشین مقرر فرمائیں اور اگر

آپ ﷺ ایسا کریں گے تو میں آپ ﷺ کی بیعت کر کے مسلمان ہو جاؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی ہٹ دھرمی دیکھی تو اپنے عصا کو ہاتھ میں تھامتے ہوئے فرمایا۔

''میں جانشینی تو دور کی بات تجھے اپنا یہ عصا بھی دینا پسند نہ کروں اور اللہ عزوجل نے جو تیرا مقدر لکھا ہے وہ وقوع پذیر ہو گا اور مجھے تیرے برے انجام سے خبردار کیا گیا ہے اور اگر تو کچھ بات کرنا چاہتا ہے تو ثابت بن قیس (رضی اللہ عنہ) یہاں موجود ہے تو اس سے بات کر لے۔''

یہ فرما کر حضور نبی کریم ﷺ واپس لوٹ گئے۔

روایات میں آتا ہے اس واقعہ کے بعد مسیلمہ کذاب اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کے ہمراہ واپس لوٹ گیا اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے بھی نبوت سے کچھ حصہ عطا فرمایا ہے۔ مسیلمہ کذاب کے اس جھوٹے دعویٰ کی تشہیر اس کے ساتھیوں نے بھی خوب بڑھ چڑھ کر کی اور یوں اس نے کئی لوگوں کو اپنے اس جھوٹے دعویٰ سے قائل کر لیا اور وہ لوگ بھی مرتد ہو گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں جب لوگ مسیلمہ کذاب کے پاس آتے تو وہ انہیں اپنے شعبدے دکھاتا اور انہیں معجزہ کا نام دے کر انہیں اپنے دام فریب میں پھنسا لیتا۔ مسیلمہ کذاب ایسی دلفریب باتیں کرتا کہ لوگ اس کے قائل ہو جاتے اور وہ اپنی ان باتوں کو وحی کا نام دیتا تھا اور کہتا تھا میرے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو مجھے اللہ عزوجل کا پیغام پہنچاتا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مسیلمہ کذاب کی بدبختی اس وقت عروج پر پہنچی جب اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو ایک خط لکھا اور اس میں خود کو مسیلمہ رسول اللہ لکھا اور کہا

میں آپ ﷺ کے ساتھ رسالت میں شریک ہوں اور نصف ملک میرا ہے جبکہ نصف ملک قریش کا ہے اور قریش زیادتی کرنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو جوابی خط لکھا جس میں لکھا۔

''محمد رسول اللہ ﷺ کا مکتوب مسیلمہ کذاب کے نام اور جو ہدایت یافتہ ہے اس پر میرا سلام ہو اور تو جان لے کہ ملک تو اللہ عزوجل کا ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنائے اور آخرت تو صرف پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔''

اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہو گیا اور مسیلمہ کذاب کے لئے یہ ایک نادر موقع تھا چنانچہ اس نے اپنے فتنہ کو ہوا دی اور بنوحنیفہ کا ایک شخص جس کا نام نہار الرجال تھا اور وہ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بھی کئی دن رہ چکا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اہل یمامہ کا معلم بنایا تھا اس نے بھی مسیلمہ کذاب کی نبوت کی گواہی دی اور مرتد ہو گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اہل عرب کے چالیس ہزار جنگجو بھی حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب کے جھوٹے دعویٰ کو حقیقت جانتے ہوئے اس کے ساتھی بن گئے اور اب مسیلمہ کذاب کا ظلم عروج پر تھا اور جو اس کو نبی ماننے سے انکار کرتا یہ اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیتا۔

روایات میں آتا ہے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بن زید انصاری جو عمان سے مدینہ منورہ آ رہے تھے مسیلمہ کذاب سے ان کا واسطہ پڑ گیا۔ مسیلمہ کذاب نے پوچھا محمد ﷺ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''وہ اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں۔''

مسیلمہ کذاب بولا تم کہو مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بن زید انصاری نے انتہائی نفرت سے اس کا انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے تلوار کا وار کر کے آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ شہید کر دیا اور کہا کہ میری بات مان لو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے آپ رضی اللہ عنہ کا دوسرا ہاتھ بھی شہید کر دیا۔ الغرض اس نے ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے تمام عضو شہید کرنے شروع کر دیئے مگر آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان میں لغزش نہ آئی حتیٰ کہ منصب شہادت پر فائز ہو گئے۔

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اس وقت بنی تمیم کی ایک حسینہ سجاح بنت حارث نے بھی نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ یہ عورت عیسائی تھی اور بہت اچھی مقررتھی۔ اس نے اپنی فصاحت و بلاغت کی بدولت کئی لوگوں کو اپنی جانب مائل کر لیا۔ اس عورت نے مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی اور مسیلمہ کذاب کی سرگرمیوں میں اس کی معاون بن گئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے یہ انتہائی مشکل فیصلہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حارث کی سرکوبی کے لئے مہم روانہ کریں کیونکہ لشکر اسلام ابھی حال ہی میں منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی سے فارغ ہوا تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ مشکل فیصلہ کو بھی کیا کہ مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حارث کی سرکوبی ضروری ہے وگرنہ یہ فتنہ جیسے سر اٹھا رہا ہے اس سے صورتحال مزید خراب ہو سکتی ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ کیا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا مگر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی آمد سے قبل ہی مسیلمہ کذاب اور اس کے لشکر پر حملہ کر دیا مگر جوابی حملے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کو

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ پر بہت غصہ آیا کہ انہوں نے جلد بازی کی جس کی وجہ سے لشکر اسلام کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بھیجا جس میں انتہائی جلیل القدر اور جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف معرکوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جنگوں میں شامل رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کو ایک زبردست معرکہ کے بعد جہنم واصل کیا۔ مسیلمہ کذاب کی موت کے بعد اس کے لشکر کی کمر ٹوٹ گئی اور انہوں نے شکست تسلیم کر لی۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۲ تا ۹۴، البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۲۹ تا ۴۳۵)

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں نبوت کا ایک اور جھوٹا دعویدار پیدا ہوا تھا اور اس کا نام طلیحہ اسدی تھا اور اس کا تعلق بنو اسد سے تھا اور اس کے باپ کا نام خویلد تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ طلیحہ اسدی نے ۹ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر اپنے قبیلہ کے ساتھ بیعت کی اور مسلمان ہوا مگر پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات کے آخری ایام میں اپنے قبیلہ کے ہمراہ ایک بیابان سے گزر رہا تھا جہاں پانی ناپید تھا تو اس نے اپنے قبیلہ والوں سے کہا فلاں جگہ پانی موجود ہے چنانچہ اس کے قبیلہ والوں نے جب اس جگہ پر جا کر دیکھا تو وہاں پانی موجود تھا۔ طلیحہ اسدی نے اسے اپنا معجزہ خیال کیا اور اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور اس کے قبیلہ والے بھی اس کی اس بات کو معجزہ جانتے ہوئے اس پر ایمان لے آئے اور اسے نبی تسلیم کر لیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو بنو اسد پر عامل بنایا اور حکم دیا کہ طلیحہ اسدی کی سرکوبی کریں۔

جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو طلیحہ اسدی جس کا لشکر مختصر تھا اسے شکست ہوئی اور طلیحہ اسدی زخمی ہو کر میدانِ جنگ سے بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ پھر طلیحہ اسدی نے یہ مشہور کر دیا کہ اس پر تلوار اثر نہیں کرتی اور وہ اسے اپنا معجزہ کہتا تھا۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہوا اور طلیحہ اسدی کو موقع مل گیا اور وہ اپنے پیروکاروں سے کہنے لگا حضور نبی کریم ﷺ کا تو وصال ہو گیا جبکہ میں زندہ ہوں۔ اس منفی پروپیگنڈا کے بعد طلیحہ اسدی کی قوت میں اضافہ ہونے لگا اور بنی غطفان، بنی فزارہ، بنی عبس، بنی طے اور بنی حدیلہ کی بڑی اکثریت بھی اس کی حامی ہو گئی۔ طلیحہ اسدی نے اپنے معتقدین کو دو گروہوں میں تقسیم کیا اور ایک گروہ کو مقام ابرق میں ٹھہرایا اور دوسرے گروہ کو مدینہ منورہ سے نجد کی طرف جانے والی شاہراہ کے نزدیک ذوالقصہ میں جمع کیا اور اس کا ارادہ تھا کہ وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرے۔

روایات میں آتا ہے بنی طے کے رئیس حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم نے کوشش کی کہ ان کی قوم طلیحہ اسدی کی حمایت سے الگ ہو جائے اور راہِ راست پر آ جائے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کی یہ کوششیں کامیاب ہوئیں اور بنی طے نے طلیحہ اسدی کی حمایت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو طلیحہ اسدی کی سرکوبی پر مامور کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بنی طے کے ایک ہزار افراد بھی شامل ہو گئے۔ اس دوران طلیحہ اسدی کا حمایتی ایک اور قبیلہ بنو جدیلہ بھی طلیحہ اسدی کی حمایت سے دستبردار ہو گیا اور ان کے پانچ سو افراد بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے آن ملے۔ اب مقابلہ بنو اسد اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مابین تھا۔ جب جنگ ہوئی تو لشکر اسلام نے تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے جس سے

بنو اسد کے قدم لڑکھڑا گئے اور وہ میدانِ جنگ سے فرار ہونے لگے۔ طلیحہ اسدی نے جب دیکھا کہ اس کے ساتھی میدانِ جنگ سے فرار ہو رہے ہیں تو اس نے شام کی جانب راہِ فرار اختیار کی۔ پھر جب بنو اسد اور بنی غطفان دوبارہ مسلمان ہوئے تو طلیحہ اسدی نے بھی ایک مرتبہ پھر اسلام قبول کر لیا اور پھر طلیحہ اسدی، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور عراق کی فتوحات میں اس نے بڑھ چڑھ کر حصہ کیا۔

طلیحہ اسدی کے میدانِ جنگ سے فرار ہونے اور بنو اسد کی شکست کے بعد وہ قبائل جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے تھے ایک مرتبہ پھر مسلمان ہو گئے اور انہوں نے عہد کیا آئندہ وہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں رہیں گے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۵۲ تا ۶۷، البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۲۱ تا ۴۲۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے لئے ذوالقصہ کی جانب روانہ ہونے لگے تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور کہا۔

''اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ رضی اللہ عنہ کہاں جاتے ہیں اور میں آپ رضی اللہ عنہ سے وہ بات کہتا ہوں جو احد کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ ہمیں اپنی جان کی وجہ سے یوں مصیبت میں مبتلا نہ کریں اور مدینہ منورہ واپس لوٹ جائیں اور اللہ عزوجل کی قسم! اگر آپ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہمیں کوئی مصیبت پہنچی تو اسلام کا یہ نظام قائم نہ رہ سکے گا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۰)

مؤرخین لکھتے ہیں بنو عبدالقیس اور بنو بکر جو ساحل سمندر کے پاس بحرین کے علاقے میں آباد تھے اور بحرین اس زمانہ میں ساحل سمندر کے پاس ہونے کی بناء پر ایک بڑا تجارتی مرکز تھا ان کا ایک وفد ۸ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری وصال ہوا تو بنو عبدالقیس اور بنو بکر کے لوگ مرتد ہو گئے اور کہنے لگے اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ عزوجل کے رسول ہوتے تو ان کا وصال نہ ہوتا۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب بنو عبدالقیس اور بنو بکر کے مرتد ہونے کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت جارود بن بشر رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا اور انہوں نے ان لوگوں کو قائل کیا جس پر بنو عبدالقیس نے تو ایک مرتبہ پھر تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا مگر بنو بکر اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن الحضری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر بنو بکر کی سرکوبی کے لئے بھیجا جس نے ایک بڑے معرکہ کے بعد بنو بکر کو شکست سے دو چار کیا اور بنو بکر کا سربراہ حطم جو اس فتنہ کی بنیاد تھا اسے جہنم واصل کیا اور یوں یہ فتنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی اور بروقت فیصلہ کی بناء پر دم توڑ گیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۱، البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۳۵ تا ۴۳۸۔ تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۹۹ تا ۱۰۱)

روایات میں آتا ہے لقیط بن مالک جو زمانہ جاہلیت میں ''الحسبندی'' کے نام سے مشہور تھا اس نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اہل عمان اس کی پیروی کرنے لگے۔ عمان کے رئیس جیفر اور عباد تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کو اہل عمان کی رشد و ہدایت کے لئے بھیجا تھا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جیفر اور عباد تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب پہنچایا تھا تو یہ دونوں بھائی مسلمان ہو گئے تھے مگر لقیط بن مالک کے فتنہ کے بعد انہیں پہاڑوں پر پناہ لینی پڑی تاکہ ان کی جانیں محفوظ رہیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب لقیط بن مالک کے فتنہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن محصن اور حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ بن ہرثمہ کو لقیط بن مالک کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور ان کی مدد کے لئے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک لشکر کے ہمراہ ان کے پیچھے روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں تاکید کی کہ یہ جیفر اور عباد کو بھی اپنے ساتھ ملالیں اور ان سے وہاں کے امور کے متعلق مشورہ کریں چنانچہ لشکر اسلام جب عمان پہنچا تو حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ بن محصن نے جیفر اور عباد سے ملاقات کی اور انہیں لشکر اسلام میں شمولیت کی دعوت دی اور یہ دونوں بھائی لشکر اسلام میں شامل ہو گئے اور پھر جنگی امور پر اور علاقے کی صورتحال پر ان سے سیر حاصل مشاورت ہوئی۔ لقیط بن مالک جو دباء شہر میں مقیم تھا اس کی سرکوبی کے لئے اس مشاوت میں یہ طے پایا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مقدمۃ الجیش کے سربراہ ہوں گے جبکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ میمنہ کے افسر اعلیٰ ہوں گے اور حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ میسرہ پر افسر ہوں گے جبکہ مرکزی لشکر کی قیادت جیفر کریں گے۔ پھر جب لشکر اسلام نے دباء پر حملہ کیا تو لقیط بن مالک ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے ہاتھ میں علم لئے گھوڑے پر نکلا اور اپنے لشکر کو بھی آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ مرتدین نے ایک بڑا حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے لشکر اسلام کو پسپا ہونا پڑا مگر بنوناجیہ اور بنوعبدالقیس کے لوگ بڑی تعداد میں اس موقع پر لشکر اسلام سے آن ملے اور پھر لشکر اسلام نے بھرپور حملہ کیا جس کے بعد لقیط بن مالک اور اس کے لشکر کو شکست

فاش سے دوچار ہونا پڑا۔ اس معرکہ میں دس ہزار مرتدین جہنم واصل ہوئے جبکہ چار ہزار مرتدین قیدی بنائے گئے اور لشکر اسلام کے ہاتھ بے شمار مال غنیمت لگا جس کا خمس مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۳۸ تا ۴۳۹، تاریخ طبری جلد دوم ۱۰۹ تا ۱۱۰)

مؤرخین لکھتے ہیں یمن میں جب مرتدین کا زور ہوا تھا تو اس کے نزدیکی علاقے کندہ اور حضرموت بھی اس فتنہ کی لپیٹ میں آئے تھے۔ کندہ کے ایک قبیلے بنوعمرو بن معاویہ نے حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری کو زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا اور بنوعمرو بن معاویہ کے سردار حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ بن سمط تھے جنہوں نے اپنے قبیلے کی سخت سرزنش کی اور انہیں سخت ملامت بھی کی مگر وہ سرکشی پر قائم رہے۔ حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ بن سمط، حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری کے پاس گئے اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ بنوعمرو بن معاویہ پر شب خون ماریں ورنہ دیگر قبائل بھی اگر ان کے ساتھ مل گئے تو بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری نے اس مشورہ کو پسند کیا اور بنوعمرو بن معاویہ پر شب خون مارا اور بے شمار مرتدین کو جہنم واصل کیا اور کئی مرتدین کو قیدی بنا لیا۔ اس دوران اشعث بن قیس جن کا شمار کندہ کے رئیسوں میں ہوتا تھا انہوں نے حملہ کر کے تمام قیدی چھڑا لئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ بن امیہ کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کندہ اور حضرموت کے ان مرتدین کی سرکوبی کریں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جو ان دنوں "مہرہ" میں تھے وہاں سے حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ بن امیہ کے پاس پہنچے۔ اس دوران انہیں حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری کا مکتوب ملا کہ بغیر کسی تاخیر

کے کندہ پر حملہ کر دینا چاہیے۔ حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ بن امیہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو اسی جگہ چھوڑا اور خود ایک مختصر لشکر لے کر حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری کے پاس پہنچے اور کندہ کا محاصرہ کر لیا۔ اشعث بن قیس کندہ کے چار قلعے جنہیں محجر کہا جاتا تھا اس میں مقیم تھا اور وہ کندہ اور حضر موت کے مرتدین کا ایک بڑا گروہ ان کے ہمراہ ان قلعوں میں قلعہ بند ہو گیا۔

روایات میں آتا ہے کہ لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی اور ان قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ سخت ہو گیا تو اشعث بن قیس نے حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری کو پیغام بھیجا کہ آپ رضی اللہ عنہ اگر اتنے آدمیوں کو امان دیں تو میں قلعہ آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دوں گا۔ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری نے اس کی بات مان لی اور اشعث بن قیس کی مطلوبہ فہرست میں موجود تمام لوگوں کو امان دے دی جبکہ اشعث بن قیس اس فہرست میں اپنا نام لکھنا بھول گیا تھا چنانچہ اشعث بن قیس کو گرفتار کر لیا گیا۔

حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری نے اشعث بن قیس کو دیگر قیدیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ بھیج دیا جہاں اشعث بن قیس تائب ہو گیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اسے معاف کر دیا بلکہ اپنی بہن ام فروہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی اشعث بن قیس سے کر دیا۔

مورخین لکھتے ہیں اشعث بن قیس نے بعد میں سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں فتوحات ایران و خراسان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پھر کوفہ آباد ہو گیا۔ حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی اشعث بن قیس کو بے پناہ اہمیت حاصل تھی اور اس کا شمار کوفہ کے امراء میں ہوتا تھا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۲۳ تا ۱۳۰)

عراق پر لشکرکشی کا فیصلہ:

محرم الحرام ۱۲ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب یمامہ کی مہم سے فارغ ہوئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق کی مہم پر روانہ کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب لکھا اور انہیں عراق جانے کا حکم دیا۔

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب یمامہ کی جنگ سے فارغ ہوئے تو مدینہ منورہ پہنچے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق بھیجنے کا فیصلہ کیا اور انہیں ایک لشکر کا سالار مقرر کرتے ہوئے حکم دیا کہ وہ عراق کی جانب پیش قدمی کریں اور حکم دیا عراق میں ایلہ کی جانب سے داخل ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت غیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو بھی ایک مکتوب لکھا اور انہیں حکم دیا وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں۔ پھر حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر سالار بھی آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اپنے لشکروں کے ہمراہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد دس ہزار تھی جبکہ حضرت جارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آٹھ ہزار کا لشکر تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور اگلے حصہ پر حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا جبکہ ان کے پیچھے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم تھے اور پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خود تھے اور یوں لشکر اسلام نے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ ہر گروہ دوسرے گروہ سے ایک دن کے فاصلہ کی دوری پر تھا۔ سلاسل کے مقام پر لشکر اسلام

کا سامنا ہرمزان کے لشکر سے ہوا جو ایرانی بادشاہ اردشیر کی جانب سے اس صوبے کا حکمران تھا اور انتہائی جری و بہادر شخص تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو اس جگہ خیمے لگانے کا حکم دیا جہاں پانی ناپید تھا۔ لشکر اسلام معترض ہوا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا تم فکرمند نہ ہو اللہ عزوجل مسبب الاسباب ہے۔ پھر جب دونوں جانب سے صف بندی مکمل ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خود اپنے لشکر سے نکلے اور ہرمزان کو للکارا۔

مؤرخین لکھتے ہیں ہرمزان نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو خود مقابلہ کے لئے نکلا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہرمزان پر حملہ کیا تو اس نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حملہ روکتے ہوئے جوابی حملہ کیا مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کی تلوار اس سے چھین لی اور اسے زمین پر گرا دیا۔ ہرمزان کے لشکر نے جیسے ہی اپنے سالارِ لشکر کو پسپا ہوتے دیکھا تو وہ آگے بڑھا مگر اتنی بڑی تعداد کا لشکر بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نہ روک سکا اور یوں ہرمزان جہنم واصل ہوا۔ پھر لشکر اسلام نے ہرمزان کے لشکر پر بھاری حملہ کیا اور اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس معرکہ میں بے شمار مالِ غنیمت ملا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حسب الارشاد مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور خود بصرہ کی جانب پیش قدمی شروع کی۔

ہرمزان کی موت نے ایرانیوں کو شدید دھچکا لگایا تھا اور یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی اور فیصلے کی بدولت ممکن ہوا تھا۔

ہرمزان کی موت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بصرہ کی جانب پیش قدمی کی اور بصرہ پر قابض ہونے کے بعد حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو حصن المرأة کی جانب روانہ کیا اور حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے حصن مرأة کو فتح کیا اور

وہاں کے گورنر کو قتل کر دیا۔ گورنر حصن مرأة کی بیوی مسلمان ہو گئی اور حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کر لیا۔

حاکم ایران اردشیر کو جب ہرمزان کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے لشکر اسلام کی سرکوبی کے لئے قارن کو بھیجا جس نے ہرمزان کے لشکر کو دوبارہ ترتیب دیا اور لشکر اسلام کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام کو مرتب کر کے قارن کے مقابلہ پر آئے اور ایک بڑے معرکہ کے بعد قارن کو بھی شکست ہوئی اور ایک مرتبہ پھر ایرانی لشکر کو میدانِ جنگ سے فرار ہونا پڑا۔

اردشیر کو جب قارن کی شکست کی خبر ملی تو اس نے ایک اور بڑے ایرانی شہسوار اندرعز کو لشکر اسلام سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اور اندرعز نے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ لشکر اسلام پر حملہ کیا اور دلجہ کے مقام پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہاں پر ایک زبردست جنگی حکمت عملی اپنائی اور اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ایک گروہ کو پیچھے رکھا جبکہ دو گروہوں کے ہمراہ جنگ کے لئے صف بندی کی۔

روایات میں آتا ہے جس وقت جنگ شروع ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے منصوبہ کے مطابق کچھ دیر بعد لشکر اسلام پیچھے ہٹنے لگا اور اس وقت وہ گروہ جسے پیچھے رکھا گیا تھا اس نے پشت کی جانب سے ایرانی لشکر پر حملہ کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ساتھ دائیں جانب سے حملہ کر دیا اور یوں ایرانی لشکر کو ایک بہت بڑی شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زبردست جنگی حکمت عملی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب سے انہیں عراق کی مہم کا کمانڈر بنائے جانے کا فیصلہ درست ثابت ہو رہا تھا اور ایرانی لشکر کو شکست پر شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اور لشکر اسلام عراق کے

بیشتر علاقوں پر قابض ہوتا جارہا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی اور لشکر اسلام فتوحات کے جھنڈے گاڑتا ہوا حیرہ جا پہنچا اور حیرہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو اہل حیرہ نے حاکم حیرہ ایاس بن قبیصہ کے پاس جا کر دہائی دینا شروع کر دی۔ ایاس بن قبیصہ اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور صلح کی درخواست کی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور کہا اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو پھر تمہیں جزیہ دینا ہوگا وگرنہ ہم تمہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ ایاس بن قبیصہ نے جزیہ کی شرط پر صلح کر لی۔

روایات میں آتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام مختلف ممالک میں فتوحات کے جھنڈے گاڑتا ہوا حیرہ کے مقام پر پہنچا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو شہر سے باہر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر حیرہ کے لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو حکم دیا کہ وہ قلعہ کا محاصرہ کر لیں۔ لشکر اسلام نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور کوئی دن گزر گئے مگر حیرہ کے لوگ مقابلہ پر نہ آئے اور لشکر اسلام نے بھی اس لئے جنگ کا آغاز نہ کیا کہ شاید حیرہ کے لوگ راہِ راست پر آجائیں اور بغیر جنگ کے صلح پر آمادہ ہو جائیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب کئی دن گزرنے کے بعد دیکھا کہ اہل حیرہ کی جانب سے کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی یہ لوگ صلح پر آمادہ ہوں تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو حکم دیا وہ شہر پر حملہ آور ہوں۔ لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ پھر ایک بوڑھا عیسائی پادری جس کا نام عمرو بن عبدالمسیح تھا

وہ لشکر اسلام میں آیا اور مجاہدین نے اسے پکڑ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھے سے دریافت کیا تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے کہا میری عمر سینکڑوں برس ہے۔ جب اس بوڑھے کی تلاشی لی گئی تو اس سے زہر کی ایک پڑیا برآمد ہوئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے زہر کے متعلق باز پرس کی تو وہ کہنے لگا یہ انتہائی خطرناک زہر ہے اور میں اس لئے اپنے ساتھ لایا تھا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ نے میری قوم کے ساتھ ناروا سلوک رکھا تو میں یہ زہر کھا کر خودکشی کرلوں گا اور اپنی قوم کو یوں رسوا ہوتا ہوا نہیں دیکھوں گا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس پڑیا سے زہر نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا اگر کسی کی موت نہیں لکھی گئی تو پھر کوئی اسے نہیں مار سکتا اور نہ ہی اس پر زہر کچھ اثر کرتا ہے۔ یہ فرما کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ دعا پڑھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ رَبِّ الْاَرْضِ السَّمَآءِ الَّذِی

لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ دَاءُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اور پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ زہر کھا لیا۔ تمام لوگ حیران رہ گئے کہ زہر نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر کچھ اثر نہ کیا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ بوڑھا پادری اپنی قوم سے مخاطب ہوا کہ تم ان سے جزیہ دے کر صلح کرلو کہ فتح ان کا مقدر ہے اور جب قوم میں ایسا بہادر موجود ہو تو پھر فتح اس قوم کا مقدر بن جاتی ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھتے ہوئے عراق کے کئی علاقے فتح کر لئے اور پھر لشکر اسلام نے حیرہ سے دجلہ تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس

موقع پر شاہِ ایران کو ایک مکتوب لکھا اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کے بعد انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور لکھا۔

''تم نے مقابلہ کی کوشش کی مگر اپنا انجام دیکھ لیا اور اگر تم اسلام قبول کرلو تو تمہارے ساتھ عمدہ سلوک روا رکھا جائے گا اور اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو پھر جزیہ کی ادائیگی پر صلح کرلو اور اگر تمہیں دوسری شرط بھی قبول نہ ہو تو پھر تم جنگ کے لئے تیار رہو۔''

شاہِ ایران نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جانب سے صلح اور امن معاہدہ کرنے کی بجائے جنگ کو ترجیح دی اور ایک لشکر مقابلہ کے لئے بھیجا مگر اس لشکر کو بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد عراق کے دیگر علاقوں کی جانب پیش قدمی جاری رکھی اور لشکر اسلام فتوحات کے جھنڈے گاڑتا رہا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۴۳ تا ۱۷۰)

شام پر لشکر کشی کا فیصلہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں شام رومیوں کا ایک بڑا مرکز تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد رومیوں کی جانب سے کسی بھی پیش قدمی کے پیش نظر شام کی جانب اپنی نگاہیں مرکوز کیں اور لشکر اسلام کو شام بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر شام کی جانب روانہ کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام بھیجنے کا فیصلہ کیا جو عراق کی مہم کے دوران حج کے لئے مکہ مکرمہ آئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام میں لشکر اسلام کا سپریم کمانڈر مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ

جتنی جلدی ممکن ہو شام کی جانب پیش قدمی کریں۔

لشکر اسلام کی شام کی جانب پیش قدمی کی اطلاعات جب شاہِ روم ہرقل کو ہوئی تو اس نے رومیوں کا ایک بڑا لشکر مقابلہ کے لئے روانہ کیا اور یرموک کے مقام پر دونوں لشکر خیمہ زن ہوئے۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یرموک میں لشکر اسلام کی مدد کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے لشکر سمیت پہنچنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ذیل کا مکتوب لکھا:

> ''تم جاؤ اور لشکر اسلامی سے یرموک میں جاملو رومیوں نے ان کو غمزدہ کر رکھا ہے اور کوئی دوسرا دشمن انہیں غمزدہ نہیں کر سکتا۔ اللہ کے فضل سے تم دشمن کو اس طرح غمزدہ کر سکتے ہو کہ کوئی دوسرا انہیں کر سکتا۔ کوئی مسلمانوں کے دلوں کی کلی نہیں کھلا سکتا جس طرح تم کھلا سکتے ہو۔ اللہ عزوجل کے انعام کے ہمیشہ حقدار رہو اور جہاد کی لگن تمہارے اندر یونہی برقرار رہے۔ غرور تمہارے اندر کبھی داخل نہ ہونے پائے ورنہ تمہارا سارا کیا دھرا مٹی میں مل جائے گا اور اللہ عزوجل تمہاری مدد سے ہاتھ اٹھا لے گا۔ اپنے کسی کام پر فخر کا اظہار نہ کرو کیونکہ کامیابی کا دارومدار اللہ عزوجل کے لطف و کرم پر ہے۔ تمام اچھے اور برے عمل کی جزا اللہ عزوجل کے پاس ہے۔''

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم پر اپنے لشکر کے ہمراہ شام کی جانب پیش قدمی کی اور یرموک کے مقام پر لشکر اسلام سے جاملے اور شاہِ روم ہرقل کے لشکر کے ساتھ یرموک کے مقام پر ایک زبردست مقابلہ ہوا جس

میں فتح لشکر اسلام کا مقدر بنی اور رومی لشکر کو پسپا ہونے پر مجبور ہونا پڑا اور اس معرکہ میں بے شمار رومی جہنم واصل ہوئے اور بے شمار مال غنیمت لشکر اسلام کے ہاتھ لگا جس کا خمس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ بھیج دیا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۷۰ تا ۱۹۸)

دمشق کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سربراہ مقرر کرتے ہوئے انہیں دمشق کی جانب پیش قدمی کرنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب لکھا جس کا متن یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہارا خط ملا تم نے لکھا دشمن کی فوجیں تم سے مقابلہ کے لئے روانہ ہو چکی ہیں۔ ان کا لشکر بہت بڑا ہے جس کا زمین میں سمانا مشکل ہے۔ اللہ کی قسم! تمہاری وہاں موجودگی سے زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود دشمن فوجوں پر تنگ ہو جائے گی۔ اللہ عزوجل کی قسم! مجھے امید ہے کہ تم عنقریب شاہ روم کو اس جگہ سے باہر نکال دو گے جہاں وہ اس وقت مقیم ہے۔ تم اپنے لشکروں کو دیہاتوں اور اردگرد کی بستیوں میں پھیلا دو اور شامی افواج کو غلہ اور چارہ سے محروم کر دو تاکہ ان کی زندگی وبال بن جائے۔ بڑے شہروں کا محاصرہ اس وقت تک نہ کرنا جب تک میرا اگلا حکم نہ آ جائے۔ اگر دشمن تم سے لڑنے کے لئے آگے بڑھے تم بھی آگے بڑھنا۔ اللہ عزوجل سے دعا کیا کرو کہ وہ تم کو

غلبہ عطا فرمائے۔ ان کے پاس جتنی رسد آئے گی میں اس سے دگنی رسد تم کو بھیجوں گا۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ تم تعداد میں کم نہیں اور نہ ہی تم کمزور ہو۔ اللہ عزوجل تمہیں ضرور فتح سے ہمکنار کرے گا اور تم دشمن پر غالب آؤ گے۔ اللہ عزوجل تمہیں سربلند کر کے دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کس طرح اس کا شکر ادا کرتے ہو۔ عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا اور میں نے اسے سمجھا دیا ہے وہ بھی صحیح مشورہ دینے سے دریغ نہ کرے وہ تجربہ کار، معاملہ فہم اور صائب رائے شخص ہے۔ والسلام علیک۔

دمشق کی فتح اگرچہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی مگر دمشق کی جانب پیش قدمی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم پر ہوئی مگر زندگی نے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ وفا نہ کی اور آپ رضی اللہ عنہ دمشق کی فتح سے قبل ہی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۹۸ تا ۱۹۹)

تدوین قرآن کا فیصلہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جنگ یمامہ کے موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میری جانب ایک قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میرے پاس اس وقت عمر (رضی اللہ عنہ) بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ کہتے ہیں جنگ کے دوران بے شمار حفاظ شہید ہو گئے ہیں اور اگر اسی طرح جنگوں میں حفاظِ کرام شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کے ایک بہت بڑے حصے کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اس لئے ان کی رائے یہ ہے کہ میں قرآن کریم کو جمع کروں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا میں وہ کام نہیں کرسکتا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں نہیں کیا مگر پھر اللہ عزوجل نے اس کارِ خیر کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میری رائے بھی عمر (رضی اللہ عنہ) والی بن گئی۔ تم نوجوان ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی ہو اس لئے تم قرآن کو جمع کرو۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جواباً کہا۔

"اللہ کی قسم! اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا جاتا تو میں اسے قرآن جمع کرنے سے زیادہ آسان سمجھتا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

"یہ کارِ خیر ہے۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور پھر اللہ عزوجل نے میری رائے وہی کر دی جو سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کی تھی۔ میں نے کھجور کے پتوں، کپڑے کے ٹکڑوں، پتھر کے ٹکڑوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں سے قرآن مجید اکٹھا کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال تک یہ صحیفے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہے جو بعدازاں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئے اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جنہوں نے اس کی نقول تیار کروا کر مختلف علاقوں میں بھیجیں۔

محدثین لکھتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس لئے دیا کہ وہ کاتب وحی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر وحی انہوں نے تحریر فرمائی تھی اس کے علاوہ وہ حافظ بھی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید سنایا کرتے تھے تاکہ اگر وہ کوئی غلطی کریں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی اصلاح فرما دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے کچھ روز قبل ہی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآنِ پاک سنایا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی تھی۔

قرآن مجید کی تدوین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی وجہ سے رہتی دنیا تک ہر مسلمان کو قرآن مجید پڑھنے میں آسانی ہوگئی۔ قرآن مجید کو پہلی مرتبہ کتابی شکل آپ رضی اللہ عنہ نے ہی دی تھی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں

قرآن مجید کے بارے میں سب سے زیادہ اجر کے حقدار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے ہی سب سے پہلے قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قرآن مجید کی تدوین عمل میں آئی اور قرآن مجید کا وہ نسخہ آپ رضی اللہ عنہ کی تحویل میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ نسخہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تحویل میں آ گیا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ نسخہ اپنی صاحبزادی اور ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا تاکہ وہ اصل نسخہ کو سنبھال لیں اور اگر کسی نے استفادہ کرنا ہو تو وہ اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے عاریتاً لیا اور اس کی نقول تیار کروائیں اور انہیں مختلف مقامات پر روانہ کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں یہ نسخہ ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا جسے بعد میں مروان بن الحکم نے ضائع کروا دیا۔

(صحیح بخاری جلد چہارم حدیث ۱۹۰۷، نسائی سنن الکبریٰ جلد پنجم حدیث ۷۹۹۵، مسند احمد جلد اول حدیث ۸۶، طبرانی معجم الکبیر جلد پنجم حدیث ۴۹۰۱، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳)

تدوین حدیث کا فیصلہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے مختصر دورِ خلافت میں قرآن مجید کو جمع کرنے کے علاوہ تدوین حدیث کا کام بھی سرانجام دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے مختصر عرصہ میں حدیث کا ایک مجموعہ تیار کیا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مستند پانچ سو احادیث موجود تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے احادیث کا یہ مجموعہ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تدوین حدیث میں نہایت احتیاط سے کام لیا اور اس مجموعہ حدیث کو اپنی بیٹی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کرتے ہوئے انہیں نہایت احتیاط سے رکھنے کا حکم دیا۔

روایات میں آتا ہے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے احادیث کا یہ نسخہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیا تو اس رات ان کے ہاں قیام فرمایا اور تمام رات کروٹیں اس خوف سے بدلتے رہے کہ کہیں کسی حدیث کے تحریر کرنے میں کوئی کوتاہی نہ رہ گئی ہو۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ رضی اللہ عنہ کی اس کیفیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے اول یہ معلوم ہوتا تھا شاید آپ رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہیں اور اسی وجہ سے بے چینی میں کروٹیں بدل رہے ہیں۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نظامِ خلافت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں باقاعدہ مجلس شوریٰ تو قائم نہ کی تھی مگر آپ رضی اللہ عنہ ہر امور میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کو ترجیح دیتے تھے اور ان سے مشاورت کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جن اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرتے تھے ان میں سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار کے اکابرین سے بھی مشورہ کرتے تھے اور ان کے مشوروں کو ترجیح دیتے اور ملکی معاملات انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت کے بعد ہی ترتیب دیئے جاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۳۵۰)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ خبریں لکھنے کا کام کیا کرتے تھے اور حالاتِ حاضرہ کے متعلق آگاہی رکھتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے تھے تو پھر جو بھی موجود ہوتا

اسے خبریں لکھنے کا کام سونپا جاتا تھا جبکہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو محکمہ مال کا انچارج مقرر کیا گیا تھا اور وہی مالِ غنیمت اور فتوحات کے ذریعے آنے والے مال کا حساب کتاب رکھتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب مقرر کیا تھا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مکتوبات تحریر کیا کرتے تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو منصب قضاء پر فائز کیا گیا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ قاضی القضاء تھے اور کسی بھی مقدمہ کا فیصلہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ہوتا تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقرر کردہ قاضی القضاء سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس اس عرصہ میں کوئی بھی مقدمہ نہ آیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عوام الناس کو عدل و انصاف کی فراہمی کے لئے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو قاضی القضاء کے عہدے پر فائز کیا جبکہ ان کی معاونت کے لئے سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا تاکہ لوگوں کو انصاف کی فراہمی بروقت ممکن ہو۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۰۳)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک محکمہ قائم کیا جو لوگوں کی دینی و فقہی مسائل کی جانب رہنمائی کرتا تھا۔ سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابن ابی کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے اکابر

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس محکمہ میں لوگوں کی دینی وفقہی خدمت کے لئے موجود تھے۔

اہل گورنروں کی تقرری کا فیصلہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مختلف ممالک جن میں عراق اور شام پر لشکر کشی بھی شامل ہے کے بیشتر علاقے مملکت اسلامیہ کا حصہ بن چکے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ کی مرکزی حیثیت برقرار رکھی اور آپ رضی اللہ عنہ خود مدینہ منورہ میں رہ کر تمام ملکی معاملات کو دیکھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے آپ رضی اللہ عنہ نے کئی علاقوں کے گورنر مقرر کئے اور وہ علاقے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری میں مملکت اسلامیہ کا حصہ بن چکے تھے ان کے گورنروں میں سے کچھ کو برقرار رکھا اور کچھ کو مشاورت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے تبدیل بھی کیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مکہ مکرمہ کے گورنر حضرت عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کو مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد حضرت عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کو ان کے عہدے پر برقرار رکھا کیونکہ وہ اپنے فرائض منصبی نہایت احسن طریقے سے انجام دے رہے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ ظاہری میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص کو طائف کا گورنر مقرر کیا تھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص کو بھی ان کے عہدہ پر برقرار رکھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صنعاء کے گورنر حضرت حضرت خالد بن سعید

رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ حضرت مہاجر بن امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ کو صنعاء کا گورنر مقرر کیا اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صنعاء کا گورنر مقرر کیا تھا جبکہ حضرت مہاجر بن امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری میں کنندہ کے گورنر تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو "جند" کے گورنر کے عہدہ پر برقرار رکھا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس منصب پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فائز کیا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ کو نجران کا گورنر مقرر کیا تھا مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو نجران کا گورنر مقرر کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو خرش کا گورنر مقرر کیا گیا تھا مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کے عہدے سے معزول کر کے حضرت عبداللہ بن ثور رضی اللہ عنہ کو خرش کا گورنر مقرر کیا۔

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کا گورنر مقرر کیا تھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت ابان بن سعید اموی رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا مگر بعد میں اہل بحرین نے آپ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ہی بحرین کا گورنر بنایا جائے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے مشورہ کے بعد حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ بحرین کا گورنر بنا دیا اور حضرت ابان بن سعید اموی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی گورنری کے عہدہ سے معزول کر دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

رمع کے گورنر تھے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اس عہدہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے انہیں ان کے عہدہ پر برقرار رکھا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ زبید کے بھی گورنر تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی انہیں زبید کا گورنر مقرر کیا تھا چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں انہی کو زبید کا گورنر برقرار رکھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ کو خولان کا گورنر مقرر کیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت غیاض بن غنم فہری رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل کا گورنر مقرر کیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اہل بدر کو گورنر کیوں مقرر نہیں فرماتے جب کہ ان کا مقام بہت بلند ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں اہل بدر کے مراتب جانتا ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ وہ دنیا میں ملوث نہ ہوں۔"

(تاریخ طبری جلد دوم حصہ دوم صفحہ ۲۰۳)

گورنروں کے احتساب کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ملکی نظام کو استحکام بخشنے کے لئے اور ملکی معاملات کو عمدہ طریقے سے چلانے کے لئے گورنروں کی ان کے ایسے امور جس سے کسی بھی طرح نظامِ مملکت میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا ان کی سرزنش بھی کی۔

روایات میں آتا ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حیرہ کی مہم کے دوران

بغیر کسی اطلاع کے حج بیت اللہ کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے اور ان دنوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یوں بغیر اطلاع کے حج پر آنے پر ان کی سرزنش کی اور فرمایا کہ اس سے لشکر کے انتظامی امور کو شدید دھچکا پہنچے گا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام کی جانب بھیجے جانے والے لشکر کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے ملک شام پر کی جانے والی لشکر کشی کے موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب سے آنے والے دیگر لشکروں کے پہنچنے سے قبل ہی شام پر چڑھائی کر دی اور ان کی اس جلد بازی کی وجہ سے لشکر اسلام کو ابتداء میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدہ سے معزول کرتے ہوئے ان سے فرمایا۔

''تم کسی بھی مہم میں آگے تو بڑھتے ہو مگر تم بعد میں اپنی جان بچا کر بھاگ جاتے ہو اور مہم کو مکمل نہیں کرتے۔''

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اپنے رویہ کی معافی مانگی۔

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ذکر ہوا مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے جو لشکر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں بھیجا گیا تھا اس نے بھی جلد بازی کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھیجے گئے دوسرے لشکر کا انتظار نہ کیا اور یوں پہلے حملہ میں انہیں پسپائی اختیار کرنا پڑی جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس لشکر کی قیادت سے معزول کر دیا۔

حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ جو یمامہ کے گورنر تھے ان کے پاس دو ایسی عورتوں کو لایا گیا جو حضور نبی کریم ﷺ کی ہجو گاتی تھیں اور مسلمانوں کو برا کہتی تھیں۔ حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں کے ہاتھ کٹوا دیئے اور ان کے دانت تڑوا دیئے تا کہ وہ آئندہ حضور نبی کریم ﷺ کی ہجو اور مسلمانوں کی برائیوں سے باز رہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی سرزنش کی اور فرمایا بلاشبہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنا بڑا جرم ہے اور اگر تم سزا میں جلدی نہ کرتے تو میں قتل کا حکم دیتا اور اگر مدعی مسلمان ہے تو گالی دینے سے وہ مرتد ہوگئی اور اگر ذمیہ تھی تو اس نے وعدہ خلافی کی اور اگر وہ صرف مسلمانوں کو برا کہتی تھی تو پھر صرف تنبیہ کافی تھی۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۷ تا ۹۴)

مال کی تقسیم کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں فتوحات اور مالِ غنیمت کا جو بھی مال آتا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں بیٹھ کر فوراً تقسیم فرما دیتے تھے اور ایک پائی بھی بیت المال میں جمع نہ ہوتی تھی اور اس زمانہ میں بیت المال کے لئے باقاعدہ کوئی عمارت بھی مختص نہ تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں بیت المال کے لئے کوئی عمارت مختص نہ کی اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی جو مال بطورِ فتوحات یا غنیمت کے آتا آپ رضی اللہ عنہ اسے فوراً تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جو بھی اموال بطورِ فتوحات یا غنیمت آتے تھے انہیں سنح میں واقع ایک مکان میں جمع کیا جاتا تھا اور اس مکان کا کوئی محافظ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ کہا گیا اس مکان کی حفاظت کے لئے کوئی محافظ مقرر فرما دیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس کی کچھ حاجت نہیں ہے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بطورِ خلیفہ بہترین منتظم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیت المال کا کوئی چوکیدار نہ تھا اور بیت المال میں جو کچھ آتا آپ رضی اللہ عنہ وہ فوراً تقسیم فرما دیتے تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے پہلے سال غلام اور آزاد کو، مرد اور عورت کو، ہر ایک کو دس دس دینار دیئے گئے۔ دوسرے سال ہر ایک کو بیس دینار دیئے گئے۔ کچھ لوگوں نے عرض کیا بعض لوگوں کو دوسروں پر اسلام پہلے لے آنے کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے آپ رضی اللہ عنہ سب میں مال برابر کیوں تقسیم فرماتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ کو چاہئے فضیلت والے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ترجیح دیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"فضیلت کا اجر تو اللہ دے گا بیت المال تو ذریعہ معاش ہے اور اس میں تمام مسلمان برابر ہیں۔"

محدثین کرام لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جو بھی مال آتا تھا آپ رضی اللہ عنہ اسے فوراً تقسیم فرما دیتے تھے اور یہ مال غرباء، بیواؤں، مساکین اور یتیموں میں تقسیم ہوتا تھا چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم کو لے کر اس مکان میں گئے جہاں مالِ غنیمت اور فتوحات کا سامان جمع کیا جاتا تھا تو اس مکان میں ایک درہم کے سوا کچھ بھی موجود نہ تھا۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۶)

عدل و انصاف کی فراہمی یقینی بنانے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عوام الناس کو عدل و انصاف کی فراہمی کے لئے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو قاضی القضاء کے عہدے پر فائز کیا جبکہ ان کی معاونت کے لئے سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا تاکہ لوگوں کو انصاف کی فراہمی بروقت ممکن ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

"جب کل کا دن آئے تو اونٹوں کے صدقات یہاں حاضر کر دینا ہم اسے تقسیم کریں گے اور میرے پاس کوئی بھی بلااجازت نہ آئے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا یہ نکیل لو شاید اللہ عزوجل ہمیں بھی کوئی اونٹ دے دے۔ وہ آدمی اگلے روز نکیل لے کر آگیا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اونٹوں کے درمیان داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی ان کے پیچھے داخل ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس شخص کو دیکھا تو کہا تم بلااجازت یہاں کیوں آئے ہو اور اسے جھڑک دیا۔

روایات میں آتا ہے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو اس شخص کو بلایا اور اس کو ایک اونٹ، اونٹ کا کجاوہ، ایک دھاری دار کمبل اور پانچ دینار دیتے ہوئے اس سے معذرت کی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ

دیکھ کر فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کا عدل بے مثال ہے۔"

(سنن الکبریٰ جلد ہشتم صفحہ ۴۹)

مجاہدین کی اخلاقی تربیت کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فوج کے محکمہ کا باقاعدہ قیام عمل میں نہ آیا تھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی یہی صورتحال تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے بھی فوج کا باقاعدہ محکمہ قائم نہ کیا اور مملکت اسلامیہ میں پہلے فوجی محکمہ کی بنیاد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رکھی گئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں چونکہ فوج کا باقاعدہ کوئی محکمہ نہ تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فوج کو کئی دستوں میں تقسیم فرما رکھا تھا اور ہر دستے کے الگ الگ انچارج مقرر تھے جنہیں سپہ سالار کہا جاتا تھا جبکہ سالارِ اعلیٰ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوج کی تقسیم قبائلی لشکروں کی بنیاد پر تھی اور ہر لشکر کا ایک الگ جھنڈا ہوتا تھا جو ان کی پہچان تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کی اخلاقی تربیت کا بخوبی انتظام کیا اور آپ رضی اللہ عنہ چاہتے تھے جو بھی مجاہد جہاد پر جائے وہ جنگی اصولوں سے واقفیت رکھتا ہو اور دورانِ جنگ بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور ان لوگوں کے ساتھ جو مقابلہ نہ کریں اخلاقیات کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں نقصان پہنچانے سے گریز کرے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کی اخلاقی تربیت کی ذمہ داری جہاں خود اٹھائی اور انہیں مختلف مواقع پر مختلف نصیحتیں کیں وہیں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے سالاروں کو بھی سختی سے ہدایات دیں کہ وہ اپنے مجاہدین کی حفاظت کا بھرپور اہتمام

کریں اور بلا سوچے سمجھے انہیں موت کے منہ میں نہ دھکیلیں اور مجاہدین کو جنگی قواعد و ضوابط سے آگاہ کریں اور جو بھی مالِ غنیمت ملے اس میں ان مجاہدین کو ان کا حصہ دیں اور ان کے ساتھ سختی کی بجائے نرمی کا معاملہ روا رکھیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نظامِ خلافت کا اہم امر یہ بھی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ جانتے تھے جنگ میں جہاں لشکر کے لئے مالی وسائل کا ہونا ضروری ہے وہیں ان کے پاس سامانِ حرب کا ہونا بھی ضروری ہے یہی وجہ ہے آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کے لئے اونٹ وغیرہ خریدے، تلواریں اور نیزوں کا انتظام کیا تاکہ جب بھی کوئی لشکر کسی مہم پر روانہ کیا جائے اس کے پاس سامانِ حرب کی کمی نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کے لئے جو اونٹ وغیرہ خریدے ان کے لئے ایک چراگاہ بھی مخصوص کی جہاں ان اونٹوں کی نگہبانی کی جاتی تھی۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب بھی کسی لشکر کو کسی مہم پر روانہ کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ اس لشکر کے ساتھ کچھ دیر سفر کرتے اور راستہ میں لشکر کے سالار کو اہم ہدایات دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ لشکر کے پاس موجود سامانِ حرب اور سفری سہولیات کا بھی خصوصی خیال رکھتے تھے اور مجاہدین کو ایک دوسرے کے ساتھ رواداری اور بھائی چارے کا درس دیتے تھے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اوّلیات

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جن کی چار نسلوں کو صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف حاصل ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے شیخ الاسلام ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے باپ کی موجودگی میں خلیفہ بنے اور جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوتو آپ رضی اللہ عنہ کے والدین زندہ تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو جمع کیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جن کی تنخواہ مقرر ہوئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مشتبہ کھانے کی وجہ سے قے کی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جن کو ان کی اہلیہ نے غسل دیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۴)

خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ کا مختصر جائزہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت ابتداء میں مشکلات سے دوچار رہی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی سلطنت کو مستحکم کرنے پر اپنی توجہ مرکوز رکھی اور تمام فتنوں اور مرتدین کا خاتمہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جن قبائل نے بغاوت کی اور ان کے سردار بادشاہ بن بیٹھے آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لئے مہمات روانہ کیں۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کی معاملہ فہمی اور دینی و سیاسی بصیرت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ ہی عرصہ میں ان تمام فتنوں اور خطرات کا سدباب کیا جس سے دین اسلام کو خطرات لاحق تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے مختصر دورِ خلافت میں ذمیوں اور محکوموں کے ساتھ انسانی رواداری کا منفرد درس دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ذمیوں اور محکوموں سے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات پر عمل کیا اور ان کے حقوق کا خاص خیال رکھا۔ حیرہ کے عیسائیوں سے جب معاہدہ ہوا تو حکم دیا کہ ان کی عبادت گاہوں اور گرجوں کو کچھ نقصان نہ پہنچایا جائے اور ان کے ایسے قلعوں کو بھی نہ گرایا جائے

جنہیں یہ ضرورت کے وقت دشمن کے مقابلے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ان کے مذہبی تہواروں کے موقع پر جب عیسائی صلیب کا جلوس نکالنا چاہیں تو انہیں ہرگز نہ روکا جائے۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رواداری اور حسن سلوک کی بدولت بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی لشکر روانہ کرتے تو اپنے سالاروں کو حکم دیتے کہ وہ محکوموں کے حقوق کا خاص خیال رکھیں اور ان کی دل آزاری کا سبب بننے والا کوئی کام نہ کریں۔ اگر کوئی محکوم جزیہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کو جزیہ معاف کر دیا جائے اور اگر کوئی محتاج ہے تو اس کی کفالت بیت المال کے ذمہ لگائی جائے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ذمیوں اور محکوموں کے حقوق واضح کر کے یہ ثابت کر دیا دین اسلام کی بنیاد بھائی چارے اور رواداری پر ہے اور مسلمان ظلم کے صریحاً خلاف ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ تعلیم اسلام کے زندہ پیکر اور اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ تصویر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ سوا دو سال کے اس قلیل عرصہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے کوئی کام ایسا نہ کیا جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس مختصر دورِ خلافت میں ایسے کارنامے انجام دیئے جو بعد میں آنے والے خلفاء کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی فکری سوچ، غیر معمولی ذہانت، دینی و سیاسی بصیرت اور روشن ضمیری سے وہ کام کئے جو کسی دوسرے کے لئے ممکن نہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مختصر جماعت کے ہمراہ تمام عرب اور اردگرد میں پھیلی ایرانیوں اور رومیوں کی طاقت کو اپنی روحانی اور اخلاقی طاقت سے مغلوب کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خود کو صحیح معنوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ثابت کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھنے والے ان سے سیکھنے والے اور ان کو سننے والے موجود تھے وہ سب بھی آپ رضی اللہ عنہ کی بصیرت اور اخلاقی اقدار کے قائل تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دین اسلام میں جمہوری حکومت کی بنیاد رکھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے تمام مشوروں میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شامل کرتے اور ان کے مشوروں کو ترجیح دیتے تھے۔ سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ کرام آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کا حصہ تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امورِ مملکت چلانے والے اپنے تمام رفقاء اور لشکر اسلام کے سالاروں پر بھی بڑی کڑی نظر رکھتے تھے تاکہ امورِ مملکت میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی بنیاد رکھی لیکن اس کے لئے باقاعدہ کوئی محکمہ قائم نہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ ظاہری کی طرح جو کچھ بھی فتوحات کے ذریعے آتا وہ غرباء و مساکین میں بلاامتیاز تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بیت المال کا جائزہ لیا تو اس میں سے صرف ایک درہم نکلا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی کی طرح کوئی باقاعدہ فوجی محکمہ نہ تھا۔ جب جہاد کی ضرورت پیش آتی تو تمام مسلمان جذبہ ایمانی سے سرفراز جہاد کے لئے حاضر ہو جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ لشکروں کو روانگی سے قبل نہایت مفید مشورے دیتے اور انہیں ہدایات دیتے وہ ہر

ایک ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور کسی کو بھی اپنے رویئے سے کوئی شکایت نہ ہونے دیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک محکمہ قائم کیا جو لوگوں کی دینی وفقہی مسائل کی جانب رہنمائی کرتا تھا۔ سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابن ابی کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ کرام اس محکمہ میں لوگوں کی دینی وفقہی خدمت کے لئے موجود تھے۔

تاریخ کے اوراق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کارناموں سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ وہ کارنامے ہیں جن پر بلاشبہ دین اسلام کو فخر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کی بیخ کنی کی، نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو قلع قمع کر کے ختم نبوت پر اپنی مہر ثبت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو جمع کیا اور احادیث کی اشاعت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی میں اپنی ساری زندگی بسر کی اور اپنے نظامِ خلافت کو بھی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم کیا۔

عہد صدیقی رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا اجمالی جائزہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ ظاہری میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ایک لشکر کو ملک شام کی جانب روانہ کیا تھا۔ ابھی یہ لشکر راستہ میں ہی تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور یہ لشکر واپس لوٹ آیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں لشکر کو دوبارہ روانہ کیا تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معترض ہوئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ناتجربہ کار ہیں ان کی بجائے کسی اور کو سالار بنا کر بھیجا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس مشورہ سے شدید ناراض ہوئے اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

”اگر جنگل کے بھیڑیئے مدینہ منورہ میں داخل ہوں اور مجھے اٹھا کر لے جائیں تب بھی میں وہ کام کروں گا جس کا حکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دیا ہے۔“

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جب لشکر لے کر روانہ ہوئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود پیدل مدینہ منورہ کی سرحد تک اس لشکر کو روانہ کرنے کے لئے ہمراہ گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ہدایات دیتے جاتے تھے خیانت نہ کرنا. مال کو نہ چھپانا. بے وفائی نہ کرنا. بوڑھوں. بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا. پھلدار اور ہرے بھرے درختوں کو نہ کاٹنا. کھانے کے علاوہ جانوروں کو ذبح نہ کرنا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی گھوڑے سے نیچے اتر آؤں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ دونوں باتیں ممکن نہیں ہیں تم گھوڑے سے اترو گے نہیں
اور میں گھوڑے پر سوار نہیں ہوں گا۔ میں اس لئے پیدل چلتا
ہوں میں بھی اللہ کی راہ میں اپنے کچھ قدم خاک آلود کرلوں۔"

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں لشکر شام روانہ ہوا اور چالیس دن بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بحیثیت فاتح کے مدینہ منورہ میں واپس لوٹے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر استقبال خود شہر سے باہر آ کر کیا۔ یہ پہلی فتح تھی جو آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام غزوات میں شامل ہوئے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی سے آگاہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی کسی لشکر کو روانہ کرتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح جنگی حکمت عملی اختیار کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مختصر دورِ خلافت میں مسلمانوں کو بے شمار فتوحات نصیب ہوئیں۔ ایران، عراق اور شام جیسے بڑے ملک جزیہ دینے لگے اور وہاں کے رہنے والے بے شمار قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کا سالارِ اعلیٰ مقرر کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ براہِ راست آپ رضی اللہ عنہ کے

احکامات پر عمل کرنے کے پابند تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جنگی حکمت عملی کا ایک بہترین پہلو یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دورانِ جنگ لشکر کو مسلسل کمک پہنچانے کا نظام وضع کر رکھا تھا تاکہ لشکر اسلام کسی بھی موقع پر دشمن کی طاقت سے زیر نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کسی بھی لشکر کو روانہ کرنے سے پہلے اسے نصیحت کرتے فتح کے بعد وہ لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں اور انہیں دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو ہرگز قتل نہ کریں۔ ان کی عبادت گاہوں کو کسی صورت نقصان نہ پہنچائیں اور انہیں مذہبی رسومات کی ادائیگی میں کسی قسم کا پابند نہ کریں۔ ان کے مذہبی رہنماؤں کے ساتھ عزت سے پیش آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ان اقدامات کی وجہ سے بے شمار قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک بہترین جنگی حکمت عملی یہ بھی تھی کہ ایک لشکر کا رابطہ دوسرے لشکر سے ضرور ہوتا تھا تاکہ بوقت ضرورت وہ اس کی مدد کو پہنچ سکے۔ ہر لشکر کو ہدایات آپ رضی اللہ عنہ خود جاری کرتے تھے اور ہر لشکر کے سالار کو اس بات کی اجازت تھی وہ اپنی مدد کے لئے دوسرے لشکر کو بلا سکتا ہے اور دوسرے لشکر پر بھی لازم تھا وہ پہلے لشکر کی مدد کے لئے فوراً سے بیشتر روانہ ہو۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بنی اسد کی ایک شاخ طلیحہ اسدی نے مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی قیادت خود کی اور رات کے آخری پہر میں شب خون مارا۔ طلیحہ اسدی اس وقت نیند کے زیر سایہ تھے اس لئے ان کا بے حد جانی و مالی نقصان ہوا اور وہ مدینہ منورہ کا محاصرہ ترک کر کے بھاگ گئے۔ اس واقعہ میں بے شمار مالِ غنیمت لشکر اسلام کے ہاتھ آیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ذاتی حفاظتی دستے میں شامل رہے تھے اس لئے لڑائی کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں بھی بے شمار معرکوں میں خود شامل ہوئے اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی حفاظت کے لئے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کو اس بات کا پابند کر رکھا تھا کہ کسی بھی نازک صورتحال کے موقع پر تمام مسلمان مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فوراً سے بیشتر جمع ہوں تاکہ اس صورتحال کا تدارت کیا جاسکے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلامی سلطنت کے اندرونی معاملات کو درست سمت میں لانے کے بعد اردگرد کی دشمن قوتوں کی جانب اپنی توجہ مرکوز کی۔ اس وقت اسلامی سلطنت شام اور ایران میں گھری ہوئی تھی۔ شام پر رومیوں کی حکومت تھی اور ایران پر ساسانی خاندان کی حکومت تھی۔ یہ دونوں حکومتیں عربوں کی شدید دشمن تھیں اور بالخصوص مسلمانوں کی جان کے درپے تھیں۔ انہوں نے کئی مرتبہ کوشش کی کہ وہ عربوں کو اپنے تابع کرسکیں۔ ایرانیوں اور عربوں کے درمیان عرصہ دراز سے عداوت چلی آرہی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ایک مکتوب ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کی جانب بھیجا تھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ خسرو پرویز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب کو پھاڑ دیا تھا اور پھر کچھ عرصہ بعد اس کے بیٹے نے اسے قتل کر کے تخت پر قبضہ کرلیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد ایک لشکر ایران کی جانب روانہ کیا۔ اس وقت ملک عراق کا بیشتر علاقہ بھی ایرانیوں کے کنٹرول میں تھا۔ عراق کے ایک عیسائی قبیلے کے سردار مثنیٰ (رضی اللہ عنہ) نے اپنے تمام قبیلے والوں کے ہمراہ اسلام قبول کرلیا اور

اس نے درخواست کی اسے ایران پر حملے کی اجازت دی جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو ایران پر حملے کی اجازت دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ کیا جس نے ایران پر چڑھائی کر دی۔ کچھ ہی عرصہ میں ایران اور عراق کے بے شمار علاقے سلطنت اسلامی کے تابع ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عُراق کے ایرانی گورنر ہرمز کو خط لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی اور کہا گیا کہ اگر وہ اسلام قبول نہیں کرتا تو اسے جزیہ ادا کرنا ہوگا اور اگر وہ جزیہ بھی ادا نہیں کرے گا تو اسے جنگ کے لئے تیار رہنا ہو گا۔ ہرمز نے وہ خط ایران کے بادشاہ اردشیر کو بھیج دیا اور خود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے نکل پڑا۔ دجلہ کے مقام پر لشکر اسلام اور ہرمز کے لشکر کے درمیان مقابلہ ہوا۔ ہرمز کے لشکر کے ساتھ کئی عیسائی قبائل بھی تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلامی نے بہادری اور جرأت کی کئی داستانیں رقم کیں اور اپنے سے کئی گنا بڑے لشکر کو شکست سے دوچار کیا۔ ایرانیوں نے اپنی شکست کو تسلیم کر لیا اور ایک لاکھ نوے ہزار درہم سالانہ جزیہ پر صلح کا معاہدہ طے پایا۔

ایران کی کامیاب مہم کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ملک شام کی جانب روانہ کیا تاکہ رومیوں کی سرکوبی کی جا سکے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ اسلامی سلطنت کے پڑوس میں دوسری بڑی ریاست رومیوں کی تھی جو کسی بھی طرح مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم کو بھی اسلام کی دعوت دی تھی جسے اس نے رد کر دیا تھا۔ اس وقت ملک شام رومیوں کے زیر تسلط تھا۔

ملک شام کی اس سے قبل کامیاب مہم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

لشکر اسلام کے سالار تھے اور ان کی اس کامیاب مہم کے بعد بظاہر تو رومی تابع ہو چکے تھے مگر اندرونِ خانہ وہ سازشوں میں مصروف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بہترین سالارِ اعلیٰ کی طرح لشکر اسلام کو کئی حصوں میں تقسیم کیا اور ہر لشکر کا سالار بہترین جنگی صلاحیتوں کا حامل تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر بصرہ پر اپنے لشکر کو چڑھائی کا حکم دیا اور جزیہ کی ادائیگی پر ان سے صلح کی۔ اس دوران ایک اور لشکر نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں فلسطین پر حملہ کیا اور وہاں پر اس لشکر کا مقابلہ رومیوں سے ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس لشکر کی مدد کے لئے پہنچے اور ایک گھمسان کی لڑائی کے بعد فتح لشکر اسلام کے حصہ میں آئی۔ اس وقت دمشق میں ایک اور لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لڑ رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس لشکر کی مدد کے لئے روانہ ہوئے اور انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ہمراہ دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا اور یوں دمشق کی فتح سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

دورِ خلافت میں کئے گئے
فقہی و اجتہادی فیصلے

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے زیادہ بڑھ کر منصف کسی کو نہیں دیکھا اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ افضل ہیں۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سن کر فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی بات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا۔

''عوف (رضی اللہ عنہ) درست کہتا ہے۔ اللہ کی قسم! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ تھے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے اونٹ سے زیادہ بے راہ ہوں۔''

حرمت شراب کے متعلق فیصلہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں ایک شخص کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور اس شخص نے شراب پی تھی۔ جب اس سے پوچھا گیا کیا تو نے شراب پی ہے؟ تو اس شخص

نے اقرار کر لیا اور کہا کہ میں نے اسلام قبول کیا اور میرا گھران لوگوں کے پاس ہے جو شراب نوشی کرتے ہیں اور میں نہیں جانتا تھا اسلام میں شراب حرام ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے اور پوچھا اس کا کیا فیصلہ کیا جائے؟ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا یہ فیصلہ تو ابوالحسن رضی اللہ عنہ ہی کریں گے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے یہ مسئلہ بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص کو لے کر مہاجرین و انصار کے سامنے پھرایا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ کیا ان میں سے کسی نے اس شخص کے سامنے شراب کے حرام ہونے کا ذکر کیا ہے؟ چنانچہ اس شخص کو آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے مطابق مہاجرین و انصار کے سامنے پھرایا گیا اور کسی نے اقرار نہ کیا کہ اس نے شراب کے حرام ہونے کا ذکر اس شخص کے سامنے کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کے متعلق بتایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ یہ حرمت خمر سے آگاہ نہ تھا۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے صفحہ ۴۸)

دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں کیا گیا عجیب فیصلہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس دو شخص آئے اور ان میں سے ایک شخص کہتا تھا یہ دوسرا شخص کہتا ہے میں نے خواب میں تیری ماں کے ساتھ جماع کیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی تو خاموش ہو گئے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے انہوں نے فرمایا۔

''اس شخص کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو کوڑے

مارے جائیں کیونکہ خواب کی حقیقت مثل سایہ کے ہے اور اس
شخص کو بھی بطورِ تنبیہ کوڑے مارے جائیں تا کہ یہ آئندہ ایسا برا
خواب بیان کر کے دوسرے مسلمان کو اذیت نہ دے۔"

(حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے صفحہ ۵۰)

لواطت کے متعلق فیصلہ:

کنزالعمال میں منقول ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب لکھا عرب کے مرتد قبیلوں میں مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے نکاح کر رہے ہیں اس معاملہ میں میری رہنمائی کی جائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان سے اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس مشاورت کا حصہ تھے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"بلاشبہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک قوم
اسی گناہ میں مبتلا ہوئی تھی تو اللہ عزوجل نے ان پر اپنا عذاب
نازل کیا تھا اور میں اس مسئلہ پر یہ کہوں گا ایسے افراد کو دہکتی ہوئی
آگ میں جلایا جائے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تکریم کرتے ہوئے حکم دیا کہ ایسے فعل بد میں مبتلا افراد کو دہکتی ہوئی آگ میں جلایا جائے۔ (کنزالعمال)

میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوں:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اگرچہ بدعات کا رواج نہ ہوا تھا مگر

پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ کسی کو خلاف شرعی کوئی عمل کرتا دیکھتے تو اسے جھڑک دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ فلاں عورت کسی سے بات نہیں کرتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ وہ عورت خاموش حج کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس خود تشریف لے گئے اور فرمایا۔

''تو جاہلیت کے رسم و رواج کو فروغ دے رہی ہے اور اسلام میں اس کی اجازت ہرگز نہیں ہے تم اپنی اس حرکت کو ترک کردو اور بات کیا کرو۔''

اس عورت نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کون ہیں جو مجھے سمجھاتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوں۔

ہمیں اقتداء کے لئے قرآن اور حدیث ہی کافی ہیں:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم نے بریدہ کے ذریعے شام کے والی کا سر قلم کر کے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے اس فعل کو ناپسند کیا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''اے مسلمانوں کے خلیفہ! اگر ہم اس کے ساتھ یہ نہ کرتے تو وہ بھی ہمارے ساتھ یہی سلوک کرتا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''کیا تم رومیوں کی پیروی کرتے ہو؟ آئندہ کسی کا سر قلم کر کے ایسے نہ بھیجنا کیونکہ ہمیں اقتداء کے لئے قرآن اور حدیث ہی

کافی ہیں۔

وراثت کا فیصلہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے اپنے باپ کی شکایت کی میرا باپ میرے مال کو مجھ سے لے کر مجھے کنگال کرنا چاہتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے باپ کو بلایا اور فرمایا تم اپنے بیٹے کے مال سے ضرورت کے مطابق لے سکتے ہو اور اس سے زیادہ نہیں۔ اس شخص نے کہا اے مسلمانوں کے خلیفہ! کیا حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں کہ تم اور تمہارا سارا مال تمہارے باپ کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک حضور نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں جو تو سمجھتا ہے بلکہ اس سے مراد نفقہ ہے۔

نانی اور دادی کے ترکے کے متعلق فیصلہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک نانی اور ایک دادی نے اپنا ترکہ حاصل کرنے کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نانی کو ترکہ دلا دیا۔ حضرت عبدالرحمن بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے مسلمانوں کے خلیفہ! آپ رضی اللہ عنہ نے نانی کو ترکہ دلا دیا حالانکہ اگر نانی مر جائے تو اس کی جائیداد میں اس کی نواسی وارث نہیں ہوتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو وہ ترکہ نانی اور دادی دونوں میں برابر تقسیم کروا دیا۔

ذمیوں کو حقوق دینے کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی وصیت کے مطابق ذمیوں کے حقوق کی بھی حفاظت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مختلف مہمات پر لشکر اسلام کو بھیجتے ہوئے سالارِ لشکر کو نصیحت کی کہ وہ ان کی عبادت گاہوں کو

منہدم نہ کریں اور ماسوائے اشد ضرورت کے جب وہ ان میں قلعہ بند ہو جائیں انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ ان کے تہواروں کے موقع پر ان کو رسومات کی ادائیگی پر کوئی پابندی نہ لگائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جزیہ کی شرائط بھی نہایت آسان رکھیں اور وہ ذمی جو معذور اور نادار تھے ان کی کفالت کا ذمہ بھی بیت المال کے ذریعے تھا۔

سزا دینے میں احتیاط سے کام لینا:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کسی کو سزا دینے میں احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ ایک شخص پر برہم ہوئے۔ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی برہمی دیکھی تو عرض کیا اے مسلمانوں کے خلیفہ! اس کا سر قلم کر دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سنی تو خاموش ہو گئے۔ جب کچھ دیر بعد غصہ ٹھنڈا ہوا تو حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا۔

''کیا میں قتل کا حکم دیتا تو تم اسے قتل کر دیتے؟''

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں ایسے ہی کرتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ کی قسم! یہ شرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو حاصل نہیں ہے۔''

اسے قتل کر دو:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے چوری کی۔ اس شخص کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے چوری کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کا ایک ہاتھ کاٹ دو چنانچہ اس شخص کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

کچھ عرصہ بعد پھر وہ شخص چوری کرتے پکڑا گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے چوری کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ایک پاؤں کاٹ دو چنانچہ اس کا ایک پاؤں کاٹ دیا گیا۔ وہ شخص چوری سے باز نہ آیا اور ایک مرتبہ پھر چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسے قتل کرنے کا حکم دیا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے چوری کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دو چنانچہ اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس شخص نے ایک مرتبہ پھر چوری کی اور اس مرتبہ اس کا دوسرا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو وہ شخص اپنے عادت سے باز نہ آیا اور اس نے منہ سے چوری کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جب اس شخص کو لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس شخص کو قتل کر دو چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اس شخص کو قتل کر دیا گیا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی شان سب سے اعلیٰ ہے:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یمامہ کے حاکم حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ بن امیہ کے پاس گانے والی دو عورتیں لائی گئیں اور ان عورتوں میں سے ایک عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بیان کرتی تھی جبکہ دوسری عورت عام مسلمانوں کی ہجو بیان کرتی تھیں۔ حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ بن امیہ نے ان دونوں عورتوں کے ہاتھ کٹوا کر ان کے دانت بھی نکلوا دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ بن امیہ کے نام مکتوب لکھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے تم نے دو عورتوں کو سزا دی ہے اور اگر تم سزا دینے میں جلدی نہ کرتے تو میں تمہیں حکم دیتا جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے اسے قتل کر دو

کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان سب سے اعلیٰ ہے اور کوئی مسلمان اگر ایسی حرکت کا مرتکب ہو تو وہ مرتد ہے اور مرتد واجب القتل ہے اور جو عام مسلمانوں کی ہجو بیان کرتی تھی اس کے اعضاء کاٹنا تمہارے لئے مناسب نہیں تھا۔ اگر یہ عورت ذمیہ ہے تو مشرکہ سے بری نہیں حالانکہ شرک انتہائی مذموم فعل ہے اور مشرکہ سے چشم پوشی کی جا سکتی تھی۔ کسی کو بھی سزا دینے سے قبل سوچ لیتے تو تم ہاتھ کٹوانے کو خود بھی ناپسند کرتے اور اب تم ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو اور قصاص کے سوا کسی دوسرے جرم میں لوگوں کے ہاتھ کٹوانا مناسب نہیں اور سزا پانے والے خود ہی لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو جاتے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۱)

چوری کی سزا:

منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے پانچ درہم مالیت کی ایک ڈھال چوری کی اور پھر جب اس شخص کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۳)

حیاتِ طیبہ کے روشن پہلو

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نیک عادات و اطوار کے حامل تھے اور اخلاقِ حسنہ اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیافتہ تھے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ کے چند واقعات بطورِ نمونہ بیان کئے جا رہے ہیں۔

خدمت خلق:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک بوڑھی نابینا عورت مدینہ منورہ کے نواح میں رہتی تھی۔ وہ بوڑھی نابینا عورت اس قدر کمزور تھی کہ گھر کے معمولی کام کاج بھی نہ کر سکتی تھی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اس بوڑھی نابینا عورت کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا میں جا کر اس بوڑھی نابینا عورت کے گھر کا کام کرتا ہوں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اس بڑھیا کے گھر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا اس نابینا بڑھیا کا گھر صاف ستھرا تھا، گھر میں پانی بھی بھرا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھی نابینا عورت سے پوچھا تو اس نے کہا مجھے علم نہیں کوئی شخص صبح سویرے آتا ہے اور میرے گھر کی صفائی کرتا ہے، پانی بھرتا ہے اور مجھے کھانا کھلا کر چلا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس نابینا عورت کی بات سننے کے بعد ارادہ کیا میں اگلے روز علی الصبح آؤں گا اور دیکھوں گا وہ کون شخص ہے جو اس نابینا بڑھیا

کے گھر کے کام کاج کرتا ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اگلے روز نمازِ فجر کے بعد آئے تو وہ شخص اس نابینا بڑھیا کے گھر کی صفائی اور پانی بھر کے جا چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اب میں اگلے روز نمازِ فجر سے پہلے آؤں گا اور دیکھوں گا وہ شخص کون ہے؟ اگلے روز آپ رضی اللہ عنہ نمازِ فجر سے پہلے اس نابینا بڑھیا کے گھر آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس نابینا بڑھیا کے گھر کی صفائی کر رہے ہیں۔ صفائی کرنے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پانی بھرا اور پھر اس نابینا بڑھیا کو کھانا کھلایا اور چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا۔

"اللہ کی قسم! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے سبقت لے جانا ممکن نہیں۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۷)

اللہ عزوجل تمہاری پریشانی دور کر دے گا:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا۔ لوگ بہت پریشان تھے۔ ایک دن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج شام تک اللہ عزوجل تمہاری پریشانی دور کر دے گا۔ اسی عرصہ میں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے آئے۔ مدینہ منورہ کے تاجر غلہ خریدنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ بتاؤ کہ ملک شام سے یہ غلہ جو میرے پاس آیا ہے تم اس پر کتنا نفع دو گے؟ تاجروں نے کہا کہ دس درہم کے غلہ پر دو درہم منافع دیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے زیادہ نفع ملتا ہے۔ بالآخر بات چیت کرتے کرتے ان تاجروں نے کہا جو مال آپ رضی اللہ عنہ نے دس درہم میں خریدا ہے ہم اس کے پندرہ درہم دیں گے۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ان تاجروں کی بات سنی تو فرمایا مجھے اس سے زیادہ منافع مل رہا ہے۔ تاجروں نے حیرانگی سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کو اس

قدر منافع کون دے رہا ہے جبکہ مدینہ منورہ کے تاجر تو ہم لوگ ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ایک درہم کے مال کی قیمت دس درہم مل رہی ہے کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو؟ تاجروں نے انکار کر دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم گواہ رہو کہ میں نے یہ سب غلہ راہِ خدا میں مدینہ منورہ کے مساکین میں تقسیم کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار نوری لباس زیب تن کئے ہوئے تشریف لے جا رہے ہیں میں دوڑ کر آگے بڑھا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا بے حد اشتیاق تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”مجھے جانے کی جلدی ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے آج ایک ہزار اونٹ غلہ صدقہ دیا ہے اور اللہ عزوجل نے اس کو قبول فرما کر جنت میں ایک حور کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کا عقد کیا ہے میں اس نکاح میں شریک ہونے کے لئے جا رہا ہوں۔“

(تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۳۷۱)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ناراضگی ختم کر دی:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انتہائی پریشانی کے عالم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کیا بات ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور میں نے ان کو برا بھلا کہہ دیا۔ میں نے ان سے معافی مانگی تاکہ وہ اپنی ناراضگی ختم کر دیں تو انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ بلند کئے اور کہا اے اللہ! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو معاف

فرما دے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات کہے۔ اس دوران سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری جانب بھیجا اور تم لوگوں نے مجھے جب جھوٹا کہا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے میری تصدیق کی۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی جان اور مال کے ذریعے میری خدمت کی کیا تم میرے لئے بھی میرے ساتھی کو معاف نہیں کرو گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو رو پڑے اور کہنے لگے میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معاف کیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۶۰)

پانی اور شہد:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پانی کا گلاس طلب فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں پانی اور شہد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس برتن کو اپنے ہاتھ میں لیا اور رونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد جب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ پونچھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رونے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے پاس سے کسی چیز کو دفع فرما رہے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"دنیا نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ ہٹ! تو مجھ سے دور ہو جا۔"

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں بھی اس ڈر سے کہ کہیں پانی اور شہد کی وجہ دنیا مجھے نہ مل جائے اور میں امرِ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر بیٹھوں۔"

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۱۲ تا ۳۱۳، حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۴۳)

مشتبہ کھانا قے کر کے باہر نکال دیا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام تھا جو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے غلہ وغیرہ خرید کر لاتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دیگر امور سرانجام دیتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ غلام رات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کھانے سے ایک لقمہ لیا۔ غلام نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ نے آج مجھ سے دریافت نہیں کیا کہ میں یہ کھانا کہاں سے لایا ہوں؟ آپ رضی اللہ عنہ ایسا بھوک کی وجہ سے ہوا اور تم مجھے بتاؤ تم یہ کھانا کہاں سے لائے ہو؟ وہ غلام بولا آج میرا گزر زمانہ جاہلیت کے ان لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے لئے میں نے ایک مرتبہ منتر کیا تھا اور انہوں نے مجھے اس کے عوض کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج میں ان لوگوں کے پاس سے گزرا اور ان کے ہاں شادی تھی اور انہوں نے مجھے میرے اس منتر کے عوض کھانا دے دیا۔ میں نے وہ کھانا لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو گیا اور یہ وہی کھانا ہے جو ان لوگوں نے مجھے دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کی بات سنی تو حلق میں انگلی ڈال کر وہ لقمہ باہر نکال دیا۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس تکلیف کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے جس کی پرورش حرام کے ایک لقمہ سے بھی ہوئی تو اسے جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر یہ میرا لقمہ میرے معدہ میں چلا جاتا تو میرا جسم اس سے پرورش پاتا۔''

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سوائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کسی کو نہیں جانتا جس نے کھانے سے قے کی ہو جسے کھایا ہو۔ ایک مرتبہ

آپ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا اور قے کر دی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا یہ کھانا ابن نعمان لائے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم لوگوں نے مجھے ابن نعمان کی کہانت کا مال کھلا دیا۔"

(حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۴۴)

اہلیہ کا حلوہ پکانا:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور آپ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ مقرر کیا گیا جو اتنا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس سے اپنے گھر کا گزر بسر بمشکل کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے حلوہ کھانے کی فرمائش کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے کہا میرے پاس اتنی رقم نہیں کہ میں تمہاری فرمائش پوری کر سکوں۔ اہلیہ نے اس دن کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں سے کچھ رقم بچانا شروع کر دی اور جب ان کے پاس اتنی رقم ہوگئی کہ وہ حلوہ پکا سکیں تو انہوں نے وہ رقم آپ رضی اللہ عنہ کو دی اور کہا اس سے حلوے کے لئے سامان خرید لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارے پاس اتنی رقم کہاں سے آئی ہے اور میرا وظیفہ اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ میں حلوہ پکاؤں۔ اہلیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ سے اتنی رقم ہر ماہ بچاتی رہی ہوں اور یہ بچت کے پیسے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے مجھے مسلمانوں کے اموال کا نگہبان بنایا ہے
اور مجھے علم نہ تھا کہ میں بیت المال سے اتنی رقم زیادہ لے رہا
تھا کہ حلوہ پکا سکتا۔"

اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے وظیفہ میں کمی کروا دی۔

(ریاض النضرۃ جلد اول صفحہ ۱۷۴)

حدیث بیان کرنے میں احتیاط سے کام لینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر نبوی پر تشریف لائے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس جگہ رکھے جس جگہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے اس کے بعد فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تشریف فرما تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ذیل کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ

کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں خلاف شرع بات نہ کی جاتی ہو اور اس میں قباحت کا ارتکاب کیا جاتا ہو اور یہ قوم اس فساد کو دور نہ کرے اور نہ ہی اس پر انکار کرے مگر اللہ عزوجل حق پر ہے وہ ان کو گرفتار کرے سزا دے اور ان کی دعاؤں کو رد کرے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی دو انگلیوں دونوں کانوں میں ڈال دیں اور فرمایا۔

"اگر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہ سنی ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔"

مال جمع کرنے کی مذمت کرنا:

حضرت حلیب بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کا وقت وفات جب قریب آیا تو وہ نگاہِ عجیب سے ایک تکیہ کی طرف دیکھنے لگا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ کا

بیٹا فلاں تکیہ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر جب لوگوں نے وہ تکیہ اٹھایا تو اس تکیہ کے نیچے پانچ یا چھ دینار ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور آپ رضی اللہ عنہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے رہے اور فرمایا۔

"مجھے گمان ہے تیری کھال ان دیناروں کی سزا کو برداشت نہیں کر سکتی مگر پھر بھی تو نے ان دیناروں کو جمع کیا اور انہیں خرچ نہ کیا۔" (حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۴۹)

ان کی نیکی کا اجر اللہ عزوجل دے گا:

حضرت غفرہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بحرین کا مال پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اعلان کروایا حضور نبی کریم ﷺ نے جس جس کا قرض ادا کرنا تھا وہ آئے اور اپنا قرض لے جائے یا پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اگر کسی کو عطا کرنے کا وعدہ کیا تھا تو وہ بھی آئے اور مجھ سے وہ مال وصول کر لے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا میرے پاس جب بحرین کا مال آئے گا تو میں تمہیں تین مرتبہ اتنا اتنا دوں گا اور پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اٹھو اور خود لے لو چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایک لپ بھرا اور اس میں پانچ سو درہم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں مزید ایک ہزار درہم گن کر دے دو اور کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں دس دس درہم تقسیم کئے اور فرمایا یہ تو وعدہ پورا ہو رہا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے ساتھ کیا تھا اور پھر جب

اگلے سال زیادہ مال آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بیس بیس درہم سب لوگوں میں تقسیم کئے اور جب مال بچ گیا تو غلاموں میں پانچ پانچ درہم تقسیم کئے۔ کچھ لوگوں نے عرض کیا مہاجرین اور انصار کا حق زیادہ ہے آپ رضی اللہ عنہ ان کی جانب توجہ دیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کی نیکی کا اجر اللہ عزوجل دے گا اور یہ مال تو محض گزارہ کی چیز ہے لہٰذا اسے برابر تقسیم کرنے دو۔

مزاج کا عجز:

مورخین لکھتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو جب بھی کسی مہم کے لئے لشکر کو روانہ کرتے تو پیادہ اس لشکر کو چھوڑنے مدینہ منورہ کی سرحد تک جاتے تھے اور جب لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین ہونے کی وجہ سے عزت واحترام سے پیش آتے تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے۔

"لوگوں نے مجھے بہت بڑھا دیا ہے۔"

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے۔

"اے اللہ! تو میرے حال سے واقف ہے اور میں اپنے حال کو لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اے اللہ! یہ مجھ سے حسن ظن رکھتے ہیں تو ان کے حسن ظن کو قائم رکھنا اور میرے گناہوں کو بخش دینا اور لوگوں کی اس تعریف پر میرا مواخذہ نہ کرنا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عجز وانکساری کی انتہاء یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نفس کا محاسبہ خود کرتے تھے اور اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس پر ناراضگی کا اظہار کرتے تھے اور فرماتے تھے اللہ عزوجل اس شخص کو امن میں رکھتا ہے جو اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اپنے نفس سے ناراض ہوتا ہے۔

اپنے کام خود کیا کرتے:

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے کام خود کرتے تھے بلکہ دوسروں کی بھی خدمت کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ دورانِ سفر اگر گھوڑے کی لگام ہاتھ سے چھوٹ جاتی تو خود ہی گھوڑے سے اتر کر لگام تھامتے۔ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہ کے عجز و انکساری میں کوئی کمی نہیں آئی اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے کام خود کرتے تھے جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حکمران درحقیقت عوام کے خادم ہوتے ہیں نہ کہ عوام ان کی خادم ہے کہ ان کے کام سرانجام دے۔

اسراف اور فضول خرچی سے پرہیز:

منقول ہے ایک مرتبہ یمن کا بادشاہ اپنے شاہانہ لباس کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو صرف دو چادروں میں ملبوس دیکھا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی سادگی دیکھ کر حیران رہ گیا اور فاخرانہ لباس اتار کر سادگی اختیار کر لی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسراف اور فضول خرچی کے بارے میں سوچتے بھی نہ تھے اور تن ڈھانپنے کے لئے جب نیا لباس بیت المال سے حاصل کرتے تھے تو پرانا لباس بیت المال میں جمع کرا دیتے۔

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو نکاح کے لئے قائل کرنا:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں حکم خداوندی کا منتظر ہوں۔ ایک دن سیدنا صدیق اکبر

اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم بات کر رہے تھے کہ ہم سمیت بے شمار شرفاء نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاجزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی لیکن ہم میں سے کسی کو اس بارے میں مثبت جواب نہیں ملا ایک علی (رضی اللہ عنہ) رہ گئے ہیں مگر وہ اپنی تنگدستی کی وجہ سے خاموش ہیں ہمیں ان کی حوصلہ بڑھانا چاہئے تاکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کر سکیں چنانچہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو پتہ چلا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت ایک دوست کے باغ کو پانی دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب یہ حضرات اس جگہ پہنچے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو قائل کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی صاجزادی کا رشتہ مانگیں اور وہ جانتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی شرافت، قرابت اور جانثاری کی بناء پر انہیں اپنی صاجزادی کا رشتہ دے دیں گے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

تم سے ہر عبسی اچھا ہے:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ معمول کے مطابق جب لشکر کو کسی مہم پر روانہ کرنے لگے تو مقام جرف پر جہاں لشکر نے پڑاؤ ڈالا تھا تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ جب لشکر کا معائنہ کرتے ہوئے بنی فزارہ کے پڑاؤ میں پہنچے تو سب نے کھڑے ہو کر تعظیماً سلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مرحبا کہا۔ بنی فزارہ کے جوانوں نے عرض کیا اے مسلمانوں کے خلیفہ! ہم لوگ گھوڑوں پر خوب چڑھتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ ہمارا جھنڈا ہمارے ساتھ کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل تمہاری ہمت کو بڑھائے مگر تمہیں لشکر کا علم نہیں دیا

جا سکتا کیونکہ وہ تو بنوعبس کو دیا جا چکا ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر ایک شخص نے کہا ہم بنوعبس سے اچھے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے سے جھڑکا اور فرمایا۔

"تم سے ہر عبسی اچھا ہے۔"

آج یہ لوگ ہم سے زیادہ فضیلت لے گئے:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اونٹنی پر سوار تھا۔آپ رضی اللہ عنہ جہاں سے گزرتے لوگوں کو السلام علیکم کہتے۔اس دوران لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو جواب میں السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ کہتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! آج یہ لوگ ہم سے زیادہ فضیلت لے گئے۔"

بکریوں کا دودھ دوہنا:

حضرت انیسہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں قبیلہ کی باندیاں اپنی بکریاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس لاتیں اور آپ رضی اللہ عنہ ان سے فرماتے۔

"کیا تم پسند کرتی ہو کہ میں تمہاری بکریوں کے دودھ دوہوں
جیسا کہ عفرا رضی اللہ عنہا کا بیٹا دوہا کرتا تھا۔"

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۱۵)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چند دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا۔اس اعرابی نے اپنے چہرے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر افسوس کا اظہار کیا اور دریافت کیا حضور

نبی کریم ﷺ کے وصی کون ہیں؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں۔

اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور اس اعرابی کو اس کے نام سے پکارا۔ اس اعرابی نے حیرانگی سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ میرا نام کیسے جانتے ہیں جبکہ یہ میری اور آپ رضی اللہ عنہ کی پہلی ملاقات ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے تمہارے متعلق بتایا تھا اور تمہارے حال سے بھی آگاہ کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا نام مضر ہے اور تم نے اپنے قبیلے کو حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر دی تھی اور کہا تھا تہامہ میں ایک شخص کھڑا ہو گا جس کے رخسار چاند سے زیادہ روشن اور جس کی گفتگو میں شہد سے زیادہ مٹھاس ہو گی، وہ خچر پر سوار ہو گا اور اپنے جوتوں اور کپڑوں کو خود پیوند لگائے گا۔ وہ زنا، سود، شراب خوری اور ناحق خون بہانے کو حرام قرار دے گا اور وہ آخری نبی ہو گا۔ وہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے والا ہو گا اور خانہ کعبہ کا حج کرے گا۔ وہ پانچ وقت کی نماز ادا کرے گا اور تم اس پر ایمان لے آؤ اور اس کی تصدیق کرو۔ تمہاری قوم نے جب تمہاری باتیں سنیں تو تمہیں قید کر دیا اور اب جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا تو تمہاری قوم سیلاب میں غرق ہو گئی اور تمہیں اس قید خانے سے آزادی ملی۔ پھر تمہارے کانوں نے غیبی ندا سنی اے مضر! مدینہ منورہ جاؤ وہاں حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے تم ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملو اور ان کے روضہ مبارک کی زیارت کرو۔

اس اعرابی نے جب اپنا حال حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زبانی سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا بوسہ لے لیا۔ پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا میں کچھ سوالات کے

جوابِ چاہتا ہوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سوال پوچھا انشاء اللہ العزیز تمہیں ان کا جواب ملے گا۔

اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پہلا سوال کیا کہ وہ کون سا نر ہے جس کا باپ اور ماں نہیں ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اس اعرابی نے دوسرا سوال کیا کہ وہ کون سی مادہ ہے جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔ اس اعرابی نے تیسرا سوال کیا وہ کون سا نر ہے جو بغیر نر کے پیدا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس اعرابی نے چوتھا سوال کیا کہ وہ کون سی قبر ہے جس نے قبر والے کو سیر کرائی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ قبر مچھلی ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے کر تین دن تک پھرتی رہی۔ اس اعرابی نے پانچواں سوال کیا کہ وہ کون سا جسم ہے جس نے ایک مرتبہ کھایا پھر کبھی نہیں کھایا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جو سانپ بن کر فرعون کے جادوگروں کے جادو کو نگل گیا۔ اس اعرابی نے چھٹا سوال کیا وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جہاں صرف ایک مرتبہ سورج کی روشنی پڑی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دریائے نیل کا وہ حصہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے شق ہوا تھا۔ اس اعرابی نے ساتواں سوال کیا کہ ایسا کون سا جاندار ہے جو پتھر سے پیدا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے جو پتھر سے پیدا ہوئی۔ اس اعرابی نے آٹھواں سوال کیا کہ وہ کون سی عورت ہے جس نے تین ساعت میں بچے کو جنم دیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا۔ اس اعرابی نے نواں سوال کیا کہ وہ کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جسم اور جان ہیں

جو کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے۔ اس اعرابی نے دسواں سوال کیا وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ موت اور زندگی ہیں جو کبھی ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوتے۔ اس اعرابی نے گیارہواں سوال کیا کہ شے اور لا شے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شے مومن ہے اور لا شے کافر ہے۔ اس اعرابی نے بارہواں سوال کیا رحم مادر میں سب سے پہلے کون سا اعضاء بنتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رحم مادر میں سب سے پہلے شہادت کی انگلی بنتی ہے۔ اس اعرابی نے تیرہواں اور آخری سوال کیا قبر میں سب سے آخر میں کون سی چیز فنا ہوتی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بندہ کے دماغ کی ہڈی۔

اس اعرابی نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جوابات سنے تو اپنی جگہ سے اٹھ کر بے اختیار آپ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چوم لیا۔

(معارج النبوۃ)

قرآن کے فیصلے کی تائید کرنا:

قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے روم اور فارس کی جنگ کا ذکر سورۃ الروم میں کیا ہے اور یہ جنگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے چند برس قبل ہوئی۔ اہل عرب کا رجحان چونکہ اہل فارس کی جانب تھا کیونکہ وہ آتش پرست تھے اس لئے ان کی خواہش تھی کہ اس جنگ میں اہل فارس کو فتح ملے جبکہ مسلمانوں کی خواہش تھی اہل روم اس جنگ میں فاتح ہوں کیونکہ وہ مذہباً عیسائی تھے اگرچہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے دور ہو چکے تھے مگر پھر بھی اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ اہل روم اس جنگ میں فاتح ہوں مگر اس جنگ میں فتح اہل فارس کا مقدر بنی اور اہل عرب کو مسلمانوں پر طعن و تشنیع کا ایک موقع مل گیا کہ جیسے اہل

روم کو اہل کتاب ہونے کے باوجود شکست ہوئی اسی طرح مسلمانوں کو بھی ان کے مقابلہ میں شکست ہو گی۔ اللہ عزوجل نے سورۃ الروم میں یہ پیشگوئی بھی فرما دی کہ چند برس بعد ان دونوں گروہوں میں پھر جنگ ہو گی جس میں فتح اہل روم کا مقدر ہو گی۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب اللہ عزوجل کا یہ فرمان سنا کہ اہل روم کو آئندہ ہونے والی جنگ میں فتح ہو گی تو آپ رضی اللہ عنہ بازار گئے اور بھرے مجمع میں روم کی فتح کا اعلان کیا اور مشرکین سے فرمایا تم اہل فارس کی جیت پر خوش تھے مگر چند ہی سالوں میں ان کی یہ جیت شکست میں بدل جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس اعلان پر ایک مشرک ابی بن خلف بھڑک اٹھا اور کہنے لگا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جھوٹ نہیں بولتا اور میں اپنی اس بات پر شرط لگانے کو تیار ہوں اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تین سالوں میں وقوع پذیر ہو گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو میں تمہیں دس اونٹ دوں گا اور اگر ایسا ہو گیا تو تم مجھے دس اونٹ دو گے۔ ابی بن خلف نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات مان لی اور اس وقت تک اللہ عزوجل نے شرط کو حرام قرار نہ دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مدت کا تعین نہ کرتے اور اللہ عزوجل کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ تین سے نو برس کے عرصہ میں ایسا ہو گا لہٰذا تم جاؤ اور ان سے کہو میں اپنے بیان میں عرصہ تین سے نو سال کرتا ہوں اور شرط کے لئے اونٹوں کی تعداد بھی دس سے سو کرتا ہوں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے عین مطابق ابی بن خلف سے بات کی اور وہ اس بات پر رضامند ہو گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں اس شرط کے بعد پانچ سال تو بخیریت گزر گئے اور پھر تاریخ کا ایک زبردست معرکہ اہل روم اور اہل فارس کے درمیان ہوا اور ایک بڑے

معرکہ کے بعد اہل روم فاتح ٹھہرے اور انہوں نے اہل فارس سے اپنے مقبوضہ علاقے بھی دوبارہ واپس حاصل کر لئے۔

روایات میں آتا ہے ابھی اہل روم اور اہل فارس کے مابین مقابلہ کا آغاز نہ ہوا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا چنانچہ ابی بن خلف کو جب علم ہوا کہ مسلمان مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر رہے ہیں تو وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اپنا کوئی کفیل مقرر کریں تاکہ اگر میں یہ شرط جیت جاؤں تو پھر وہ سو اونٹ مجھے دے۔ پھر ابی بن خلف کی موت واقع ہوگئی اور اس کی موت کے بعد اس جنگ کا فیصلہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ، ابی بن خلف کے وارثوں کے پاس گئے اور شرط کے سو اونٹوں کا مطالبہ کیا۔ ابی بن خلف کے وارثوں نے شرط کے سو اونٹ آپ رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور آپ رضی اللہ عنہ انہیں ہانک کر لے آئے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر آپ رضی اللہ عنہ نے وہ سو اونٹ صدقہ کر دیئے۔

(تفسیر روح المعانی)

اس پر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دو:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو انگوٹھی دیتے ہوئے فرمایا تم اس انگوٹھی پر لا الٰہ الا اللہ کھدوا لاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی لی اور نقاش کے پاس گئے اور اس سے فرمایا اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دو۔ نقاش نے آپ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ انگوٹھی لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں وہ انگوٹھی پیش کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب وہ انگوٹھی دیکھی تو اس پر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) بھی لکھا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا یہ کیا

ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے گوارا نہ کیا کہ میں صرف لا الہ الا اللہ لکھواؤں چنانچہ میں نے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ بھی لکھوا دیا اور آگے جو الفاظ ہیں ان کے متعلق مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ کے مابین ابھی یہ گفتگو جاری تھی جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا اللہ عزوجل فرماتا ہے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ گوارا کیا وہ اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام لکھیں تو پھر اللہ عزوجل نے یہ گوارا کیا جب وہ اس کے نام کے ساتھ اس کے محبوب کا نام لکھوا رہے ہیں تو پھر محبوبِ خدا ﷺ کے ساتھ ان کے صدیق ہونے کا بھی ذکر کیا جائے۔

(تفسیر کبیر صفحہ ۱۴۱)

یہ تیرے لئے کفارہ ہے:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نئے کپڑے پہنے اور کپڑے پہننے کے بعد گھر میں چل پھر کر اپنے کپڑوں کو دیکھ رہی تھی اس دوران والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔

"عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تو جانتی نہیں ہے جب بندے کے دل میں دنیوی رغبت پیدا ہو جائے تو اللہ عزوجل اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے والد بزرگوار کی بات سن کر ان کپڑوں کو اتار کر خیرات کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ تیرے لئے کفارہ ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز افشاء نہ کیا:

ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی اور پھر ہجرتِ مدینہ سے کچھ عرصہ قبل واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئیں اور پھر جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔ ۲ھ میں غزوۂ بدر میں حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے اور جنگ کے دوران شدید زخمی ہو گئے اور انہی زخموں کی وجہ سے حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں زخمی ضرور ہوئے تھے مگر بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کے زخم درست ہو گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے پھر غزوۂ احد میں بھی شمولیت اختیار کی اور اس مرتبہ جنگ میں کچھ گہرے زخم آئے اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بیوہ ہوئیں تو والد بزرگوار سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دوں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا مجھے اس معاملہ میں غور کرنے دو۔ جب کچھ دن گزرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار نے سیدنا عثمان

ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں بات کی اور انہیں کہا اگر وہ چاہیں تو میں ان کا نکاح اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دیتا ہوں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔ والد بزرگوار بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کرتے ہوئے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے اللہ عزوجل نے بہتر رشتہ طے کیا ہے
اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے بھی بہتر رشتہ ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد میری بہن کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو گیا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس کی خواہش ظاہر کی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے ایک بہتر رشتہ ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے
لئے بھی ایک بہتر رشتہ ہے۔''

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا۔

''جب تم نے مجھ سے ان کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو میں خاموش رہا اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ان کا ذکر کیا تھا اور میں حضور نبی کریم ﷺ کا راز تم پر کبھی فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔''

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۱۰، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۴۸ تا ۵۴۹)

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) صحیح کہتے ہیں:

ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو دیکھا ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں۔ معلوم ہوا کہ والدہ نے کچھ کہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو ٹوکا کہ وہ آئندہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو کچھ نہ کہیں۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے اس بات کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) صحیح کہتے ہیں تم اسے کچھ نہ کہا کرو خواہ وہ کچھ بھی کرے۔''

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنبیہ:

ایک مرتبہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم ﷺ کے مابین کسی موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی اور دورانِ گفتگو آپ رضی اللہ عنہا ناراض ہوگئیں اور روٹھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ سے اونچی آواز میں بات کرنے لگیں۔ اس دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے جب آپ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم ﷺ سے یوں گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہا کو مارنے کے لئے آگے بڑھے اور غصہ سے فرمایا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ سے ایسے لہجے میں بات کرتی

ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غصہ کی حالت میں دیکھا تو فوراً اٹھے اور دونوں کے درمیان آگئے اور آپ رضی اللہ عنہا کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مار سے بچا لیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غصہ میں واپس لوٹ گئے ان کے واپس جانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا۔

''عائشہ (رضی اللہ عنہا)! آج میں نے تمہیں بچا لیا۔''

یہودی عالم فنحاص کو تھپڑ مارنا:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بظاہر انتہائی نرم دل تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو غصہ نہ آتا تھا مگر جب آپ رضی اللہ عنہ، منافقین، یہود اور نصاریٰ کی غلط باتیں سنتے اور انہیں حضور نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرتے دیکھتے تو آپ رضی اللہ عنہ کو غصہ آجاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور نبی کریم ﷺ اور مدینہ منورہ میں رہنے والے یہود کے مابین ایک معاہدہ طے پایا جس کے مطابق یہود اپنے مذہبی رسومات آزادی سے ادا کریں گے اور مسلمان دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ اپنے طریقے کے مطابق کریں گے اور اگر یہود کو کسی قسم کی مشکل درپیش ہوئی یا ان کی کسی کے ساتھ جنگ ہوئی تو مسلمان ان کی مدد کریں گے اور اگر مسلمانوں کو کسی بھی قسم کا تعاون درکار ہوا تو یہود بھی مسلمانوں کے ساتھ تعاون کریں گے۔

اس معاہدہ کو ابھی چند سال ہی گزرے تھے یہود نے دیکھا کہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے اثر و رسوخ میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور لوگ بھی بڑی تعداد میں مسلمان ہو رہے ہیں تو انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا شروع کر دی اور وہ اب کبھی خفیہ رہ کر اور کبھی اعلانیہ مسلمانوں کی تکذیب کرتے اور دین اسلام کا تمسخر اڑاتے تھے۔ ایک دن چند یہودی مل کر ایک یہودی عالم فنحاص کے گھر جمع ہوئے

اور اس وقت اتفاقاً سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اس جانب آن نکلے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب یہودیوں کو یوں جمع دیکھا تو موقع کو غنیمت جانتے ہوئے انہیں دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنا چاہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فخاص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے فخاص! تم اللہ عزوجل سے ڈرو اور اسلام قبول کرلو اور اللہ عزوجل کی قسم! تم بخوبی جانتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا ہے اور وہ تمہارے پاس حق لے کر آئے ہیں اور تم اس قول کو توارت میں موجود پاتے ہو۔''

فخاص نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اس نے تمسخر اڑاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! بخدا! ہم خدا سے کسی چیز کے طلبگار نہیں بلکہ اسے ہماری ضرورت ہے اور ہم اس کی جانب نہیں جھکے بلکہ وہ ہماری مدد سے مستغنی نہیں ہے اور اگر وہ ہماری مدد سے مستغنی ہوتا تو کبھی ہمارے اموال سے قرض نہ مانگتا جیسا کہ تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کہنا ہے اور خدا نے تمہیں سود سے منع کیا ہے مگر وہ خود ہمیں سود دیتا ہے اور اگر وہ ہم سے مستغنی ہوتا تو پھر ہمیں سود کیوں دیتا؟''

فخاص کی گستاخی کا مقصد اللہ عزوجل کے اس فرمان کی نفی کرنا تھا جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ اگر تم اللہ عزوجل کو قرض دو گے تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب فخاص کو یوں کلامِ خداوندی کا مذاق اڑاتے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آ کر اس کے منہ پر

ایک زوردار تھپڑ مارا اور فرمایا۔

"اے دشمن خدا! اگر مسلمانوں اور یہود کے مابین کوئی معاہدہ
نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔"

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اس عورت کو روکئے:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اس وقت والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہوں اور انہوں نے مجھے طلاق دے دی ہے اور جب میری عدت پوری ہوئی تو میں نے عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہما سے نکاح کرلیا اور بے شک اللہ عزوجل کی قسم وہ میرے ساتھ سونے کی طاقت نہیں رکھتے اور ان کا حال میری چادر کے کنارے جیسا ہے۔ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ جو باہر دروازے پر کھڑے تھے اور انہیں اندر آنے کی اجازت نہ ملی تھی انہوں نے آواز لگائی اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اس عورت کو روکئے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی آواز بلند کرتی ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تبسم فرماتے دیکھا اور اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا تیرا ارادہ شاید رفاعہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس جانے کا ہے مگر تو اس وقت تک اس کے پاس نہیں جاسکتی جب تک تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا اور وہ تمہارا ذائقہ نہ چکھ لے اور پھر اس کے بعد یہی طریقہ یعنی حلالہ قرار پایا۔

تین باتیں حق ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا۔پھر اس شخص نے جب بہت زیادہ گالیاں دیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان میں سے کسی ایک کا جواب دے دیا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراضگی کی حالت میں وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔آپ رضی اللہ عنہ فوراً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چلے اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش بیٹھے رہے اور جب میں نے اس کی ایک گالی کا جواب دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو کر یوں چل دیئے؟''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تمہارے ساتھ ایک فرشتہ موجود تھا جو تمہاری جانب سے اسے جواب دے رہا تھا اور پھر جب تم نے اسے جواب دیا تو شیطان بھی درمیان آگیا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تین باتیں حق ہیں۔جس پر صریحاً ظلم کیا جائے اور وہ اللہ عزوجل کی رضا کو پانے کے لئے چشم پوشی کرے تو اللہ عزوجل اسے معزز و منصور کرے گا اور جس نے بخشش کا دروازہ کھولا اور اس کا ارادہ صلہ رحمی کا تھا تو اللہ عزوجل اس کے مال میں مزید اضافہ فرمادے گا اور جس نے سوال کا دروازہ کھولا اور ارادہ مال کو بڑھانے کا تھا تو اللہ عزوجل اس

کے مال میں کمی واقع کر دے گا۔"

تمہیں چاہئے تم خاموش رہا کرو:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے جب اللہ عزوجل اور میرے درمیان صرف حضرت جبرائیل علیہ السلام سما سکتے ہیں اور اس گھڑی میں روح کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور یہی مرتبہ توحید کا کمال ہے چنانچہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی اسی کیفیت میں تھے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا عائشہ رضی اللہ عنہا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون عائشہ (رضی اللہ عنہا)؟ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون ابوبکر (رضی اللہ عنہ)؟ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ)؟ آپ رضی اللہ عنہا نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو روتی ہوئی والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا ماجرا گوش گزار کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"جب حضور نبی کریم ﷺ پر ایسی کیفیت طاری ہو تو تمہیں چاہئے کہ تم خاموش رہا کرو اور باادب کھڑی ہوا کرو۔"

عید کے دن انہیں چھوڑ دو:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ عید کے روز میرے پاس دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں اور وہ گیت گا رہی تھیں جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کپڑا اوڑھے میرے نزدیک ہی لیٹے ہوئے تھے۔ اس دوران والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے دیکھتے ہی ڈانٹا میں نے حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد یہ کیسی محفل سجا رکھی ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"ابو بکر (رضی اللہ عنہ) آج عید کا دن ہے انہیں چھوڑ دو۔"

(صحیح مسلم جلد دوم باب صلوٰۃ العیدین صفحہ ۳۴۱)

علی (رضی اللہ عنہ) تم درست کہتے ہو:

دلائل النبوۃ میں منقول ہے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا جب اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ قبائل عرب کو دین کی تبلیغ کریں تو ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے اور میں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک قبیلے کے پاس گئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خیر میں سبقت لے جانے والے اور ماہر انساب تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ وہ بولے بنی ربیعہ سے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم بنی ربیعہ کی کس شاخ سے تعلق رکھتے ہو یعنی ان کے کسی اونچے قبیلہ سے ہو یا پھر نچلے قبیلہ سے تعلق ہے؟ وہ بولے ہمارا تعلق اونچے طبقہ سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کس اونچے طبقہ سے ہے؟ وہ بولے ذہل اکبر سے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا عوف بن محلم تم سے تھا جس کے متعلق مشہور ہے عوف کی وادی میں گرمی نہیں ہے؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا شریف النفس مزدلف تم میں سے تھا جس کی موجودگی میں کوئی عمامہ نہ باندھتا تھا؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا بسطام بن قیس تم میں سے تھا جو دیہاتوں کا مالک اور تمام قبائل کا منتہا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا جساس بن مرہ تم سے تعلق رکھتا تھا جو اپنی چیزوں

کی اور ہمسایہ کی چیزوں کی حفاظت کرنے والا تھا؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو پھر کیا حوفزان تم سے تھا جس نے بادشاہوں سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا؟ وہ بولے ہرگز نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کیا تم کندی بادشاہ کے ننھیالی ہو؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم لخمی بادشاہ کے سسرالی ہو؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر تم ذہل اکبر نہیں بلکہ ذہل اصغر ہو۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر ایک نوجوان جو ابھی جوانی میں قدم بھی نہ رکھ پایا تھا اس نے کہا میں بھی اس سے کچھ سوال کروں گا جس نے ہم سے سوال کئے۔ اس نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق کس سے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں قریش سے ہوں۔ وہ بولا خوب تو اس کا مطلب ہے آپ رضی اللہ عنہ عرب کے شرفاء سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر پوچھا قریش کی کس شاخ سے آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیم بن مرہ سے۔ وہ بولا اللہ کی قسم! تیر سیدھا چھاتی میں پیوست ہو گیا اور کیا قصیٰ بن کلاب، آپ رضی اللہ عنہ میں سے تھا جس نے فہر کے قبائل کو جمع کیا تھا اور اسے مجمع کہا جاتا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ نوجوان بولا کیا ہاشم تم میں سے تھے جنہوں نے قحط کے زمانہ میں ثرید بنایا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ بولا کیا عبدالمطلب تم میں سے تھے جو آسمان کے پرندوں کو غذا دیتے تھے اور جن کا چہرہ اندھیرے میں بھی چاند کی مانند روشن رہتا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ نوجوان بولا کیا تم ان میں سے ہو جو لوگوں پر بے پناہ احسانات کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ اس نوجوان نے پوچھا تو پھر کیا تم اہل ندوہ سے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ نوجوان بولا تو پھر کیا اہل حجابہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی کی مہار موڑی اور حضور نبی کریم ﷺ کی جانب واپس لوٹ آئے۔ اس پر وہ نوجوان بولا سیلاب کے مقابلہ میں سیلاب آگیا اور وہ کبھی اسے چیر کر اور کبھی بچ کر نکل جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس نوجوان کی بات سنی تو تبسم فرمایا۔ میں نے عرض کیا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ تو اس جوان کے ہاتھوں مصیبت میں مبتلا ہو گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی (رضی اللہ عنہ)! تم درست کہتے ہو ہر پہاڑ سے اونچا ایک پہاڑ ہوتا ہے اور مصیبت اسی وقت آتی ہے جب زبان کھلتی ہے۔

اسی نے مجھے ہلاکتوں میں مبتلا کیا ہے:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گزر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہوا تو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو کھینچ رہے ہیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اسی نے مجھے ہلاکتوں میں مبتلا کیا ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۴۶)

میں تو آزاد ہوں:

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال سے ایک برس قبل بصرہ کی جانب تجارت کی غرض سے سفر کیا۔ اس سفر میں ان کے ہمراہ نعیم اور سویبط رضی اللہ عنہم بھی تھے اور یہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ نعمان رضی اللہ عنہ، زادِ راحلہ پر متعین تھے اور سویبط رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں حس مزاح کا عنصر شامل تھا۔ انہوں نے

نعیم رضی اللہ عنہ سے کہا تم مجھے کھانا کھلاؤ۔ نعیم رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ جائیں۔ سوبیط رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے مجھے کھانا نہیں دیا میں تمہیں پریشان کروں گا۔ پھر ان کا گزر ایک قوم سے ہوا۔ سوبیط رضی اللہ عنہ اُن کے پاس گئے اور ان سے کہا میرا ایک غلام ہے کیا تم اس غلام کو خریدنا پسند کرو گے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ سوبیط رضی اللہ عنہ کہنے لگے وہ بولتا ہے اور یہی کہتا ہے میں آزاد ہوں تم اس کی باتوں پر توجہ نہ دینا۔ انہوں نے جواب دیا کوئی بات نہیں ہم تو اسے تم سے خریدنا چاہتے ہیں۔ الغرض ان لوگوں نے دس اونٹوں کے عوض اس غلام کو خرید لیا۔ پھر وہ لوگ نعیم رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے گلے میں رسی ڈال دی۔ نعیم رضی اللہ عنہ بولے بھائی! یہ کیسا مذاق ہے میں تو آزاد ہوں؟ ان لوگوں نے کہا یہ تمہاری عادت ہے اور ہمیں وہ تمہاری عادت کے متعلق پہلے ہی بتا چکا ہے اور پھر وہ انہیں پکڑ کر لے گئے۔ اس دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور انہیں جب اس کی خبر ہوئی تو وہ اس قوم کے پاس گئے اور انہیں ان کے اونٹ لوٹا کر نعیم رضی اللہ عنہ کو چھڑایا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ واپس پہنچا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ سنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ایک برس تک لوگ اس واقعہ کو سن کر مسکراتے رہے۔

غیرت کا تقاضہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم میں سے کچھ لوگ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس زوجہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو ناگواری کا اظہار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا اور عرض کیا میں نے بظاہر ان میں کوئی خرابی نہیں

دیکھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسماء رضی اللہ عنہا ایسی باتوں سے پاک ہے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

''آج کے بعد کوئی اکیلا شخص کسی عورت کے پاس نہ جائے جب تک کہ اس کا خاوند اس کے پاس موجود نہ ہو البتہ اگر دو لوگ ہوں تو پھر کچھ مضائقہ نہیں ہے۔''

ذوقِ عبادت:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شب بیدار تھے اور رات بھر جاگتے اور رکوع و سجود کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بکثرت نمازیں پڑھا کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ موسم گرما میں روزے کا خصوصی اہتمام کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز کا یہ عالم تھا کہ لکڑی کی مانند بے حس و حرکت کھڑے رہتے تھے اور دورانِ نماز ایسی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بند جاتی تھی۔ حشر کا ذکر آپ رضی اللہ عنہ کی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا اور دنیا کی ہر شے کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جب بھی کوئی سرسبز و شاداب درخت دیکھتے تو فرماتے۔

''کاش میں درخت ہوتا اور دنیا کے جھگڑوں سے میری جان چھوٹ جاتی اور آخرت کے عذاب کا کوئی خطرہ لاحق نہ ہوتا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اگر کبھی چڑیوں کو دیکھتے تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرماتے۔

''اے پرندو! تمہیں مبارک ہو کہ تم دنیا میں چرتے ہو اور درخت کے سایہ میں آرام کرتے ہو بروزِ حشر تمہارا کوئی حساب نہیں ہو گا کاش میں بھی تمہاری طرح ہوتا۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو اس قدر رقت طاری ہوتی کہ اردگرد کے لوگوں پر بھی اثر پڑتا۔ آنکھوں سے آنسو اس طرح جاری ہوتے جیسے کوئی چشمہ بہہ رہا ہے۔ درد و سوز آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت کا حصہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی ترقی اور اشاعت میں بسر فرمائی۔

ابو اسحق فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑے عالم تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے متعدد فقہی مسائل کے لئے آپ رضی اللہ عنہ سے رجوع فرماتے تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ ابتداء سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو بے شمار احادیث اور فرموداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ بلاشبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں فتویٰ دیئے ہیں۔

منقول ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فصاحت و بلاغت کے بارے میں فرمایا۔

"بے شک ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی تقریر بڑی عمدہ ہے اور وہ بہت بڑے عالم ہیں۔"

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مذہب سے لگاؤ اس بات سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ ہجرت سے قبل آپ رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے صحن میں تشریف لے جاتے اور قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تو آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی اس قلبی

کیفیت کو دیکھ کر بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب مرض الموت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا تو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا وہ تو اس قدر روئیں گے کہ ان کی قرأت کی آواز بھی سنائی نہ دے گی۔

راہِ خدا میں خرچ کرنا:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مشکل وقت میں مسلمان بھائیوں کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں سورۃ البقرہ میں یوں ارشاد فرمایا۔

"وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور مال خرچ کرنے میں کبھی پوشیدہ اور کبھی ظاہر ہوتے ہیں پس ایسے نیک بندوں کے لئے اللہ کی جانب سے ایک بڑا اجر اور ثواب ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"مجھے جس قدر فائدہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال اور ایثار سے پہنچا ہے اتنا فائدہ کسی اور کے مال اور ایثار سے نہیں پہنچا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا تو حاضر خدمت ہوئے اور روتے ہوئے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میری ذات، میرا مال اور میرا سب کچھ

آپ ﷺ کے لئے ہی تو ہے۔"

رجب المرجب 9ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں تیس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر مدینہ منورہ سے شام اور مصر کے عیسائی رومیوں سے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کا فیصلہ نامساعد حالات کے باوجود اللہ عزوجل کے بھروسہ پر کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جنگ کے لئے نو سو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار فراہم کئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم جنگ کے لئے فراہم کئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا جبکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بخل سے شدید نفرت تھی ایک مرتبہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ مجھے دینے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم کہتے ہو کہ میں بخل سے کام لیتا ہوں جبکہ بخل سے بڑھ کر کوئی اور مرض خطرناک نہیں ہو سکتا۔"

تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا گھسیٹے گا اللہ عزوجل بروزِ قیامت اس کی جانب نگاہ نہ کرے گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! باوجود احتیاط کے میرے کپڑے لٹک جاتے ہیں مگر میں آئندہ اس کا خیال رکھوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال سے منع کیا ہے:

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوتے اور اونٹنی کی نکیل گر جاتی تو آپ رضی اللہ عنہ اونٹنی سے نیچے اتر کر خود نکیل پکڑتے اور اگر کوئی آپ رضی اللہ عنہ سے کہتا مجھے حکم دیتے میں آپ رضی اللہ عنہ کو پکڑا دیتا تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تعبیر الرویاء کے ماہر:

علامہ ابن کثیر نے بیان کیا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فصاحت و بلاغت میں دیگر اصحاب پر فوقیت حاصل تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ رضی اللہ عنہ کی دینی بصیرت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ سے مختلف امور میں مشورہ کیا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو مشیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام مروجہ علوم پر خاصی مہارت رکھتے تھے اور ان علوم کے علاوہ تعبیر الرویا میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کو مہارت حاصل تھی۔

ابن سعد نے لکھا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے سب سے زیادہ معتبر تھے۔

انصاف کے تقاضے پورے کرنا:

منقول ہے اہل یمن میں سے ایک شخص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے یمن کے گورنر کی شکایت کی کہ گورنر نے اس پر ظلم کیا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو رات کے وقت عبادت کرتے دیکھا تو فرمایا تیری رات چوروں کی سی تو نہیں ہے۔ پھر ایک دن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کے چند زیور چوری ہو گئے اور وہ شخص بھی بظاہر ان زیور کو تلاش کرتا رہا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں دعا کرتا تھا کہ اے اللہ! جس نے تیرے نیک بندہ کے گھر چوری کی تو اس سے انتقام لے اور پھر وہ زیور ایک جگہ سے مل گئے اور جس سے وہ زیور برآمد ہوئے اس نے بتایا کہ یہ زیور مجھے ایک شخص دے کر گیا ہے جس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جان گئے کہ چور کون ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور اس نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے اعترافِ جرم کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا میرے نزدیک چوری سے اس کی اپنی دعا اس کے حق میں زیادہ مہلک ثابت ہوئی۔

بیٹی کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرنے کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہن سے نکاح کی ترغیب دلائی اور پھر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے نکاح کا پیغام بھی لے کر گئیں۔

روایات میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب

نکاح کا پیغام حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم لے کر آئیں۔ انہوں نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا زوجہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابھی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) گھر پر موجود نہیں وہ آتے ہیں تو میں ان سے بات کرتی ہوں۔ کچھ دیر بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جب انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام سے متعلق علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنا منہ بولا بھائی بنایا ہے کیا منہ بولے بھائی کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منہ بولے بھائی کی بیٹی حرام نہیں ہے چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سننے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اس رشتہ پر راضی ہو گئے اور اپنی بیٹی حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بوقت نکاح چھ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ماہِ شوال میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے والی واحد کنواری خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ماہِ شوال میں ہونے سے دورِ جاہلیت کی اس رسم کا خاتمہ بھی ہو گیا کیونکہ عرب ماہِ شوال میں نکاح کرنے کو منحوس سمجھتے تھے۔ روایات کے مطابق جس دن آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح تھا اس دن آپ رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے آپ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

''میرا نکاح ہو گیا اور مجھے اس وقت اس کی خبر بھی نہ تھی۔ میری والدہ نے مجھے سمجھایا کہ اب میرا نکاح ہو گیا ہے اس لئے میں گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دوں۔''

بخاری کی روایت ہے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح سے قبل حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ انہیں ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر کوئی شے پیش کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے جب اس ریشم کے کپڑے کو کھول کر دیکھا تو اس میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں چنانچہ اس خواب کے بعد آپ ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ میرا نکاح بارہ اوقیہ چاندی حق مہر کے عوض کیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قیام اپنی والدہ اور بہن کے ہمراہ بنو حارث کے محلہ میں ہوا جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قیام پذیر تھے۔ مدینہ منورہ آمد کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحت بگڑ گئی اور وہ شدید بیمار ہو گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی بیمار ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کی دن رات خدمت کی جس کے باعث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طبیعت سنبھل گئی۔ دن رات کی اس خدمت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا کے سر کے بال بھی جھڑ گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کی صحت بحال ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آپ اب اپنی امانت کو لے جائیں۔"

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں مہر ادا نہیں کر سکتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو قرض دیا جس سے حضور نبی

کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کا مہر ادا کیا اور یوں آپ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر آ گئیں۔

ختم نبوت کے قائل:

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ نے اپنے وصال کے وقت یہ بھی فرما دیا تھا کہ میرے بعد بے شمار نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے۔ ختم نبوت پر ایمان رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور کسی بھی مسلمان کا دین اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس بات پر ایمان نہ لے آئے کہ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی اور رسول ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دیگر انسانوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ بھی ختم نبوت کے دل و جان سے قائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو بے شمار جھوٹے نبی اپنی نبوت کا دعویٰ کرنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ نے نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں کی سرکوبی کے لئے کئی ایک مہمات روانہ کیں۔

جیسا گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال سے قبل اسود عنسی نامی ایک شخص نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کا تعلق یمن سے تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی سرکوبی کے لئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ کو پہلی خوشخبری اس نبوت کے جھوٹے دعویدار کی جہنم واصل ہونے کی ملی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی میں ابن صیاد نامی ایک شخص نے

اپنے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ ابن صیاد جادوگر تھا اور جادو میں مہارت رکھتا تھا جس کی وجہ سے وہ سادہ لوح لوگوں کو بے وقوف بناتا اور انہیں اپنے نبی ہونے کا یقین دلاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ابن صیاد سے مکالمہ ہوا تھا تو وہ بھاگ گیا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کا بھی خاتمہ کیا اور اس فتنے کو ختم کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اس کی نبوت کا اقرار بنی حنیفہ نے کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور بنی حنیفہ کی سرکوبی کے لئے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا مگر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان کے آنے سے قبل ہی مسیلمہ کذاب اور اس کے لشکر پر حملہ کر دیا اور جوابی حملے میں انہیں شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر کو روانہ کیا جس نے نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کو جہنم واصل کیا۔ مسیلمہ کذاب کی موت کے بعد اس کے لشکر کی کمر ٹوٹ گئی اور انہوں نے شکست تسلیم کر لی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اس وقت بنی تمیم کی ایک حسینہ سجاح بنت حارث نے بھی نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ یہ عورت عیسائی تھی اور بہت اچھی مقررتھی۔ اس نے اپنی فصاحت و بلاغت کی بدولت بے شمار لوگوں کو اپنی جانب مائل کر لیا۔ اس عورت نے مسیلمہ کذاب سے شادی کی اور پھر جب مسیلمہ کذاب جہنم واصل ہوا تو سجاح بنت حارث کا انجام بھی انتہائی عبرتناک ہوا اور اس کے ماننے والوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور یہ میدانِ جنگ سے راہِ

فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوگئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا نہ صرف قلع قمع کیا بلکہ ان کے بڑھتے ہوئے فتنے سے امت مسلمہ کو بھی محفوظ و مامون فرما دیا اور آپ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو یہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک کڑا امتحان تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں کو ان کے انجام بد تک پہنچاتے اور آپ رضی اللہ عنہ اپنی حکمت عملی اور ختم نبوت پر ایمان کی بناء پر نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں کو نہ صرف ختم کیا بلکہ ان قبائل اور لوگوں کی بھی سرکوبی کی جو کسی بھی وجہ سے دین اسلام کی کسی بھی تعلیمات سے منحرف ہو گئے۔

اہل فضل کی فضیلت اہل فضل ہی جانتا ہے:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ محفل میں تشریف لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے اپنی جگہ خالی کر دی اور وہ آپ رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس فعل کے متعلق فرمایا۔

''اہل فضل کی فضیلت اہل فضل ہی جانتا ہے۔''

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہو گئے اور اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز نہایت پست ہوگئی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا کچھ تکلیف

ہوگئی ہے جو آپ ﷺ کی آواز نہایت پست ہوگئی ہے؟ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔ جب حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! جس طرح تم لوگوں کو میرے سامنے آوازیں پست کرنے کا حکم ہے اس طرح مجھے اپنے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی آواز پست کرنے کا حکم ہے۔''

آپ ﷺ ہمیشہ بھلی بات ہی کہتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نشست تھی جو ان کے لئے مخصوص تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ نشست سوائے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے لئے نہ چھوڑتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہ کی یہ ادا بہت اچھی لگتی تھی۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں موجود تھے کہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے نشست خالی کر دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ سفید لباس میں ہوں گے ان کے بعد ان کا لڑکا کالا لباس پہنے گا اور بارہ حبشی غلاموں کا مالک ہوگا۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ابھی میرے متعلق ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کچھ کہا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے بھلی بات کہی۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان آپ

ﷺ ہمیشہ بھلی بات ہی کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میں نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ میرے چچا سفید لباس میں آرہے ہیں اور عنقریب ان کا لڑکا کالے کپڑے پہنے گا اور بارہ کالے حبشی غلاموں کا مالک ہوگا۔''

تم حضور نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہو:

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نمازِ عصر پڑھ کر باہر نکلا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نزدیک سے ہوا جو اس وقت چند لڑکوں کے ہمراہ کھیل رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھالیا اور پیار کرتے ہوئے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! تم حضور نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہو اور اپنے باپ علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہو۔''

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو مسکرا دئیے۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکتوبات

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے حکام اور دیگر عہدیداروں کو جو مکتوبات لکھے وہ تاریخ کا حصہ ہیں اور ان مکتوبات سے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں اور پالیسیوں کے بارے میں آگاہی ملتی ہے۔

یمن کے مسلمانوں کے نام مکتوب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب ملک شام کو فتح کرنے کے لئے لشکر روانہ کیا تو یمن کے مسلمانوں کو ملک شام کے جہاد میں دعوت دیتے ہوئے ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہل یمن کے مومنین اور مسلمانوں کے نام!

جن کو میرا یہ مکتوب سنایا جائے ان سب کو السلام علیکم! میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق

نہیں۔ واضح رہے کہ اللہ عزوجل نے مومنین پر جہاد لازم کیا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ وہ جہاد کے لئے نکلیں چاہے پیادہ ہوں یا سوار ہوں اور اس کا حکم ہے کہ جہاد کرو اپنے مال اور جان سے۔ اللہ عزوجل کی نظر میں جہاد کا بہت ثواب ہے میں یہاں کے مسلمانوں کو ملک شام میں موجود رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ ملک عرب میں موجود مسلمانوں کو ہم نے جہاد کی دعوت دی تو انہوں نے اس دعوت کو قبول فرمالیا اور ہمارے ساتھ پیش قدمی کی۔ اللہ عزوجل آپ کے دین کی حفاظت کرے اور آپ کے دلوں کو ہدایت دے اور آپ کے اعمال کو برائیوں سے پاک فرمائے اور مجاہدین و صابرین کا اجر عطا فرمائے۔ والسلام علیکم۔

(فتوح الشام از دی صفحہ ۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بحرین خراج وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بحرین میں موجود تھے جب آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں ذیل کا مکتوب لکھا۔

"تمام تعریفیں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود وسلام۔

زکوٰۃ کی شرح جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر لگائی ہے اور جس کو لگانے کا حکم اللہ عزوجل نے دیا ہے۔ زکوٰۃ وصول کرنے والا اگر مقررہ حدود میں رہ کر مقررہ شرح کے مطابق

زکوٰۃ وصول کرے تو صاحب نصاب اسے دے اور اگر وہ مقررہ شرح سے زیادہ مانگے تو اسے ہرگز نہ دے اور ہر پانچ سے چوبیس اونٹوں پر یہ شرح ایک بکری ہے۔ ہر پچیس سے پینتیس اونٹوں پر یہ شرح دوسرے سال میں اونٹ کا بچہ ہے۔ اگر زکوٰۃ دینے والے کے پاس اونٹ کا بچہ نہ ہو تو تیسرے سال اونٹ کا بچہ ہے۔ ہر چھتیس سے پینتالیس اونٹوں پر یہ شرح تیسرے سال میں اونٹ کا مادہ بچہ ہے۔ ہر چھیالیس سے ساٹھ اونٹوں پر یہ شرح چوتھے سال والی جوان اونٹنی ہے۔ ہر اکسٹھ سے پچھتر اونٹوں پر یہ شرح پانچویں سال والی جوان اونٹنی ہے۔ ہر چالیس بکریوں پر ایک بکری بطورِ زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ میں بوڑھا یا عیب دار جانور نہ دیا جائے اور اگر چالیس بکریوں میں سے ایک بھی کم ہو گی تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ دو سو درہم یا پانچ اونس چاندی پر اڑھائی فیصد زکوٰۃ ہے اور اس سے کم پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اگر کوئی پھر بھی اپنی خوشی سے دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔"

(کنز العمال جلد سوم صفحہ ۳۰۱)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فجاءۃ کی غداری کی خبر ملنے پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ذیل کا مکتوب لکھا۔

"اگر اللہ عزوجل کے فضل سے تم بنو حنیفہ پر فتح حاصل کر لو تو یمامہ میں زیادہ دیر قیام نہ کرنا اور بنو سلیم کے علاقہ میں چلے جانا

اور ان کی ایسی خبر لینا کہ وہ ہمیشہ اپنی بدکرداری کی اس سزا کو یاد رکھیں۔ کسی عرب قبیلہ پر مجھے اتنا غصہ نہیں جتنا ان پر ہے اور ان کا ایک سردار فجاءۃ میرے پاس آیا اور کہنے لگا میں مسلمان ہوں میری جہاد میں مدد کریں میں نے اس کو اونٹ اور ہتھیار دیئے مگر وہ راہزنی کرنے لگا۔ اللہ عزوجل کے فضل سے تم ان پر غالب آؤ گے تو میں تم سے بالکل ناراض نہ ہوں گا اگر تم ان لوگوں کو جلا دو گے اور بے دریغ قتل کرو گے تو انہیں عبرت ملے گی اور پھر کبھی بغاوت اور غداری کی جرأت ہرگز نہ کرسکیں گے۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس مکتوب کے ملنے کے بعد بنوسلیم پر چڑھائی کردی۔ اس وقت لشکر اسلام کی تعداد کم تھی مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں اس لشکر نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن کے پیر اکھڑ گئے اور اس کے بے شمار سپاہی قیدی مارے گئے اور کئی قیدی بنائے گئے۔

(حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط صفحہ ۵۲ تا ۵۳)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام ایک اور مکتوب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یرموک میں لشکر اسلام کی مدد کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے لشکر سمیت پہنچنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ذیل کا مکتوب لکھا۔

"تم جاؤ اور لشکر اسلامی سے یرموک میں جا ملو رومیوں نے ان کو غمزدہ کر رکھا ہے اور کوئی دوسرا دشمن انہیں غمزدہ نہیں کر سکتا۔ اللہ عزوجل کے فضل سے تم دشمن کو اس طرح غمزدہ کر سکتے

ہو کہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ کوئی مسلمانوں کے دلوں کی کلی نہیں کھلا سکتا جس طرح تم کھلا سکتے ہو۔ اللہ عزوجل کے انعام کے ہمیشہ حقدار رہو اور جہاد کی لگن تمہارے اندر یونہی برقرار رہے۔ غرور تمہارے اندر کبھی داخل نہ ہونے پائے ورنہ تمہارا سارا کیا دھرا مٹی میں مل جائے گا اور اللہ عزوجل تمہاری مدد سے ہاتھ اٹھالے گا۔ اپنے کسی کام پر فخر کا اظہار نہ کرو کیونکہ کامیابی کا دارومدار اللہ عزوجل کے لطف و کرم پر ہے۔ تمام اچھے اور برے عمل کی جزا اللہ عزوجل کے پاس ہے۔"

(تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۴۰ تا ۴۶)

مرتدین کے نام مکتوب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے نام خط لکھتے ہوئے فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہر اس شخص کے نام جو اگرچہ خواص میں سے ہو یا عوام میں سے اور خواہ وہ اسلام پر قائم ہو یا مرتد ہو چکا ہو۔

سلامتی ہو ان لوگوں کے لئے جو ہدایت کی پیروی کریں اور ہدایت کے بعد گمراہی کی طرف نہ پلٹیں۔ اللہ عزوجل کی حمد و ثنا جو وحدہ لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے ہمارے پاس حق دے کر بھیجا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ عزوجل کی

وحدانیت کا درس دیں اور انہیں نیک کاموں کا اجر اور برائیوں کے انجام سے ڈرائیں۔
جس نے حق کو قبول کر لیا اللہ عزوجل نے اسے ہدایت سے نوازا اور جس نے حق سے روگردانی کی اور رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے طوعاً و کرہاً اسلام قبول کیا۔
حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے امر کو نافذ کیا اور آپ ﷺ نے اپنی امت کی خیر خواہی کا بھرپور حق ادا کیا۔
حضور نبی کریم ﷺ کے ذمہ جو فرض تھا وہ انہوں نے بخوبی ادا کیا اور امت تک اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا۔
میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور اس کی وحدت کی گواہی دیتے رہو۔ حضور نبی کریم ﷺ پر پختہ ایمان رکھو اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ اللہ عزوجل کے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور جنہیں اللہ عزوجل نے ہدایت نہ دی وہ گمراہ ہوئے۔ جو لوگ گمراہ ہیں ان کا کوئی بھی عمل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگا۔ مجھے معلوم ہوا بعض لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد شیطان کی چالوں میں آ کر مرتد ہو گئے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اللہ عزوجل نے شیطان کے بارے میں خبردار کرتے ہوئے اسے ہمارا کھلا دشمن بتایا ہے اور شیطان ہمیں دوزخ کا ایندھن بنانا چاہتا ہے اس لئے ہمیں اس کی چالوں سے بچنا چاہئے اور اس کو اپنا دشمن سمجھنا چاہئے۔

میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مہاجرین و انصار کے
ایک لشکر کے ہمراہ تمہاری طرف روانہ کیا ہے اور اسے حکم دیا
ہے کہ وہ پہلے تمہیں دین حق کی دعوت دے اور اللہ عزوجل کی
جانب دوبارہ بلائے۔ اگر تم نے اس کی دعوت قبول کر لی اور
اللہ عزوجل کے حضور سچے دل سے توبہ کر لی اور دین اسلام پر
استقامت اختیار کی تو وہ تمہیں کچھ نہ کہیں گے اور اگر تم نے
انکار کیا تو پھر وہ تمہارے خلاف جہاد کریں گے اور تمہیں قتل کر
دیں گے۔ تم میں سے جو بھی ایمان لے آئے اس کے لئے
امن ہے اور جو ایمان نہ لائے گا وہ ہمارے نزدیک واجب
القتل ہے۔" (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۲۲۷)

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے نام خط:

مدینہ منورہ سے مسلمان سالاروں کو مدد بھیجنے کی خبر سارے شام میں پھیل چکی تھی۔ شاہِ روم نے لشکر اسلام کے سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجا ہمارے ایک بڑے شہر کی آبادی تمہاری کل فوج سے زیادہ ہے اس لئے تم ہم سے نہ ہی لڑو تو بہتر ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواباً ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام وعلیکم! تمہارا خط ملا تم نے لکھا کہ دشمن کی فوجیں تم سے
لڑنے کے لئے روانہ کر دی گئی ہیں جن کا زمین پر سمانا مشکل
ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! تمہاری وہاں موجودگی سے زمین ان

دستوں پر تنگ کر دی گئی ہے اور بخدا مجھے امید ہے کہ عنقریب تم شاہِ روم کو اس جگہ سے باہر نکال دو گے۔ بڑے شہروں کا محاصرہ نہ کرنا جب تک کہ میں تمہیں اگلا حکم نہ دے دوں اور اگر دشمن تم سے لڑنے کے لئے آگے بڑھے تو تم بھی ان سے لڑنا اور اللہ عزوجل سے دعا کرتے رہنا انشاء اللہ تم غالب رہو گے۔ دشمن جتنی تعداد میں تمہارے مقابلے میں آئے گا میں اتنی ہی تعداد تمہاری مدد کے لئے بھیجوں گا اور تم اپنے آپ کو کمزور نہ سمجھنا۔ اللہ عزوجل تم کو فتح عطا فرمائے۔ عمرو (رضی اللہ عنہ) بن العاص کے ساتھ اچھا طرزِ عمل رکھنا میں نے اس کو سمجھا دیا کہ صحیح مشورہ دینے میں دریغ نہ کرے وہ تجربہ کار اور صائب الرائے آدمی ہے۔ والسلام علیکم۔"

(فتوح الشام از دی صفحہ ۲۴ تا ۲۵)

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو لکھا گیا مکتوب:

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب سے شام کے محاذ پر بھیجے جانے والے لشکروں میں سے ایک لشکر کے سالار تھے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب لکھا جس میں شامی سرحدوں کی صورتحال سے آگاہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو جواب میں ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہارا مکتوب ملا جس میں تم نے لکھا کہ شاہِ روم کے دل میں لشکر اسلام کی ہیبت رومیوں پر طاری ہو چکی ہے اور شاہِ روم

انطاکیہ فرار ہو گیا ہے۔ ہم جب تک اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گزار رہیں گے اللہ عزوجل مشرکین کے قلوب میں ہمارا رعب ڈالتا رہے گا اور ملائکہ کے ذریعے ہماری مدد کرتا رہے گا۔ جس دین کے پھیلاؤ اور نصرت کے لئے اللہ عزوجل نے ہمارا رعب و دبدبہ مشرکین پر قائم کیا اسی دین کی دعوت ہم آج بھی دے رہے ہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! اللہ عزوجل کبھی بھی مسلمانوں کا انجام مجرموں کی مانند نہیں کرے گا اور جو لوگ کہتے ہیں اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کا انجام کبھی بھی ان جیسا نہیں ہو گا جو اللہ عزوجل کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور انہوں نے اپنے کئی کئی معبود بنا لئے ہیں۔ جب تم شاہِ روم کی فوج کے مقابلہ میں اترو تو بلاخوف و خطر ان پر ٹوٹ پڑنا اور اللہ عزوجل تمہاری مدد فرمائے گا اور اسی رب کا فرمان ہے چھوٹا لشکر بڑے لشکر پر غلبہ پا لیتا ہے۔ میں تمہارے پاس پے در پے رسد بھیجتا رہوں گا تاکہ تمہیں کبھی اپنے لشکر کی کمی کا سامنا نہ ہو انشاء اللہ۔ والسلام علیکم۔" (فتوح الشام ازدی صفحہ ۲۶)

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبات

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اہم مواقع پر لوگوں سے خطاب کیا اور لوگوں کو اعتماد میں لے لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خطبات تاریخ کا حصہ ہیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے چند خطبات کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر خطاب:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بنی حارث بن خزرج کے ہاں تھے آپ رضی اللہ عنہ فوراً آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دیکھا، پھر جھک کر بوسہ دیا اور فرمایا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اب موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

''اے لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے محمد ﷺ وصال فرما گئے ہیں اور جو محمد ﷺ کے رب کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے کہ وہ زندہ اور کبھی نہیں مرے گا۔''

اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○

''اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اللہ جلد ہی اجر دے گا شکر گزاروں کو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو معلوم ہوتا تھا ہم میں سے کوئی پہلے اس آیت کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب وصال النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۸)

سقیفہ بنی ساعدہ میں خطاب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے موقع کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار سے ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

''ہم تمہارے فضائل و مناقب سے انکار نہیں کرتے مگر قریش اور عرب کے دوسرے تمام قبائل کبھی بھی تمہاری خلافت کو تسلیم نہ کریں گے اور ویسے بھی مہاجرین نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا اور ان کا حضور نبی کریم ﷺ سے نسبی تعلق بھی ہے اور یہاں اس محفل میں عمر (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہے اور ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہیں تم ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو تاکہ امت مسلمہ کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے۔''

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۳ تا ۲۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۸ تا ۱۰۰)

خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا:

روایات میں آتا ہے جب لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر چکے اور آپ رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ مقرر کر دیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

''اے لوگو! میں تمہارے کاموں پر تمہارا نگران بنایا گیا ہوں، میں تم میں سے ہوں اور تم سے کسی طرح بہتر نہیں ہوں، جب میں کوئی اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر تم مجھ میں کوئی کوتاہی دیکھو تو تم مجھے راہِ راست پر آنے کی نصیحت کرنا، یاد رکھو راست گوئی امانت ہے اور تم میں سے ہر کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک میں اسے حق نہ دلوا دوں اور ہر قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق نہ لے لوں، جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتے ہیں اللہ ان کو

ذلیل کر دیتا ہے، جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ عزوجل اس قوم کو غرق کر دیتا ہے، میں جس کام میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کروں تم فوراً میری اطاعت سے انکار کر دو۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر اس جگہ کھڑے ہو گئے جہاں حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہوتے تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"لوگو! میں ایک بوڑھا آدمی ہوں اس لئے تم مجھ سے زیادہ صحت مند اور طاقتور آدمی کے سپرد یہ معاملہ کر دو۔"

لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا۔

"آپ رضی اللہ عنہ ہر قسم کے حالات میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اس لئے اس معاملے کے آپ رضی اللہ عنہ زیادہ حقدار ہیں۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی بات سن کر فرمایا۔

"دیکھو اگر تمہارا اصرار ہے کہ میں اس امر کا زیادہ حق دار ہوں تو پھر میرے ساتھ تعاون کرنے میں بخل سے کام مت لینا اور یہ یاد رکھنا کہ میں بھی انسان ہوں اور میرے پیچھے بھی شیطان لگا ہوا ہے۔ اگر تم مجھے کبھی غصے کی حالت میں دیکھو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور جب تک میں سیدھا رہوں میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔"

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲)

معترضین کے اعتراضات کے بعد خطاب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کیا آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت کے اہل نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے لوگو! اگر تمہارا خیال ہے کہ میں نے خلافت تم سے اس لئے لی ہے کہ میں اس کا شوق رکھتا ہوں یا مجھے تم پر کچھ فوقیت حاصل ہے تو قسم ہے ذاتِ باری تعالیٰ کی! میں نے خلافت کو خلافت کی جانب رغبت کرتے ہوئے یا تم پر یا کسی مسلمان پر ترجیح حاصل کرنے کے لئے نہیں لی اور نہ مجھے کبھی بھی رات اور دن میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور نہ ہی میں نے چھپ کر اور نہ ہی اعلانیہ بارگاہِ خداوندی میں اس کا سوال کیا اور بے شک میں نے ایک ایسی بڑی بات کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیا جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہاں! اگر اللہ عزوجل کی مدد میرے شامل حال ہو۔ میں پسند کرتا ہوں یہ کسی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہو جائے اس شرط پر کہ وہ اس سے انصاف کرے پس میں یہ خلافت تم پر واپس کرتا ہوں اور آج سے میں بھی تمہاری طرح ایک عام شخص ہوں۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس خطبہ کے بعد اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ تین دن تک مسلسل اپنے گھر سے نکلتے اور یہ کہہ کر واپس چلے جاتے میں نے تمہاری بیعت کو واپس کیا۔ اس دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب

رضی اللہ عنہ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے۔

''بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ مقدم رکھا ہے ہم بھی آپ رضی اللہ عنہ کو مقدم رکھتے ہیں پس کون ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کو اس منصب سے ہٹائے۔''

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب منبر پر کھڑے ہو تقریر کی اور خلافت کو واپس کیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا۔

''اللہ کی قسم! ہم اس بیعت کو ہرگز واپس نہ کریں گے اور ہم جانتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہم میں سے ہر ایک پر مقدم رکھا ہے۔''

روایات میں آتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ تم لوگوں پر اس خلافت کے بارے میں قریش کا ایک چھوٹا گھر غلبہ پا گیا اللہ کی قسم! میں سواروں اور پیادوں کا ایک لشکر جمع کر سکتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم پہلے بھی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہو لیکن تمہاری دشمنی ہمیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکی بلاشبہ ہم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس منصب کا اہل پایا ہے۔''

(تاریخ طبری جلد دوم حصہ اول صفحہ ۴۱۱)

منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے موقع پر خطاب:

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف

ایک لشکر ترتیب دیا۔ بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ سے اختلاف کیا یہاں تک کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی کہا کہ ان کے خلاف اس نازک موقع پر ہمیں جنگ نہیں کرنی چاہئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشورہ سنا تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

"اللہ کی قسم! جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایک بکری کا بچہ بھی زکوٰۃ میں دیتا تھا اور اب اس کے دینے سے انکاری ہے تو میں اس کا مقابلہ کروں گا۔"

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۵۳)

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے موقع پر خطاب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سب سے پہلے جو اہم فیصلہ آپ رضی اللہ عنہ کو کرنا پڑا وہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر شام کی جانب روانہ کیا تھا اور اس لشکر کے سربراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے اور اسی وجہ سے اسے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ اس لشکر میں کئی جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے مگر یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوراندیشی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے ان جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو لشکر کا سربراہ بنایا۔

روایات میں آتا ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما لشکر کو لے کر نکلے اور ابھی مدینہ منورہ کے نواح میں تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر انہیں ملی اور وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے سب سے اہم فیصلہ یہ تھا جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو فوری

روانہ کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کو بلاتاخیر لے کر روانہ ہوں مگر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چونکہ وصال ہوا ہے لہٰذا پہلے ملکی معاملات کو دیکھا جائے اور اس لشکر کی روانگی کو مؤخر کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

"حق تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میرے پاس ایک بھی بندہ نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو کہ مجھے درندے اٹھا کر لے جائیں گے تب بھی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ضرور بھیجوں گا کیونکہ اس کا حکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور اگر میرے علاوہ کوئی بھی ان آبادیوں میں نہ رہے تو میں تنہا ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل پیرا ہوں گا۔" (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۷)

ناراض ہونے والے انصار بھائیوں سے خطاب:

بحرین کی فتح کے بعد جب مالِ غنیمت آیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس مال کو تمام لوگوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ انصار اس موقع پر ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ انہیں اس موقع پر ترجیح نہیں دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تمہارا مطالبہ جائز ہے لیکن اگر میں نے تمہیں مالِ غنیمت میں سے زیادہ حصہ دیا تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ تم نے دنیا کی خاطر یہ سب کیا ہے اور اگر تم کچھ صبر کرو گے تو تمہارا عمل اللہ کے لئے

ہو گا۔"

انصار کہنے لگے اللہ عزوجل جانتا ہے کہ ہم نے سب کچھ اللہ عزوجل کے لئے کیا اور پھر وہ اپنے مطالبے سے دستبردار ہو گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انصار کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے گروہِ انصار! اگر تم کہو کہ تم نے ہمیں اپنے سائے میں پناہ دی اور اپنے مال میں حصہ دار بنایا اور اپنی جانوں سے ہماری مدد کی تو تم صحیح کہتے ہو اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ تمہارا مقام و مرتبہ بے حد بلند ہے اور اس مقام تک پہنچنا ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔" (فتوح البلدان بلاذری)

لوگوں کو نصیحت کے لئے خطاب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا۔

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے شمار درود و سلام۔

اما بعد! تمہارے وہ خوبرو جوان کہاں گئے جنہیں اپنی جوانی پر ناز تھا؟ تمہارے وہ بادشاہ کہاں گئے جو بڑے بڑے محل تعمیر کرتے تھے؟ تمہارے وہ جنگجو کہاں گئے جو جنگ میں داد پاتے تھے؟

یاد رکھو وہ قبر کی تاریکیوں میں گم ہو گئے پس تم بھی اپنی نجات کی فکر کرو۔

اے لوگو! اللہ عزوجل سے حیاء کرو جس کے قبضے میں میری جان ہے اور میں قسم کھاتا ہوں جب میں رفع حاجت کے لئے جاتا ہوں تو اپنے رب سے حیاء کی وجہ سے خود کو زیادہ سے زیادہ کپڑے میں لپیٹتا ہوں۔

اے لوگو! اللہ عزوجل سے عافیت کی دعا مانگا کرو کیونکہ ایمان کے بعد عافیت سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے اور کفر کے بعد شک سے بڑی کوئی دوسری بیماری نہیں ہے۔ ہمیشہ سچائی کا دامن تھامے رکھو وہ نیکی کی راہ پر لے جاتی ہے جس سے جنت ملتی ہے اور جھوٹ سے بچتے رہو کہ وہ فسق و فجور کی جانب لے جاتا ہے اور فسق و فجور سے صرف جہنم ملتی ہے۔"

(عیون الاخبار)

دنیا کی بے رغبتی:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دنیا کی بے رغبتی کے متعلق بیان کرتے ہوئے ایک مرتبہ ذیل کا خطبہ دیا۔

"تمام تعریفیں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود و سلام۔

اما بعد! دنیا اور آخرت میں حکمران سب سے زیادہ بدنصیب ہوتے ہیں۔

اے لوگو! تم سطحی نگاہ سے دیکھتے ہو اور جلد بازی میں اپنے فیصلے کرتے ہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں حکمرانوں کو وہ اپنے مال سے زیادہ دوسروں کے مال کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے

ہیں۔ ان کے دلوں پر ہر وقت خوف طاری رہتا ہے۔ ان کو حسد، کینہ اور بغض کی بیماری لگ جاتی ہے۔ وہ راحت سے محروم ہوتے ہیں اور عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ان کو کبھی اطمینان اور سکون میسر نہیں ہوتا۔ وہ ایک دھوکے کی مانند ہوتے ہیں اور دیکھنے میں بظاہر بارعب نظر آتے ہیں لیکن اندر سے غمگین ہوتے ہیں۔ جب ان کی عمر ختم ہو جاتی ہے اور وہ دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں تو اللہ ان سے سختی سے پوچھتا ہے اور انہیں بہت کم معاف کیا جاتا ہے۔ بادشاہوں کے مقابلے میں غرباء زیادہ خوش نصیب ہوتے ہیں۔ بہترین حاکم وہی ہے جو اللہ عزوجل پر ایمان رکھے اس کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلے کرنے والا ہو۔ میرے بعد عنقریب وہ دور آنے والا ہے جب امت بکھر جائے گی اور ناحق خون بہایا جائے گا۔ پھر اہل حق کو اگر اقتدار ملا بھی تو اس کی مدت بہت کم ہو گی۔ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب ایسے حالات پیدا ہوں تو مسجدوں کو نہ چھوڑنا اور قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرتے رہنا۔" (زہر الادب)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحتیں

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کئی نصیحتیں کیں جن میں ان کو نیک اعمال کی ترغیب دلائی اور لوگوں کی معاونت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کی۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں:

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرضِ وصال میں مبتلا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نامزدگی کا حتمی فیصلہ کرلیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! میں تم کو ایسے امر کی دعوت دیتا ہوں جو ہر اس آدمی کو تھکا دیتا ہے جو اس کو سنبھالے۔ عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی فرمانبرداری کرتے رہنا اور اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا۔ اللہ عزوجل کی اطاعت کرنا اور اللہ عزوجل کی اطاعت کرنے میں تقویٰ سے کام لینا۔ یاد رکھو کہ تقویٰ قابل حفاظت امر ہے اور میں تم کو خلافت پیش کرتا ہوں اور اس کو وہی آدمی اپنے ذمے لیتا ہے جو اس پر عمل کر سکے۔ پس جس نے حق بات کا حکم دیا

اور خود باطل کام کیا اور بھلی بات کا حکم کیا اور خود منکرات پر عمل
پیرا رہا۔ وہ دن دور نہیں کہ اس کی آرزو ختم ہو جائے اور اس کا
عمل ضائع ہو جائے۔ پس اگر تم لوگوں کے امور کے لئے ان
کے خلیفہ ہوئے ہو تو تم سے جہاں تک ہو سکے اپنے ہاتھوں کو
لوگوں کے خون سے روکنا اور اپنے پیٹ کو ان کے مالوں
سے خالی رکھنا اور اپنی زبان کو ان کی آبروریزی سے بچانا۔ اگر
تم سے ایسا ہو سکے تو کر لینا اور اللہ عزوجل کے بغیر کسی کام پر
قدرت حاصل نہیں ہوتی۔"

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اما بعد! یہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے وہ عہد ہے جو ایسے
وقت میں دیا جب کہ اس کی دنیا کا زمانہ اختتام پذیر ہے اور وہ
دنیا سے جا رہا ہے۔ اس کی آخرت کا دورِ اول شروع ہونے
والا ہے اور دارِ آخرت میں قدم رکھ رہا ہے جہاں کافر بھی
ایمان لے آئے گا اور گنہگار بھی متقی بن جائے گا اور جھوٹا شخص
بھی سچ بولے گا۔ میں اپنے بعد عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ
مقرر کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے انصاف سے کام لیا اور میرا گمان
بھی ان کے متعلق یہی ہے اور اگر انہوں نے ظلم کیا تو وہ جانیں۔
میں نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور غیب کا علم مجھے نہیں۔ اللہ
عزوجل کا فرمان ہے جن لوگوں نے ظلم ڈھائے ان کو بہت

جلد پتہ چل جائے گا کہ کس کروٹ پر وہ پلٹا کھائیں گے۔"

اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بغض رکھنے والے سے تم نے بغض رکھا اور محبت کرنے والے سے تم نے محبت کی اور یہ پرانے زمانے سے چلتا آرہا ہے کہ بھلائی سے عداوت اور شرارت سے محبت کی جاتی ہے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے خلافت کی کچھ حاجت نہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! منصب خلافت کو تمہاری ضرورت ہے تم نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور تم ان کی صحبتوں میں رہے ہو اور تم نے دیکھا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے نفوس کو اپنے نفس پر ترجیح دی اور یہاں تک کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دیئے ہوئے ن عطیات میں سے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کو عطا فرمائے اور بچا ہوا اپنے اہل کو ہدیہ دیا کرتے تھے اور تم نے مجھے دیکھا اور میرے ساتھ رہے۔ میں نے تو اسی ذاتِ گرامی کے نقش قدم کی پیروی کی جو مجھ سے پہلے تھے۔ اللہ عزوجل کی قسم! یہ باتیں میں سوتے میں نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی خواب دیکھ رہا ہوں اور میں کسی وہم کے طور پر یہ شہادت نہیں دے رہا اور بے شک میں

ایک ایسے راستے پر ہوں جس میں کمی نہیں۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں معلوم ہونا چاہیے بے شک اللہ عزوجل کے لئے کچھ حقوق ہیں رات میں جن کو وہ دن میں نہیں قبول فرماتا اور کچھ حقوق ہیں دن میں جن کو وہ رات میں قبول نہیں فرمات اور بروزِ قیامت جس کسی کی بھی ترازوئے اعمال وزنی ہوگی اور ترازوئے اعمال کے لئے حق بھی یہی ہے کہ وہ وزنی اس وقت ہوگی جب اس میں حق کے سوا کچھ نہ ہوگا اور بروزِ قیامت جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ وہی ہوں گے جنہوں نے باطل کی پیروی کی ہوگی اور میزانِ عمل کے لئے حق ہے کہ بجز باطل کے اور کسی چیز سے اس کا پلہ ہلکا نہ ہو۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بے شک سب سے پہلی وہ چیز جس سے میں تمہیں ڈراتا ہوں وہ تمہارا نفس ہے اور میں تم کو لوگوں سے بھی پرہیزگاری کا حکم دیتا ہوں۔ لوگوں کی نظریں بہت بلند و بالا دیکھنے لگی ہیں اور ان کی خواہشات کا مشکیزہ پھونکوں سے بھر گیا ہے اور لوگوں کے لئے لغزش سے خیریت ہو جائے گی تم لوگوں کو لغزشات میں پڑنے سے بچاؤ گے اس لئے لوگوں کو ہمیشہ تمہاری جانب سے خوف رہے گا اور تم سے ڈرتے رہیں گے جب تک کہ تم اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو گے اور یہ میری وصیت ہے اور میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔"

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا اور تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کے لئے جو اعمال دن میں کرنے کے ہیں وہ رات میں قبول نہیں ہوتے اور جو اعمال رات میں کرنے کے ہیں وہ دن میں قبول نہیں ہوتا اور بے شک نوافل اس وقت تک قبول نہیں ہوتے جب تک کہ فرائض ادا نہ کئے جائیں اور جس کسی کے اعمال کا پلہ بروزِ قیامت وزنی ہوگا وہ دنیا میں حق کی پیروی کرنے والا ہوگا اور ترازوئے اعمال کے لئے جس میں کل حق رکھا جائے گا یہ حق ہے کہ وہ وزنی ہو اور بروزِ قیامت جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ ان کے دنیا میں باطل اعمال کی وجہ سے ہوگا۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بے شک اللہ عزوجل نے اہل جنت کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان کا تذکرہ ان کے اچھے اعمال کی وجہ سے ہے۔ جب میں اہل جنت کو یاد کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں مجھے خطرہ ہے کہ میں ان سے نہ مل سکوں گا اور اللہ عزوجل نے اہل دوزخ کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور ان کا تذکرہ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہے اور جب میں اہل دوزخ کو یاد کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میں ان کے ساتھ نہ ہوں۔ اگر تم نے میری اس نصیحت کی حفاظت کی تو کوئی چیز تمہیں موت سے زیادہ محبوب نہ ہوگی اور موت آنے والی ہے اور تم کسی بھی طرح موت سے عاجز نہیں ہو۔''

(تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۲۲۱)

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں:

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے خرید کر آزاد فرمایا اور اب آپ رضی اللہ عنہ ہی مجھے اجازت دیجئے میں اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کروں کیونکہ مجھے اب مدینہ منورہ میں قیام سے زیادہ جہاد محبوب ہے۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اے بلال (رضی اللہ عنہ)! اللہ گواہ ہے کہ میں نے تمہیں صرف اللہ کے لئے آزاد کیا اور مجھے تم سے کوئی بدلہ یا شکریہ درکار نہیں۔ اللہ عزوجل کی زمین وسیع ہے تم جہاں جانا چاہو جا سکتے ہو۔''

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے لگتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے میری بات کا برا منایا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''بلال (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی قسم! میں نے برا نہیں منایا بلکہ میری خواہش ہے تم اپنی خواہش کو میری خواہش پر قربان کر دو کیونکہ میں تمہاری جدائی کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہے حالانکہ ایک دن یہ ہونا ہی ہے اور جدائی کی وہ گھڑی عنقریب آنے والی ہے اور ہماری ملاقات پھر روزِ حشر ہو گی اور اگر تم جہاد پر جانا چاہتے ہو تو میں تمہیں نہیں روکوں گا۔

بلال (رضی اللہ عنہ)! میں تمہیں بھلائی کے کاموں کی نصیحت کرتا ہوں وہ کام جو تمہیں اللہ عزوجل کی یاد دلاتے رہیں اور جب تم اس

دنیا سے رخصت ہو تو تمہیں ان کا بہترین اجر ملے۔"

(الخمیس از یار بکری)

حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تو ان کے بارے میں حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو یوں وصیت فرمائی۔

"خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور جو کچھ ان کا حق تمہارے اوپر ہے اس کا لحاظ رکھنا جیسا کہ تمہیں اس زمانہ میں یہ بات پسند تھی کہ یہ والی ہو کر تمہارے سامنے آتے اور جو تمہارا حق ان کے اوپر ہے اسے پہچانتے۔ تم نے ان کا مرتبہ اسلام میں جان رکھا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے والی تھے اور میں نے بھی انہیں والی بنا رکھا تھا۔ اب میں نے مناسب خیال کیا کہ انہیں معزول کر دوں اور قریب ہے کہ ان کے لئے معزولی ان کے دین کے بارے میں بہتر ثابت ہو اور مجھے کسی کی امارت سے حسد نہیں اور میں نے لشکروں کی امارت کے بارے میں خالد رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا تھا کہ جس کو چاہیں منتخب کر لیں اور انہوں نے تمہارے غیر کو چھوڑ کر تمہارا چناؤ کیا اور اپنے چچیرے بھائی کے مقابلے میں تم کو ترجیح دی۔ جب تمہیں کوئی امر درپیش ہو جس کے لئے تمہیں کسی کی نصیحت کی ضرورت ہو تو تم حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت خالد بن

سعید رضی اللہ عنہم کے پاس نصیحت اور بھلائی پاؤ گے۔"

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے ملک شام کی جانب روانہ کیا تو فرمایا۔

"اے یزید (رضی اللہ عنہ)! تمہاری رشتہ داریاں بہت ہیں اور ممکن ہے کہ تم ان رشتہ داریوں کو امارت میں ترجیح دو اور اس کا مجھے تمہاری جانب سے بڑا خطرہ ہے۔ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا والی ہو اور وہ مسلمانوں پر کسی کو ناحق تخصیص کی بناء پر امیر بنا دے ایسے امیر بنانے والے پر اللہ کی لعنت' اللہ پاک ہے ایسے امیر بنانے والے کسی خرچہ اور کسی کوشش کو قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کر دے گا اور جس نے اپنے بھائی کے مال میں سے کسی کی کچھ مدد کی اس پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو گی۔ لوگوں کو اس بات کی دعوت دو کہ وہ اللہ عزوجل پر ایمان لائیں۔"

حضرت حارث بن فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام کا والی بنانے کے بعد فرمایا۔

"اے یزید (رضی اللہ عنہ)! تم جوان ہو تمہارا تذکرہ ان بھلائیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جو تم سے دیکھی گئیں اور میں نے یہ اتنی بات جو تم سے تنہائی میں بلا کر کی ایک کام کے لئے کی ہے۔ میں

نے ارادہ کیا ہے کہ میں تم سے ایک کام لوں اور میں تم کو تمہارے گھر سے باہر نکالوں تاکہ مجھے پتہ چلے کہ تم اور تمہاری امارت کیسی رہتی ہے؟ اور میں تمہیں بتائے دیتا ہوں اگر تم نے حسن و خوبی سے فرائض انجام دیئے تو میں تمہارے منصب میں ترقی کروں گا اور اگر تم نے اپنے فرائض صحیح طریقے سے انجام نہ دیئے تو میں تمہیں معزول کر دوں گا اور میں نے تمہیں حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے عمل کا والی بنایا ہے۔ میں تمہیں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ ان کا اسلام میں کیا مرتبہ ہے۔ میں تمہیں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کی عزت و توقیر میں کوئی کمی نہ آئے اور تم کوئی بات حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہم کے مشورہ کے بغیر نہ کرنا۔"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی طرف لشکر اسلام کو بھیجنا کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ابلہ سے ہوتے ہوئے فلسطین پہنچیں۔ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ اس لشکر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سرحد تک گئے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

اے عمرو (رضی اللہ عنہ)! اپنی خلوت و جلوت میں اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا اور اس سے حیاء کرنا کیونکہ وہ تمہارے نیک اور بد تمام اعمال کو جانتا ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ جو حضرات تم سے آگے نیک اعمال کر کے گئے ان کا اللہ عزوجل کے ہاں کیا مقام ہے؟ تم بھی آخرت کے لئے عمل کرنے والے بن جاؤ اور تمہارا مقصد صرف رضائے الٰہی ہو اور تم لوگوں کے چھپے ہوئے بھید ہرگز جاننے کی کوشش نہ کرنا۔ دشمن سے جب بھی مقابلہ کرنا سچائی کے ساتھ کرنا اور دوران جنگ بزدلی نہ دکھانا۔ میں تمہیں امانت میں خیانت نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اگر تم اپنی اصلاح کرو گے تو تمہاری رعایا خودبخود تمہارے لئے بھلی ہو جائے گی۔''

ابن عساکر کی روایت ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو شام کے محاذ پر خط لکھا اور انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خط بھیجا ہے اور وہ عنقریب تمہارے پاس پہنچ جائیں گے جب وہ تمہارے پاس پہنچیں تو ان سے حسن سلوک سے پیش آنا اور ان سے مشورہ کرنا اور ان کی مخالفت نہ کرنا۔ میں نے تمہیں اس کام کا عامل بنایا ہے کہ جن لوگوں پر تمہارا گزر ہو یعنی مسلمان قبائل تو انہیں جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دو پس جو ان میں سے تمہارے ساتھ ہو اس کے لئے سواری کا انتظام کرو اور لشکر میں اتفاق و اتحاد برقرار رکھو۔''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ سے نصیحت کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"سلمان (رضی اللہ عنہ)! تقویٰ اختیار کئے رکھنا اور دیکھو فتوحات کا زمانہ آنے والا ہے تم مالِ غنیمت میں سے اتنا ہی لینا جتنی تمہیں حاجت ہو۔ یہ بات یاد رکھو کہ جو شخص پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرتا ہے وہ اللہ کی پناہ میں آجاتا ہے اور وہ اللہ عزوجل کے غضب سے دور ہو جاتا ہے اور جو اللہ عزوجل کے غضب کا شکار ہوگا وہ منہ کے بل آگ میں جھونکا جائے گا۔"

(تہذیب ابن عساکر)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو عمان بھیجتے وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کے بھروسے پر سفر کرنا، امن چاہنے والوں سے لڑائی نہ کرنا، کسی مسلمان کا حق نہ مارنا، جو بات کہو حق کہو اور حق بات پر عمل کرنا، کسی کے ڈرانے سے خوفزدہ نہ ہونا، اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا اور دشمن سے جب بھی مقابلہ ہو تو استقامت سے لڑنا یہاں تک کہ تم شہید ہو جاؤ۔"

(عیون الاخبار)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھلائی کی وصیت:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور تشہد پڑھا اور پھر مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''بیٹی! میرے وصال کے بعد تیری تونگری مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے اور تیری مفلسی سب سے زیادہ گراں ہے۔ میں نے تجھے ایک زمین دی تھی جو بیس وسق کھجوریں پیدا کرتی تھی اگر ایک سال تو نے کھجوریں لے لیں تو ٹھیک ہے مگر اب وہ مال ورثاء کا ہے۔ تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں انہیں ان کا حصہ دے دینا۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے والد بزرگوار سے کہا میری تو ایک ہی بہن (اسماء رضی اللہ عنہا) ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تیری دوسری بہن بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور میں تجھے اس سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔''

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۲)

کشف و کرامات

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صاحب کشف و کرامت تھے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی چند کرامات بیان کی جا رہی ہیں۔

کھانے میں برکت کا واقعہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں تین مہمان آئے اور آپ رضی اللہ عنہ خود شام کو کھانا کھانے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھانا کھایا اور گفتگو میں مشغول رہے یہاں تک کہ رات کو گھر واپس لوٹتے ہوئے دیر ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ گھر آئے اور میری والدہ سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ اپنے مہمانوں کو بھول گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مہمانوں نے کھانا نہیں کھایا اور وہ کہتے تھے ہم آپ رضی اللہ عنہ کے بغیر ہرگز کھانا نہ کھائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ! میں اب کھانا نہیں کھاؤں گا اور پھر انہوں نے مجھے برا بھلا کہا اور مجھ پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے خوف سے چھپ گیا تھا اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کا غصہ قدرے کم ہوا تو میں آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مہمانوں کے طعام کا انتظام کرنے کا حکم دیا اور میں نے کھانا لگایا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ بھی ان مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے لئے

بیٹھ گئے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ اور تمام مہمانوں نے شکم سیر ہو کر کھایا مگر کھانا بدستور پہلے کی طرح موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ان مہمانوں میں سے ایک نے کہا واللہ! ہم جو لقمہ اٹھاتے تھے کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا تھا اور پھر جب سب لوگ شکم سیر ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے فرمایا۔

''اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے کھانا پہلے سے زیادہ کیسے ہو گیا؟''

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والدہ نے کہا یہ تو پہلے سے زیادہ ہو چکا ہے یعنی ہم نے جتنا انتظام کیا تھا یہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر والد بزرگوار نے صبح کے وقت وہ کھانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت بارہ قبائل کے سردار ایک معاہدہ کے لئے موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھانا ان قبائلی سرداروں اور ان کے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ ان سب نے وہ کھانا سیر ہو کر کھایا اور اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنے لوگ تھے مگر کھانا بدستور برتن میں موجود تھا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب جلد دوم حدیث ۷۹۰)

قلعہ مسمار ہو گیا:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب قیصر روم سے جنگ کے لئے مسلمانوں کا لشکر روانہ ہونے لگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کلمہ طیبہ پڑھ کر جہاد کا علم حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور ان کو نصیحت کی کہ جب بھی کوئی مشکل درپیش ہو تو تم کلمہ طیبہ پڑھ کر نعرہ تکبیر بلند کرنا اللہ عزوجل تمہاری مشکل حل فرما دے گا۔ جب اسلامی لشکر نے قیصر روم کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور کئی روز تک قلعہ فتح نہ ہوا تو حضرت

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نصیحت کے مطابق کلمہ طیبہ پڑھ کر نعرہ تکبیر بلند کیا تو قلعہ کے اندر زلزلہ آ گیا اور پورا قلعہ مسمار ہو گیا۔

شان میں گستاخی کرنے والا بندر بن گیا:

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تین لوگ یمن کی جانب روانہ ہوئے۔ ہمارے ایک ساتھی نے سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کی۔ ہم نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ جب ہم لوگ یمن کے نزدیک پہنچے اور ہم نے نمازِ فجر کے لئے اسے بیدار کیا تو اس نے کہا کہ اس نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وہ فرما رہے تھے کہ اے فاسق! اللہ نے تجھے ذلیل وخوار کیا اور منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی تیرا چہرہ مسخ ہو جائے گا۔ پھر اس کے بعد اس کی شکل بدل گئی اور بالکل بندروں جیسی ہو گئی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۶۸)

شان میں گستاخی کرنے والا کتا بن گیا:

امام مستغری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ایک بزرگ نے بتایا میں نے شام میں ایک ایسے امام کی امامت میں نماز پڑھی جس نے نماز کے بعد سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کو بددعا دی اور مجھے اس کی اس بات سے شدید ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر کچھ عرصہ بعد میں دوبارہ اس مسجد میں گیا تو جب امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نے نماز پڑھنے کے بعد سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کے حق میں دعا کی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا تمہارا پہلا امام کہاں ہے؟ لوگ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک مکان پر لے گئے اور میں نے دیکھا اس مکان میں ایک کتا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں حیران ہوا

تو وہ کتا بولا میں وہی امام ہوں جو سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۷۲)

گستاخی کرنے والا خنزیر بن گیا:

امام مستغری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کوفہ کا ایک شخص سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتا تھا اور جب لوگ اسے منع کرتے تو وہ ان کے ساتھ بدتمیزی کرتا اور اپنی اس حرکت سے باز نہ آیا۔ ایک دن لوگوں نے تنگ آ کر اس سے کہا وہ ان سے علیحدہ ہو جائے۔ وہ ان لوگوں سے جدا ہو گیا۔ پھر وہ لوگ اپنی منزل پر پہنچے اور اپنا کام مکمل ہونے کے بعد واپسی کا ارادہ کیا۔ راستہ میں انہیں اس کوفی شخص کا غلام ملا جس کا حال بہت برا تھا۔ اس نے ان لوگوں سے کہا وہ اس کے ساتھ چلیں اور دیکھیں اس پر کیسی مصیبت آن پڑی ہے؟ وہ صالح مرد کہتا ہے پھر ہم اس غلام کے ساتھ اس جگہ پہنچے جہاں وہ کوفی شخص رہتا تھا۔ اس کوفی شخص نے ہمیں دیکھا تو کہا دیکھو مجھ پر کیسی بھاری مصیبت آن پڑی؟ ابھی ہم اسی شش و پنج میں مبتلا تھے یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکالے اور اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کی مانند تھے۔ ہمیں اس پر ترس آ گیا اور ہم نے اسے اپنے قافلے میں ایک مرتبہ پھر شامل کر لیا۔ راستہ میں ہم ایک جنگل سے گزرے اور وہاں خنزیروں کے ایک جھنڈ کو دیکھ کر وہ شخص بھاگ کر ان میں شامل ہو گیا اور ہم سے جدا ہو گیا۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۶۹)

خون میں پیشاب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں خون میں پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی

بات سنی تو غصہ کے عالم میں فرمایا کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ دورانِ حیض بھی صحبت کرتے ہو۔ اس شخص نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر اور آئندہ کے لئے ایسی حرکت نہ کرنا۔ اس شخص نے سچے دل سے توبہ کی اور پھر اسے کبھی ایسا خواب نہیں آیا۔ (تاریخ الخلفا، صفحہ ۱۵۵)

دور اندیشی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال سے چند روز قبل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ایک لشکر ترتیب دیا تھا اور اس لشکر کو رومیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ جب یہ لشکر روانہ ہوا اور مقام جرف میں مقیم ہوا تو اس لشکر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر ملی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اس لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلیفہ نامزد ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر بیٹھنے کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں اس لشکر کو دوبارہ رومیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا۔

بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی کم عمری کی وجہ سے انہیں لشکر کا سربراہ بنانے کی مخالفت کی مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کا سالارِ اعلیٰ بنایا تھا اور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہرگز نہیں کر سکتا۔

پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں لشکر اسلام رومیوں کے

خلاف میدانِ جنگ میں اترا تو فتح مسلمانوں کا مقدر بنی اور اس فتح نے ان مرتدین کے حوصلے بھی پست کر دیئے جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا اور نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو بھی ایک خوف لاحق ہو گیا اور بلاشبہ یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے مستقبل کو اپنی نگاہِ باطنی سے دیکھ لیا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۷۵)

بیٹی کے متعلق پیشگوئی:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے مرضِ وصال میں اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

''میری بیٹی! میرے پاس جو میرا مال تھا وہ اب ورثاء کا ہو چکا، میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم میں تقسیم فرما لینا۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

''ابا جان! میری تو ایک ہی بہن اسماء (رضی اللہ عنہا) یہ میری دوسری بہن کون سی ہے؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میری بیوی بنت خارجہ اس وقت حاملہ ہے اس کے شکم میں لڑکی ہے اور وہ تمہاری بہن ہے۔''

چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ایسا ہی ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ

کی زوجہ بنت خارجہ کے گھر بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) رکھا گیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۲)

شیخین رضی اللہ عنہم سے محبت کا انجام:

حضرت جعفر خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک ایسے قافلے کے ساتھ سفر کر رہا تھا جس کے تمام افراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن تھے وہ سب کے سب سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کے متعلق مجھ سے مناظرہ کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حتیٰ الامکان ان کے ہر اعتراض کا جواب دے رہا تھا۔ پھر ہمارا گزر ایک خوفناک جنگل سے ہوا۔ جنگل سے ایک درندہ نکلا اور وہ سیدھا میری جانب بڑھا اور مجھے اٹھا کر جنگل میں لے گیا۔ وہ قافلے والے بہت خوش تھے اور مجھے اس خیال سے افسوس ہوا وہ کہتے ہوں گے کہ اس نے شیخین رضی اللہ عنہم سے محبت کا مزہ چکھ لیا۔

حضرت جعفر خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس درندہ نے مجھے اپنے بھوکے بچوں کے آگے ڈال دیا تاکہ وہ بچے کھا جائیں۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِحُرْمَۃِ الشَّیْخَیْنِ

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شیخین رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے میری مدد فرمائیے۔"

حضرت جعفر خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب اس درندے کے بھوکے بچے میرے قریب آئے تو مجھے سونگھ کر سب کے سب پیچھے ہٹ گئے۔ یہ دیکھ کر وہ درندہ خوفناک آواز میں بولا میری سمجھ میں وہ کہہ رہا تھا کہ تم اسے کھاتے کیوں نہیں؟ اس کے بچوں نے بزبانِ فصیح جواب دیا۔

لَقَدْ جَوَّعْتَنَا ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ثُمَّ جِئْتَنَا بِمَنْ يُّحِبُّ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''تو نے ہمیں تین دن بھوکا رکھا اور آج اس شخص کو لے آئے ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے محبت رکھتا ہے۔''

حضرت جعفر خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے کانوں سے ان کا یہ جواب سنا اور مسرت میں اٹھا اور چل دیا۔ اللہ کی قسم! ان درندوں نے مجھے کچھ ایذا نہ پہنچائی تھی۔ (جامع المعجزات)

چھپے جوہر کو پہچان لیا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جو قبائل مرتد ہو گئے اور پھر دین اسلام کی جانب لوٹ آئے ان میں ایک قبیلہ ''کندہ'' بھی تھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا حکم دیا اور لشکر اسلام نے قبیلہ کندہ کے سردار اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں اشعث بن قیس نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے روبرو اپنے جرم کا اعتراف کیا اور توبہ کی اور پھر سے دین اسلام کی جانب لوٹ آیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اشعث بن قیس کی غلطی معاف فرما دی اور اپنی بہن ام فروہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اس سے کر دیا۔ حاضرین محفل اس عنایت پر حیران تھے مرتدین کا سردار جس نے دین اسلام سے بغاوت کی اور بے شمار مجاہدین کو شہید کیا اسے اس قدر عنایات سے کیوں نوازا جا رہا ہے؟

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ان عنایات کا

حق یوں ادا کیا کہ معرکہ عراق میں بہادری کی وہ داستانیں رقم کیں جو تاریخ کے اوراق میں نمایاں حروف میں لکھی گئیں۔ عراق کی فتح کا سہرا ان کے سر رہا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں معرکہ قادسیہ اور قلعہ مدائن کی فتح اور نہاوند کی فتح میں ان کی جانثاری اور بہادری نے لشکر اسلام کا حوصلہ بڑھایا۔

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی اس جانثاری اور بہادری کو دیکھ کر لوگ یہ کہے بغیر نہ رہ سکے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوراندیش تھے اور انہوں نے اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ میں چھپے جوہر کو پہچان لیا تھا اس لئے ان پر انعام کیا تھا۔

(ازالۃ الخفاء صفحہ ۳۹)

مدفن کے متعلق پیشگی آگاہ کرنا:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کہاں دفن کیا جائے؟ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ جنت البقیع میں دفن کیا جائے جبکہ میری خواہش تھی کہ میرے والد بزرگوار، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں میرے حجرے میں دفن ہوں چنانچہ مجھ پر نیند کا غلبہ طاری ہو گیا اور مجھے خواب میں ایک منادی سنائی دی کہ کوئی اعلان کر رہا تھا۔

''حبیب کو حبیب سے ملا دو۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے بیدار ہونے کے بعد خواب کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیا تو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات کا اقرار کیا انہوں نے بھی یہ منادی سنی تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں مدفون کیا گیا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۶۳)

حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کر دو:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے جا کر رکھا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

السلام علیک یا رسول اللہ ھذا ابوبکر رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جیسے یہ الفاظ ادا کئے تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے آواز آئی۔

''حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کر دو۔''

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۶۳)

تیسرا باب

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال اور سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنا

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنا

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ منصب خلافت کے حقدار تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

''صاحب فراست تین شخص ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کہ انہیں خلیفہ نامزد کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اہلیہ جنہوں نے اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا انہیں ملازم رکھ لیجئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اہلیہ۔'' (طبقات ابن سعد جلد جلد سوم صفحہ ۵۳۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۱)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں اختیار دیتا ہوں تم اپنے لئے خلیفہ چن لو۔ لوگوں نے کہا ہمیں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی رائے میں کوئی اعتراض نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قدرے خاموش رہنے کے بعد فرمایا۔

''میرے نزدیک عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب سے بہتر کوئی نہیں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر عمر (رضی اللہ عنہ) کو جانتے ہیں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''جتنی میری معلومات ہیں عمر (رضی اللہ عنہ) کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ بہتر ہے اور ہم میں اس وقت ان جیسا کوئی نہیں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیگر احباب سے مشورہ کیا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم تحریر کرو۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کو خلیفہ نامزد کیا۔''

اسی قسم کی ایک اور روایت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس طریقے سے بھی منقول ہے کہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا تم میری حالت دیکھ رہے ہو اور مجھے یقین ہے کہ میرا وصال ہو جائے گا اور اب اللہ عزوجل تمہیں میری بیعت سے آزاد کر رہا ہے اور اللہ عزوجل نے ایک مرتبہ پھر معاملہ تمہارے سپرد کر دیا ہے اور جو گرہ لگی ہوئی تھی وہ کھل گئی ہے تم جسے چاہو اپنا امیر مقرر کر لو اور اگر تم میری زندگی میں اپنا کوئی امیر

مقرر کرلو گے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم میرے بعد اختلافات کا شکار ہو۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے غور کیا مگر وہ کچھ فیصلہ نہ کر پائے اور وہ واپس سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو تسلیم کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے مہلت دو تاکہ میں اللہ اس کے دین اور اس کے بندوں کے متعلق کچھ غور کروں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہاری عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کے متعلق کیا رائے ہے؟ وہ بولے آپ رضی اللہ عنہ انہیں مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا تم عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کے متعلق کیا کہتے ہو؟ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا میں انہیں جتنا جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم انہیں چھوڑ بھی دیتے تو میں تم سے کچھ ناراض نہ ہوتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر اور دیگر مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ عزوجل گواہ ہے ہم انہیں آپ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بہتر جانتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے خوش ہوتے ہیں یا غضبناک ہوتے ہیں اور ان جیسا کوئی قوی آدمی نہیں جو منصب خلافت کا حقدار ہو۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو پندرہ روز تک بیمار رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بخار کی شدت میں بھی مسجد میں تشریف لاتے مگر جب بخار کی شدت میں کوئی کمی نہ آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا۔ پھر جب اپنے وصال کا یقین ہو گیا تو اکابر صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان کے مشورہ سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام بطورِ خلیفہ پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں عمر (رضی اللہ عنہ) کے خلیفہ بننے پر کوئی اعتراض نہیں لیکن ان کا مزاج سخت ہے۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مزاج کے سخت ہونے کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں سننے کے بعد فرمایا جب خلافت کا بوجھ ان کے کندھوں پر پڑے گا تو ان کی طبیعت خودبخود نرم ہو جائے گی۔ کسی نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اب اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس وقت تم سب میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پروانہ تیار کریں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے خلافت کا پروانہ لکھ دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی مہر ثبت کی اور دعا کی۔

"اللہ عزوجل عمر (رضی اللہ عنہ) کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔"

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے اپنے کسی رشتہ دار کو خلیفہ نہیں بنایا بلکہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا انتخاب کیا ہے تم اس کے احکامات پر عمل کرو اور اس کی اطاعت کرو۔"

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور انہیں امورِ خلافت سے متعلق کچھ نصیحتیں کیں۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۳۶ تا ۴۷، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۰)

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا حتمی فیصلہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا جو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کتابت کیا کرتے تھے اور انہیں حکم دیا وہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کا پروانہ لکھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت یوں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''یہ وہ عہد ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما نے دنیا سے آخرت کی جانب جاتے ہوئے تحریر کروایا بلاشبہ عمر (رضی اللہ عنہ) کو تم پر خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور تم پر لازم ہے کہ تم اس کا حکم بجالاؤ اور اس کی اطاعت کرو اور اگر وہ عدل کریں اور میں ان کے بارے میں یہی رائے رکھتا ہوں اور اگر وہ بدل جائیں تو پھر تم وہی کرو جو تمہارا گمان ہو اور میں نے تو بھلائی کا ارادہ کیا اور میں غیب کا علم نہیں رکھتا۔ تم لوگوں کو میرا اسلام ہو اور اللہ عزوجل کی رحمت تم پر نازل ہو۔''

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جب تحریر لکھ دی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور پھر اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی۔

ابن عساکر کی روایت میں ہے جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے خلافت کا پروانہ تحریر کر لیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے پڑھ کر سنایا۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پڑھ کر سنایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے تکبیر بلند کی اور فرمایا۔

''مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں میری غشی میں میری جان چلی

جاتی اور لوگ اختلاف کا شکار ہو جاتے۔"

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پر مہر لگائی اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے باہر جا کر لوگوں سے کہا مجھے جو نام لکھوایا گیا ہے کیا تم اس کی بیعت کرو گے؟ لوگوں نے کہا ہاں! ہم اس کی بیعت کریں گے۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۳۶ تا ۳۷)

ایک روایت میں ہے کہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھڑکی سے جھانک کر لوگوں سے فرمایا بلاشبہ میں نے تم سے ایک عہد کیا اور کیا تم اس عہد پر راضی ہو؟ لوگوں نے عرض کیا ہم راضی ہیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس موقع پر کھڑے ہوئے اور فرمایا جب تک منصب امارت کو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سپرد نہیں کیا جائے گا ہم راضی نہ ہوں گے اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۱)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زندگی سادگی میں بسر کی۔ آپ رضی اللہ عنہ موٹے جھوٹے کپڑے استعمال فرماتے تھے اور دسترخوان پر کبھی پرتکلف کھانا نہ ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی سادگی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ان تاجروں میں ہوتا تھا جن کے پاس مال و دولت کی کچھ کمی نہ تھی مگر اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تنگی کا پتہ اس بات سے بھی چلتا ہے کہ گھر میں تین تین دن تک فاقہ رہتا تھا۔ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھوک کی شدت سے بے قرار دیکھا تو فرمایا۔

''میں بھی تمہاری طرح بھوکا ہوں۔''

ابن سعد کی روایت ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ لوگ عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ لوگوں نے عرض کیا۔

''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کسی طبیب کو

نہ بلوائیں؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''طبیب نے مجھے دیکھا ہے۔''

لوگوں نے پوچھا۔

''پھر طبیب نے آپ رضی اللہ عنہ سے کیا کہا؟''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''طبیب کہتا ہے میں ہر اس کام کو گزرنے والا ہوں جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرض الموت کی ابتداء سات جمادی الثانی کو ہوئی۔ اس روز سوموار کا دن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہائے تو آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا جو پندرہ دن تک رہا۔ اس دوران سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر امامت فرماتے رہے۔ بالآخر ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو آپ رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حلوے کی ایک قسم کہیں سے بطورِ تحفہ آئی اور آپ رضی اللہ عنہ اور حارث رضی اللہ عنہ بن کلدہ وہ حلوہ تناول فرما رہے تھے کہ حارث رضی اللہ عنہ نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! اپنا ہاتھ روک دیں اس حلوہ میں زہر ہے جو سال بعد اثر کرے گا اور ہم دونوں سال بعد ایک ہی دن اس دنیا سے کوچ کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مرضِ وصال کی ابتداء اس حلوہ کو نوش فرمانے کے ایک برس بعد جمادی الآخر کی سات تاریخ کو ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس دن غسل کیا اور سردی شدید تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا جو پندرہ دن تک جاری رہا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے بھی نہ جا سکتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور اس دوران لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب یہ تھا آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی میں گریہ کرتے رہتے تھے جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی صحت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیماری کے دوران سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے زیادہ تیمارداری کی اور باقی تمام لوگوں سے زیادہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہ کا قیام سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے والے مکان میں تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے لیئے وقف کیا تھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور پندرہ دن تک مرض الموت میں مبتلا رہے اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نماز میں امامت کرتے رہے اور لوگوں کی کثیر تعداد آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوتی رہی۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

''آج کون سا دن ہے؟''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے بتایا۔

''آج سوموار ہے۔''

والد بزرگوار نے پوچھا۔

''حضور نبی کریم ﷺ کا وصال کس دن ہوا تھا؟''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے بتایا۔

''اسی دن ہوا تھا۔''

والد بزرگوار نے ہماری بات سن کر فرمایا۔

''مجھے بھی آج رات ہی کی توقع ہے۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر پوچھا۔

''حضور نبی کریم ﷺ کو کفن کن کپڑوں میں دیا گیا تھا؟''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے بتایا۔

''تین اکہرے یمنی سفید رنگ کے کپڑے تھے جن میں قمیص اور پگڑی نہ تھی۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ والد بزرگوار نے فرمایا۔

''میرے پاس دو چھوٹی چھوٹی چادریں ہیں انہیں دھو کر مجھے کفن دے دینا۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا۔

''اللہ عزوجل نے اپنے احسان سے بہت کچھ دیا ہے ہم آپ رضی اللہ عنہ کو نیا کفن پہنائیں گے۔''

والد بزرگوار نے فرمایا۔

''کپڑے کی ضرورت میت سے زیادہ زندہ آدمی کو ہے مردہ تو انجام کی طرف جا رہا ہوتا ہے۔''

ابن سعد میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں گرفتار ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے اپنے دورِ خلافت میں مسلمانوں کے مال میں سے ایک درہم اور دینار نہیں لیا سوائے اپنی گزر اوقات کے لئے۔ اب تم میرے مال کا جائزہ لے لینا اور دیکھنا میرے خلیفہ بننے کے بعد میرے مال میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں اور جو میرا سامان ہے وہ تم نئے خلیفہ کو بھیج دینا تاکہ میں اس امر سے بری الذمہ ہو جاؤں۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب والد بزرگوار کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حبشی غلام تھا جو بچوں کو کھانا کھلاتا تھا، ایک اونٹ تھا جس پر پانی ڈھویا جاتا تھا اور ایک پھٹی پرانی چادر تھی۔ ہم نے یہ تمام چیزیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کو دیکھا تو زار و قطار رو پڑے اور فرمانے لگے۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بعد آنے والوں کو تھکا دیا ہے۔''

روایات میں آتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ کے ذمہ بیت المال کے چھ ہزار درہم قرض تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دورانِ مرض فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ پر چھ ہزار درہم بنا دیئے۔''

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرا فلاں باغ فروخت کر کے بیت المال کے چھ ہزار درہم ادا کر دینا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر

فرمایا۔

"اللہ عزوجل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے وہ چاہتے ہیں اپنے بعد کسی کے لئے کوئی بات نہ چھوڑ جائیں۔"

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی علالت کے دنوں میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ سر نیچا کئے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا الحمد للہ! آج آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت قدرے بہتر ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہتری اسی کو کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"آج مجھے سخت تکلیف ہے اور مہاجرین کے گروہ! بیماری کی اس تکلیف سے زیادہ تکلیف مجھے اس بات کی ہے کہ میں نے تم میں سے بہتر آدمی کو خلیفہ مقرر کیا اور تم اس بات پر ناراض ہو کہ مجھے خلافت کیوں نہ ملی؟ تم دنیا کو دیکھ رہے ہو کہ تمہاری طرف بڑھ رہی ہے اور جب یہ آئے گی تو تم ریشم کے پردے اور تکیے استعمال کرو گے تب تمہاری یہ حالت ہو جائے گی کہ تمہیں آذربائیجان کی اون پر لیٹنے سے اتنی تکلیف ہوگی جتنی خاردار جھاڑیوں میں لیٹنے سے ہوتی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ بغیر کسی قصور اور جرم کے تمہاری گردنیں کاٹ دی جائیں تو یہ زیادہ بہتر ہے اس چیز سے کہ تم دنیا میں الجھ جاؤ اور کل تم ہی سب سے پہلے لوگوں کو بھٹکاؤ گے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز سوموار کو تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا۔

ابن سعد کی روایت ہے بوقت وصال سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اتنی ہی تھی جتنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ معمر تھے اور جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بال سفید اور سیاہ تھے جبکہ باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بال سیاہ تھے۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۹، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۳۲ تا ۳۸، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۲۰)

تجہیز و تکفین:

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غسل آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے حسب وصیت دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس اکثر روزہ سے ہوتی تھیں اور جس دن آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں قسم دے کر روزہ رکھنے سے منع فرمایا تاکہ بوقت غسل کہیں نقاہت نہ ہو جائے۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس اسلام میں پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اپنے خاوند کو غسل دیا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال وصیت کی میرا جنازہ اسی چارپائی پر اٹھایا جائے جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ اٹھایا گیا تھا۔ وہ چارپائی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی اور وہ لکڑی کی چارپائی تھی اور کھجور وغیرہ کے پتوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر وہ چارپائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام نے چار ہزار درہم میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی میراث میں سے خریدی اور اسے عام مسلمانوں کی ملکیت قرار

دے دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور قبر مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھودی گئی۔ قبر مبارک میں سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم نے اتارا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی لحد میں اترنا چاہا تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا۔

''بس کافی ہیں۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کہاں دفن کیا جائے؟ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ جنت البقیع میں دفن کیا جائے جبکہ میری خواہش تھی کہ میرے والد بزرگوار، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں میرے حجرے میں دفن ہوں چنانچہ مجھ پر نیند کا غلبہ طاری ہو گیا اور مجھے خواب میں ایک منادی سنائی دی کہ کوئی اعلان کر رہا تھا۔

''حبیب کو حبیب سے ملا دو۔''

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے بیدار ہونے کے بعد خواب کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیا تو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات کا اقرار کیا انہوں نے بھی یہ منادی سنی تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون کیا گیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے چنانچہ جب قبر کھودی گئی تو اس طریقے سے کھودی گئی کہ

آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں کے برابر تھا اور جب بعد میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھودی گئی تو ان کا سر مبارک آپ رضی اللہ عنہ کے شانوں کے برابر تھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جس رات والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصال پایا اسی دن آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تدفین کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جا کر تین وتر پڑھے۔

ابن حنطب کی روایت ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی طرح ہموار رکھی گئی اور اس پر پانی چھڑکا گیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے جا کر رکھا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

السلام علیك یارسول اللہ ھذا ابوبکر رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جیسے یہ الفاظ ادا کئے تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دروازہ خودبخود کھل گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک سے آواز آئی۔

''حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کر دو۔''

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور عرض کیا مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دونوں ساتھیوں کی قبور تو دکھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے میرے لئے حجرہ کھول دیا اور میں نے وہ قبور دیکھیں اور وہ زمین سے نہ ہی زیادہ ابھری ہوئی تھیں اور نہ زمین کے اندر بہت زیادہ تھیں اور ان پر سرخ رنگ کی مٹی تھی اور میں نے دیکھا حضور نبی

کریم ﷺ کی قبر سے آگے تھی اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر تھی اور ان کی قبر حضور نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے قریب تھی اور پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر تھی اور ان کی قبر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے قریب تھی۔

حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور اہل مکہ کو اس کی خبر ہوئی تو اہل مکہ حیران و پریشان تھے۔ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی پریشانی کا علم ہوا تو انہوں نے وجہ دریافت کی۔ انہیں بتایا گیا ان کے فرزند اور خلیفہ رسول اللہ ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے ہیں۔ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد یہ دوسری بڑی مصیبت ہے جو مسلمانوں کے کندھوں پر آن پڑی ہے۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۵، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۳۹ تا ۴۲، شواہد النبوۃ صفحہ ۲۶۴)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قریباً دو برس تین ماہ اور نو دن تک منصب خلافت پر فائز رہے اور حقیقی معنوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے جانشین ہونے کا حق ادا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد کی زندگی میں خلیفہ بنے اور یہ اعزاز کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵)۔

تھے فاروق اور عثمان ان کے حامی
علی بھی دل سے تھے یارِ ابوبکر
امین دین و آئین رسالت
نگہدارِ فرامین رسالت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تاثرات

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا سانحہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کسی بارِ گراں سے کم نہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم ان کے چہروں سے دکھائی دیتا تھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا سانحہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کسی بارِ گراں سے کم نہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم ان کے چہروں سے دکھائی دیتا تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور پھر اپنے گھر سے باہر آ کر فرمایا۔

''آج خلافت نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔

''ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔
آپ رضی اللہ عنہ ایمان میں سب سے زیادہ مخلص اور یقین میں پختہ

تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی جب کوئی ان پر ایمان نہ لایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی سرپرستی فرمانے والے تھے اور سیرت میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہم سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر دے۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں آپ رضی اللہ عنہ کو "صدیق" کے لقب سے یاد فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسلام کا قلعہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی دلیل قوی تھی۔"

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ چلے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پر پہنچے جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جسم اقدس چارپائی پر رکھا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کے باہر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل کی آپ رضی اللہ عنہ پر بے پناہ رحمتیں نازل ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے محبوب، مونس اور غمخوار تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے راز دان اور مشیر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے میں سبقت لی اور آپ رضی اللہ عنہ کا یقین قوی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مخلص مومن تھے اور خوفِ خدا رکھنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے دین میں دوسروں کی نسبت سب سے زیادہ بے نیاز اور کسی بھی چیز کی پرواہ نہ کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے دیگر رفقاء کی نسبت زیادہ فضیلت والے، برکت والے اور

سبقت لے جانے والے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ہی سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مقام و مرتبہ میں سب سے افضل تھے اور اللہ عزوجل اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی تھی جب سب انہیں جھٹلا رہے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں ''صدیق'' کے لقب سے یاد کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس وقت غمخواری اور دلجوئی کی جب دوسرے لوگ بخل سے کام لے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہر قسم کے حالات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا جبکہ دوسرے لوگ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے باوجود تکالیف اور مصائب کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا اور آپ رضی اللہ عنہ ثانی اثنین اور یارِ غار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا حق بھی بھرپور ادا کیا اور ایسا کوئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کے کوئی بھی ادا نہ کرسکتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت پھرتی کا مظاہرہ کیا جب دوسرے سست ہو گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اس وقت قوی تھے جب سب کمزور و عاجز تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے سنت رسول اللہ ﷺ کو اپنا شعار بنائے رکھا جب لوگ شش و پنج میں مبتلا تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بلاتفرقہ خلیفہ برحق تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذات بلاشبہ منافقین کو غصہ، کفار کو رنج اور حاسدین کے لئے کراہیت اور باغیوں کے لئے غیظ و غضب کی علامت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ حق پر قائم رہے جبکہ دوسرے لوگ اس وقت بزدلی کا مظاہرہ کر رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جب سب کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نورِ خداوندی کو آگے بڑھایا اور پھر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے ہدایت کو پا لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سب سے پست تھی مگر آپ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ سب سے بلند تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنجیدہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی بات درست تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ خاموش طبع تھے مگر جب بھی بات کرتے تھے ٹھوس بات کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا اور آپ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی معاملہ فہم نہیں تھا۔ اللہ عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ دین کے سردار تھے جب لوگ دین سے غافل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ مومنوں کے لئے ایک رحمدل باپ کی مانند تھے اور مومنین کو اپنی اولاد کی مانند رکھتے تھے۔ لوگ جس بھاری بوجھ کے لئے خود کو عاجز جانتے تھے آپ رضی اللہ عنہ وہ بھاری بوجھ اٹھانے والے تھے۔ جس چیز کو لوگوں نے چھوڑ دیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی نگرانی اور نگہداشت کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں

جانتے تھے۔ جب لوگ گھبرا رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تسلی دی اور اپنی ہدایت کی خاطر وہ آپ رضی اللہ عنہ کے راستہ پر لوٹ آئے اور وہ جس چیز کے متعلق سوچ بھی نہ سکتے تھے اسے انہوں نے پالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات کفار کے لئے آگ کا شعلہ اور عذاب کا نزول تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات مومنین کے لئے رحمت کا نزول تھی اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات میں خود کو پرسکون محسوس کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نیک اوصاف کا مجموعہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی حجت قوی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بصیرت کمزور نہ تھی اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ بزدل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قلب میں کبھی خوف نے جگہ نہ لی اور آپ رضی اللہ عنہ ایک پہاڑ کی مانند تھے جس کو تیز آندھیاں اور طوفان بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی رفاقت ان کے لئے مالی خدمت کے اعتبار سے احسان کرنے والی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق جسمانی اعتبار سے کمزور مگر اللہ عزوجل کے معاملہ میں قوی اور زور آور تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بارگاہِ خداوندی میں بے حد بلند ہے اور لوگوں کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ جلیل القدر اور بلند مرتبہ کے حامل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نسبت کوئی طنز نہیں کرسکتا اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ پر کوئی اعتراض کرسکتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کمزور اور ضعیفوں کا حوصلہ بڑھانے والے تھے اور حقدار کو اس کا حق

دلانے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں دور و نزدیک سب برابر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے قرب کا حقدار وہ تھا جو متقی و پرہیزگار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ حق و صداقت کی دلیل ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا قول قطعی اور معاملہ بردباری ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں جب معاملہ آسان ہو چکا اور دنیا ہموار ہو چکی ہے اور ایمان جڑ پکڑ چکا ہے اور اسلام اور مسلمان ثابت قدم ہو چکے ہیں اور امر خداوندی غلبہ پا چکا ہے اگرچہ کفار اس وجہ سے غبار آلود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اقدامات نے آپ رضی اللہ عنہ کے بعد میں آنے والوں کو تھکا دیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ اس بات سے اعلیٰ و ارفع ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ پر گریہ و زاری کی جائے اور آپ رضی اللہ عنہ کی موت کی مصیبت آسمانوں پر بھی دیکھی جا سکتی ہے اور ہم سب اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں اور بلاشبہ ہمیں اسی کی جانب لوٹ کر جانا ہے اور ہم قضائے خداوندی پر راضی ہیں اور ہم نے اپنا معاملہ اسی کے سپرد کر دیا۔ اللہ عزوجل کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہمارے لئے کسی بڑے سانحہ سے کم نہیں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ دین کی عزت اور جائے پناہ تھے۔ اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا دے اور ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے اجر سے محروم نہ رکھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے راستہ سے گمراہ نہ کرے۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنا

خطاب ختم کیا تو لوگ جو خاموشی سے اس خطبہ کو سن رہے تھے وہ زاروقطار رونے لگے اور کہنے لگے۔

''اے رسول اللہ ﷺ کے داماد! آپ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔''

(ریاض النضرۃ جلد اول صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ان لوگوں میں کھڑا تھا جو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کر رہے تھے اور اس وقت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ اس دوران ایک شخص میرے پیچھے آیا اور اس نے میرے کندھے پر اپنی کہنی ٹکائی اور فرمایا۔

''اللہ عزوجل ان پر رحم کرے اور میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا تھا اللہ عزوجل انہیں ان کے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ رکھے گا یعنی حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور پھر اس شخص نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے میں ہوں، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور عمر رضی اللہ عنہ ہے اور میں نے یہ کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا اور میں چلا، ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی چلے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی چلے اور پھر اس شخص نے فرمایا مجھے قوی امید ہے کہ اللہ عزوجل انہیں ان کے ہمراہ رکھے گا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے مڑ کر دیکھا کہ وہ کون ہے جو میرے کندھے پر کہنی ٹکائے ایسی گفتگو کر رہا ہے تو وہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۷۳)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ اس گھر میں داخل ہوئے جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

جنازہ رکھا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت فرما رہے تھے۔

''اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! آپ رضی اللہ عنہ کے وصال نے قوم کو سخت مصیبت میں مبتلا کر دیا اور ہم آپ رضی اللہ عنہ کی گرد کو بھی نہیں پا سکتے اور ہم آپ رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کو کیونکر پا سکتے ہیں؟''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

''سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں دن رات کا ایک عمل ایسا کیا جو میرے تمام اعمال پر بھاری ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور غارِ ثور میں قیام کے دوران حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت بجالاتے رہے اور غار میں داخلے کے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ غار میں داخل نہ ہوں جب تک میں غار کی صفائی نہ کرلوں اور دیکھ نہ لوں کہ یہاں کوئی موذی جانور تو موجود نہیں ہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور غار کی صفائی اور تمام سوراخوں کو اپنا تہبند پھاڑ کر بند کر دیا اور پھر دو سوراخ رہ گئے جنہیں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ایڑیوں سے بند کیا اور حضور نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اندر آجائیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ غار میں داخل ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ پھر ایک سانپ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے شدید تکلیف کے باوجود اظہار نہ کیا کہ کہیں حضور نبی کریم ﷺ کے آرام میں خلل واقع ہو اور پھر تکلیف کی

شدت سے آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو نکلے اور حضور نبی کریم ﷺ کے چہرۂ اقدس پر گرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیوں روتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے سانپ کے ڈسنے کا بتایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعابِ دہن اس جگہ لگایا اور زخم کی تکلیف جاتی رہی اور پھر اس زہر کا اثر ایک عرصہ بعد ظاہر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کی ایک رات کا عمل ہے اور ایک دن کا عمل وہ ہے جب کچھ قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تو میں نے عرض کیا ان کے معاملہ میں نرمی اختیار کیجئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا تم دورِ جاہلیت میں تو بڑے شہسوار اور غضبناک تھے اب قبولِ اسلام قبول کے بعد تم کمزور اور پست ہو گئے اور اگرچہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور دین اسلام کو مکمل کر دیا گیا مگر میں اپنی زندگی میں دین اسلام کی تعلیمات سے انحراف برداشت نہیں کروں گا اور جو کوئی بھی دین اسلام کی کسی بھی تعلیم سے روگردانی کرے گا میں اس سے لڑوں گا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر کھڑے ہو کر یوں دعا فرمائی۔

"اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو رونق اور تازگی بخشے اور آپ رضی اللہ عنہ کی نیک کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دنیا سے منہ موڑ کر اسے خوار کر دیا اور آخرت کی طرف متوجہ ہو کر اس کی عزت افزائی فرمائی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد

آپ رضی اللہ عنہ کا وصال امت مسلمہ کے لئے بڑا حادثہ ہے۔کتاب
اللہ کا وعدہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی مصیبت پر صبر کرنے سے اجر
ملے گا پس میں صبر کرتی ہوں اور اللہ عزوجل سے ایفائے عہد
کی توقع رکھتی ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا گو ہوں اور ہم اللہ
ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔اللہ عزوجل
کی سلامتی اور رحمت ہو آپ رضی اللہ عنہ پر۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جنگ جمل کے بعد لوگوں
سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"لوگو! میں تمہاری ماں ہوں اور ماں ہونے کی حیثیت سے
میرا تم پر حق ہے میں تمہیں نصیحت کروں اور مجھ پر بہتان وہی
باندھ سکتا ہے جو اللہ عزوجل کا نافرمان ہو اور حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر میرے
سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا اور میں جنت میں بھی آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے ہوں اور اللہ عزوجل نے مجھے آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے ہر گھٹیا چیز سے دور رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی
کے ذریعہ سے اللہ عزوجل نے مومن اور منافق کا فرق ظاہر کر
دیا اور اللہ عزوجل نے میری وجہ سے تمہیں تیمم کی رخصت دی۔
میرے والد ان دو میں دوسرے تھے جن کے ساتھ تیسرا اللہ
تھا اور وہ پہلے شخص ہیں جنہیں صدیق کہا گیا اور جب حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال ہوا تو وہ میرے والد سے راضی
تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں امام مقرر کیا۔ پھر جب

دین کی رسی میں بل پڑنے لگے تو انہوں نے رسی کے دونوں سرے پکڑ کر تمہیں متحد رکھا اور نفاق کی کمر توڑ دی اور یہود کی بھڑکائی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور اس وقت تمہارا حال یہ تھا کہ تمہاری آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں اور تم دشمن کے منتظر تھے اور تمہارے کانوں میں چیخوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ اس موقع پر میرے باپ نے تمہاری اصلاح کی اور فتنے کے مشکیزے کا منہ بند کر دیا اور کنوئیں سے تازہ پانی کے ڈول نکال کر آنے والوں کو سیراب کیا اور جو ایک بار سیراب ہو چکا تھا اسے پھر سے سیراب کیا۔ میرے باپ کا وصال اس حال میں ہوا تھا کہ وہ نفاق کی کھوپڑی کو اپنے قدموں تلے روند چکے تھے اور کفار کے لئے جنگ کی آگ بھڑکا چکے تھے۔ تم میرے باپ کی محنت سے منظم ہوا اور انہوں نے تم پر ایسا خلیفہ مقرر کیا جو اس کی جانب جھکتا وہ اس پر رحمدل ہو جاتا اور وہ عالی ظرف والا تھا جو خود تکالیف برداشت کرتا تھا اور جاہلوں کی اذیتوں سے درگزر فرماتا تھا اور وہ اسلام کی حمایت کرنے والا، اسلام کی حفاظت کرنے والا راتوں کو جاگنے والا تھا۔"

حلیہ مبارکہ

مسند امام احمد میں حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بالوں کو مہندی لگایا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے ایک آدمی کا ذکر کیا کہ وہ بالوں کو مہندی سے رنگتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ میرے والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی بالوں میں مہندی لگاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کچھ تبدیلی پیدا کرو اور یہود کے ہم رنگ نہ ہو۔ اس پر والد بزرگوار نے اپنے بالوں کا رنگ سرخ، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے گہرا سرخ اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے زرد کر لیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک بتائیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

> ''ان کا رنگ گورا تھا، جسم دبلا تھا اور رخسار ہلکے تھے۔ ان کی کمر منحنی تھی کہ تہبند ٹھہرتا نہیں تھا اور کمر سے ڈھلک جاتا تھا۔ چہرے کی رگیں ابھری ہوئی تھیں اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی ابھری ہوئی اور انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں۔''

ابن سعد کی روایت ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جسم پر بال بہت زیادہ تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا بال زیادہ اچھے ہوتے ہیں یا تھوڑے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بال زیادہ اچھے ہوتے ہیں اور اس جواب میں حکمت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کے بال کم تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر بال زیادہ تھے آپ رضی اللہ عنہ کو گمان ہوا کہیں یہ سوال میرے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق نہ ہو کہ ہم میں سے بہتر کون ہیں لہٰذا یہ جواب دیا۔

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مرض الموت میں ان کے پاس گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ تھوڑے گوشت کے ایک آدمی تھے۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۸، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۰۱، تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۹)

فرمودات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

☆ وفادار اور مخلص ساتھیوں سے مل کر رہنا اور ان سے میل جول رکھنا، جس سے ملنا خلوص سے ملنا۔

☆ جب انسان صرف اللہ کے لیے کوئی کام کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے۔

☆ انسان کو چاہیے کہ دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے خود اپنے نفس کی بھی اصلاح کرے، یہ بہت ضروری ہے۔

☆ صاحب حیثیت دینے والے پر سائل کا حق واجب ہے، اور عمدہ جواب حسن اخلاق ہے۔

☆ موت سے محبت کرو تو زندگی عطا کی جائے گی۔

☆ جو کام ثواب کے لیے نہیں کیا جاتا اس کا ثواب بھی نہیں ملتا۔

☆ جو امر پیش آنا ہے وہ نزدیک ہے، لیکن موت اس سے بھی نزدیک ہے۔

☆ امیر آدمی اگر بخشش کرے تو یہ اچھی چیز ہے، لیکن محتاج آدمی اگر بخشش کرے تو بہت ہی اچھی چیز ہے۔

☆ جو مومن شکر گزار ہوتا ہے، وہ عافیت سے بہت زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔

☆ اخلاق یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے، دنیا کو آخرت کے لیے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دے۔

☆ اے لوگو! خدا کے خوف سے روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔

☆ جس جسم کو غذا حرام کی ملے وہ شخص کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

☆ صبر نصف ایمان اور یقین پورا ایمان ہے۔

☆ زمانہ کی گردش اگرچہ عجیب امر ہے لیکن اس سے غفلت عجیب تر ہے۔

☆ مردوں سے شرم کرنا اچھی بات ہے، مگر عورتوں سے شرم کرنا تو بہت ہی اچھی بات ہے۔

☆ جس چیز کے کرنے سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے، اس کے کرنے میں جلدی کرو۔

☆ جو قوم بے حیائی کی جانب قدم بڑھائے گی، اللہ اس قوم کو مصیبتوں میں مبتلا کرے گا۔

☆ کاش میں کسی مومن کے سینہ کا ایک بال ہی ہوتا۔

☆ تم نے بزرگی کو پرہیزگاری میں، بے نیازی کو یقین میں اور عزت کو تواضع میں پایا۔

☆ نئے کپڑے زندوں کے لیے موزوں ہیں اور پرانے کپڑے بے جان جسم کے لیے۔

☆ بہترین خصلت وہ ہے جو تم پر گراں گزرے۔

☆ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔

☆ عورتوں کو سونے کی سرخی اور زعفران کی زردی نے ہلاک کر رکھا ہے۔

☆ بروں کی ہم نشینی سے تنہائی بہتر ہے، اور تنہائی سے نیک لوگوں کی صحبت بہتر ہے۔

☆ میں ایسے گھر والوں کو پسند نہیں کرتا، جو کئی دنوں کا رزق ایک ہی دن میں خرچ کر ڈالیں۔

☆ اللہ اہل عداوت کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا، جب تک کہ وہ دین حق اختیار نہ کرلیں۔

☆ دشمن سے نہ تو بے وفائی اور نہ اس کے ساتھ دھوکہ کرنا چاہیے۔

☆ عدل و انصاف دنیا کے ہر کام سے خوب بلکہ خوب تر ہے۔

☆ جاہل آدمی کا صرف دنیا کے کاموں میں مشغول رہنا برا ہے، لیکن کوئی عالم آدمی ایسا کرے تو بہت ہی برا ہے۔

☆ دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم ہے، علم بھی مردہ ہے اور اس کی زندگی طلب پر موقوف ہے۔

☆ آرزو کرنے سے دولت نہیں ملتی اور نہ خضاب لگانے سے جوانی حاصل ہوتی ہے اسی طرح دواؤں سے صحت نہیں حاصل ہوتی۔

☆ تو دنیا میں رہنے کے لیے سامانوں میں لگا ہوا ہے، اور دنیا تجھے اپنے سے نکالنے کے لیے سرگرم ہے۔

☆ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال کفار کی میراث۔

☆ چوری اور خیانت سے بچو کیونکہ یہ باتیں فقر اور افلاس سے پیدا ہوتی ہیں۔

☆ تمہیں چاہئے کہ اپنی حالت درست رکھو تاکہ تمہیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اپنی حالت درست رکھیں۔

☆ جو شخص صرف شکایت زبان پر نہیں لاتا، وہ خوشگوار زندگی سے ہمکنار رہتا

ہے۔

☆ جھوٹی باتیں بتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

☆ تم کو اپنے پڑوسی سے لڑنا جھگڑنا نہیں چاہئے، اس لئے کہ وہ تو اپنی جگہ پر ہی رہے گا لیکن لوگوں میں تمہارا چرچا ہوتا رہے گا۔

☆ علم کے بغیر عمل بیکار ہے اور علم بغیر عمل کے بیکار ہے۔

☆ ہر روز بلکہ ہر گھڑی نیک عمل کی کوشش کرو۔

☆ مجاہد کے ہر قدم کے عوض سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، سات سو درجے بڑھائے جاتے ہیں اور اس کی سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں۔

☆ بخیل اور دنیادار لوگ سو درہم میں سے اڑھائی درہم زکوٰۃ نکالتے ہیں، لیکن صدیق لوگ اپنی زکوٰۃ میں تمام مال صدقہ کر دیتے ہیں۔

☆ کافروں سے جہاد کرنا چھوٹا جہاد ہے لیکن نفس سے جہاد کرنا بڑا جہاد ہے۔

☆ جہاد کرنے والے اور کار خیر کو شوق سے انجام دینے والے کو خدا اجر عظیم عطا کرتا ہے۔

☆ جو شخص جہنم کے سائے سے بچنا اور خدا کے سائے میں آنا چاہتا ہے، اس کو چاہئے کہ سختی کی بجائے رحم کرے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سستی عام لوگوں کے لیے بدتر لیکن عالموں اور طالب علموں کے لیے بدترین ہے۔

☆ جو خدا کے کاموں میں مصروف ہو جائے، خدا اس کے کاموں میں مصروف ہو جاتا ہے۔

☆ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے، پھر اسے دنیا حاصل کرنے کی مہلت نہیں ملتی اور اسے انسانوں سے گھبراہٹ اور وحشت ہوتی ہے۔

☆ لوگو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں کو بہت جلد نیک بدلہ دے گا۔

☆ اگر تم خدا کی رحمت کے امیدوار ہو تو اس کی مخلوق پر رحم کرو۔

☆ جس کے پاس جتنا علم ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی ڈرے گا، اور جتنا جاہل ہوگا وہ اللہ سے اتنا ہی بے خوف ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے، اس کے سوا کسی میں کوئی قوت نہیں۔

☆ اس بات کو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی ضرور مدد کرتا ہے، جو اس کے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قربانی دیتے ہیں۔

☆ جو اسلام لائے گا اس کے اسلام سے خود اس کا بھلا ہوگا، اور جو اسلام نہیں لائے گا وہ ہرگز خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا۔

☆ جو شخص پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہے، خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ ہوتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آگیا اسے کوئی نہیں مار سکتا۔

☆ جس قوم نے جہاد کو ترک کیا وہ عذاب میں پھنس گئی، اس پر اللہ ذلت اور رسوائی مسلط کر دیتا ہے۔

☆ خدا تعالیٰ انسانوں کے وہی اعمال قبول کرتا ہے جو صرف اس کی نیت سے کئے گئے ہوں جس آدمی کی جو نیت ہوتی ہے اس کے مطابق اسے اجر ملتا ہے۔

☆ اچھے برے عمل کی جزاء اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

☆ جو شخص خدا کے واسطے کوئی مسجد بنائے، خدا اس کے لیے جنت بنائے گا۔

☆ اللہ میری آخری عمر اچھی کر، نیک عمل میں میرا خاتمہ فرما اور اپنی ملاقات کا دن سب دنوں سے بہتر کر۔

☆ اللہ تعالیٰ کے وعدے کبھی غلط نہیں ہو سکتے، اور نہ ان میں کسی قسم کے شعبہ کا احتمال ہو سکتا ہے۔

☆ فقیر کے سامنے عاجزی اور ادب کے ساتھ صدقہ پیش کرنا چاہئے، کیونکہ خوش دلی سے صدقہ دینا قبولیت کا نشان ہے۔

☆ ہر شخص قیامت کے دن اپنے برے اعمال کا جواب دہ ہوگا

☆ انسان کو فخر بالکل نہیں کرنا چاہئے، اس بات کو سوچو کہ کہیں وہ شخص بھی فخر کر سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور جسے مرنے کے بعد چیونٹیاں کھائیں، آج اگرچہ وہ زندہ ہے، لیکن کل اسے ضرور موت آئے گی۔

☆ امیر آدمی کا تکبر تو برا ہے ہی لیکن غریب کا تکبر اس سے بھی برا ہے۔

☆ زبان کو شکوہ سے روک، خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔

☆ نیک بات بتانا زخم ہے مگر نرمی اس کے لیے مرہم ہے (یعنی نیک بات سختی سے نہیں نرمی سے بتانی چاہئے)

☆ عبادت ایک پیشہ ہے، دکان اس کی خلوت، راس المال اس کا تقویٰ اور نفع اس کی جنت ہے۔

☆ دنیا جن کا سرمایہ ہے، ان کے دین کا نقصان زبانیں بیان کرنے سے عاجز ہیں۔

☆ جوان آدمی کا گناہ کرنا بھی اگرچہ برا ہے، لیکن بوڑھے آدمی کا گناہ تو بہت ہی برا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ازواج

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیویوں کی تعداد چار ہے۔

۱۔ قتلہ

۲۔ ام رومان رضی اللہ عنہا

۳۔ اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس

۴۔ حبیبہ رضی اللہ عنہا

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پہلی بیوی کا نام قتلہ ہے۔ ان کے بطن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ابتداء میں ہی مسلمان ہوگئی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو لحد میں اتارنے کے بعد دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''اے اللہ! ام رومان (رضی اللہ عنہا) نے تیرے لئے اور تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے جو تکالیف برداشت کی ہیں انہیں تو جانتا ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امِ رومان رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا۔

''جس نے حوروں میں سے کسی کو دیکھنا ہو تو وہ ام رومان (رضی اللہ عنہا) کو دیکھ لے۔''

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تیسری زوجہ کا نام حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس ہے۔ غزوۂ حنین کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھوایا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت بھی کی تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو غسل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق دیا تھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی چوتھی بیوی حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت خارجہ ہیں۔ حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت خارجہ کے بطن سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت خارجہ نے حضرت حبیب بن اساف رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا تھا۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵)

کتابیات

۱۔ قرآن مجید

۲۔ بخاری شریف از امام اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ مسلم شریف از امام محمد مسلم رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ تفسیر ابن کثیر از حافظ ابو الفدا عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ مشکوٰۃ شریف

۶۔ ترمذی شریف

۷۔ تفسیر روح المعانی

۸۔ مسند امام احمد

۹۔ تاریخ طبری

۱۰۔ کنز العمال

۱۱۔ شعب الایمان

۱۲۔ تفسیر کبیر

۱۳۔ تفسیر خازن

۱۴۔ کرامات صحابہ

۱۵۔ سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم ...... از ...... شاہ معین الدین ندوی

۱۶۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ......از......محمد حبیب القادری

۱۷۔ سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ......از......شیخ محمد حسن نقشبندی

۱۸۔ سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ......از......سید ارتضیٰ علی کرمانی

۱۹۔ سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ......از......شاہ معین الدین ندوی

۲۰۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سو واقعات......از......علامہ محمد مسعود قادری

۲۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سو واقعات......از......محسن فقری

۲۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سو واقعات......از......قاری گلزار احمد مدنی

۲۳۔ تاریخ ابن خلدون

۲۴۔ مدارج النبوۃ

۲۵۔ طبقات ابن سعد

۲۶۔ مجمع الزوائد

۲۷۔ نزہۃ المجالس

۲۸۔ الفاروق......از......شبلی نعمانی

۲۹۔ سنہرے فیصلے

۳۰۔ الصواعق المحرقۃ

۳۱۔ شواہد النبوۃ

۳۲۔ ریاض النضرۃ

۳۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

۳۴۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

حقوقِ انسانی اور عدلِ اسلامی کے حسین چہرے کا جھومر

حضرت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے فیصلے

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف [illegible]

اسلام بک ڈپو

042-37112941